بعون صناع بمکان فضل خلاق زمان

# دیوان فرخ

مسمّٰے بہ

# گلدستۂ عشق

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

# اطلاع

[illegible] مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے یہ فہرست مطبوعہ ہر ایک شائقین کو بھیجا جاتا [illegible] مل سکتی ہے جسکے سماعت و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتابچہ [illegible] ٹیکل پیچ کے تین صفحہ سادہ میں کتب کلیات و دواوین اردو و کتب قصہ جات نثر و چند کتب فسانہ نظم درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کاذریعہ حاصل ہو

## کتب کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نسخہ طبع شاعر نامی سید انشاء اللہ خان انشا تخلص محمد نواب سعادت علیخان مین رہتے مقرب حاضر جواب تھے -

کلیات ناسخ عمدہ کلیات جسمین نادر رسائل شامل ہیں
اشاہد عشرت ۲ سخن شعرا ۳ اشعار ناسخ ۴ مرغوب دل
۵ دفتر بیمثال - ۶ - گنج نوادر ۷ چشمہ فیض
۸ قند فارسی - ۹ - زبان ریختہ ۱۰ [illegible]
قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور
شاہد عشرت فقط
سخن شعرا "
اشعار ناسخ "
گنج نوادر "
زبان ریختہ - "
قطعہ منتخب - "

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات
از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا

کلیات نظیر اکبر آبادی

کلیات تراب مجموعہ جسمین یہ کتابیں ہیں ۱ دیوان
۲ مثنوی عاشق صنم ۳ گلزار جان - ۴ شجرہ قادریہ

کلیات صنعت کلام شاعر مستند میان یم الدین صنعت

کلیات ناسخ دو دواوین صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر
شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند المعنوی

کلیات آتش طبع زاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش کے معاصر ناسخ -

کلیات نظام کلام سخنور خوش فکر نواب محمد میر دانعلیخان

کلیات تسلیم جسکا نام تسلیم ہے (زبندہ بیچہ خوش فکر ہی زبان

بلند خیال منشی نیاز اللہ تسلیم شاگرد حضرت دہلوی -

کلیات میر یعقوب استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام [illegible]
کر چھپا

کلیات ناظر کلام الملک - الملک الکلام چار جلد میں

کلیات مومن خان - جدید الطبع

بہار ستان سخن آئینہ تین استادون کا کلام ہے
ہمطبع ہمقافیہ غزلین - ۱ شیخ امام بخش ناسخ -
۲ خواجہ حیدر علی آتش - ۳ مہدی حسین خان

دیوان گویا - از طبع زاد رسا للہ فقیر محمد خان
گویا شاگرد خواجہ وزیر مخلص وزیر استاد ناسخ
خیال یہ بہت عمدہ دیوان ہے

دیوان امیر خرد طبع زاد سید امیر الدین امیر
منتخب کلیات ظفر انتخاب ہی چار دان جلد
کلام حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ غازی

دیوان فدا از موج خیزی طبع وقاد مولوی
وکیل عدالت دیوانی -

دیوان غافل کلام مغفور چھپا یہ آتش و ناسخ منور خان غافل

دیوان ذوق از نتیجہ فکر سخن گو بمالی خیال سنہ

معہ صناع مکین و مکان فضل و خلاق متین ماہ زوزن

# دیوان رشید

مسمّٰی بہ

# گلدستۂ عشق

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مطبوع ہوا

N LIBRARY
GARH
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U15029

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حور پر آنکھ نہ اٹھائے کبھی شہید ترا
سب سے بیگانہ ہی اے دوست شناسا تیرا

شان اس شمع ہو تری مرتبہ اعلا تیرا
تو ہی یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

عقل کیا دخل کرے کہ حقیقت میں تری
حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا

راہ میں اسکی جو ثابت قدمی ہو تجھسے
سجدہ گہ جائے ملک نقش کف پا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں ترے تو میں پاؤں
سر وہ کٹ جائے مجھ میں کہ ہو دارا تیرا

دوش اپکو میں جانوں نہ کنار و دامن
پر و بازو یا فتہ ہوں دامن صحرا تیرا

تو ہی نے اسکو بنایا ہی بدیع قدرت سے
تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا

دید لیلے کے لئے دیدہ مجنوں ہی ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہی مدعای دوست
میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں تنہا تیرا

میں بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلای جمالی
میں بھی شائق ہوں صنم صورت موسا تیرا

کسکی آنکھوں سے ہو دعوا تجھے بیچشمی کا
کسطرف دھیان ہی اونر کس شہلا تیرا

میں مسافر ہوں اتر جاؤنگا پار اکدم میں
تجکو اے موج مبارک رہے دریا تیرا

قصد کرکے مجھے کھینچا قلم قدرت نے
خود بخود دیکھ گیا نے ساختہ نقشا تیرا

URDU ST
CHAUDHARY

دیوان زاہد

# دیوان رند

بادۂ گلگوں میں افیون لگا افر جائیگا
دوری سے یار بن ذوقِ ان ستر ہو جائیگا

تیرے نالے کا ترے دل میں اثر ہو جائے گا
کارگر یہ تیر نشانے پہ کمان در پر ہو جائے گا

جامے سے باہر جو شتاق بندہ ہو جائے گا
گرمیِ اضطراری میں ہر سنگ شرر ہو جائے گا

تجھ میں بھی یوسف مرے ہو معجز خاتم النبی
گر ہلے انگشت تو شق القمر ہو جائے گا

اشک چشم سیندریشان ہے یہ طوفان لائیگا
قطرۂ نیسان بنیں کچھ جو کچھ گہر ہو جائیگا

لائیگی گردش میں تجکو بھی مری آوارگی
کوبکو میں ہوں تو تو بھی دربدر ہو جائیگا

نور کا عالم بنا دیگا اسے حسن شباب
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا

ایک عالم ہے تہ و بالا فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

یوں نہیں رہنے کا گردش میں ہمیشہ مہر و ماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

مثل موسیٰ آہ مانگونگا اگر دریا سے میں
خشک ہونیکا نہیں تو تا کمر ہو جائیگا

وہ شجر ہوں میں کہ قاطع ہوگی سرسبزی مری
شاخ سے جو برگ نکلیگا تبر ہو جائیگا

خاکساری سرمہ سان شیوہ کریگا تو اگر
دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائیگا

سیر کو آیا تھا ہستی میں عدم سے میں عبث
کیا سمجھتا تھا یہ زندان میرا گھر ہو جائیگا

ہے عبث نازاں تو محسن کم بقا پر عندلیب
دم میں رنگ رہ کو گل نوع دگر ہو جائیگا

حسن کی دولت سے ہے تجھ میں صنم شان خدا
جس طرف تو ہوگا اک عالم ادھر ہو جائیگا

موشگافی کرنی ہو دیگی دم خنجر سخن
بال سے باریک مضمون کمر ہو جائیگا

یاوری طالع کرے تو کیمیا کیا مال ہے
سنگریزہ ہاتھ میں لونگا تو زر ہو جائیگا

یار رخصت ہو دیگا اندھیر ہو دیگا جہان
ظلمت شب سے سیہ نور سحر ہو جائیگا

یار بن گر اول شب سے یہی شدت رہی
کام میرا آخرای درد جگر ہو جائے گا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی اب آپا نیگا
پھونک دے گی آتش گل پھر بڑا صیاد کا

مرکا کن کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹیگا جلاد کا

مملکت مین جس کی ہے حکم قتل خواہ خواہ
جان پر کھیلون ارادہ تب کرون فریاد کا

عید کا دن ہے گلے سے مرے لگ جا تو بھی آج
ملتے ہین آپسمین غل ہے مبارک باد کا

جوہر حسن آئینہ رو یونہی کھلتے کسطرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

نہ رند شکوہ کیجے کس کا بقول استاد کے
آپ ودانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زبان غیر سے جب نام ترا جان جان نکلا
لگی اک آگ تلوون سے کہ بس سے دھوان نکلا

تباہی کو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھون سے
ترے ہاتھون سے گلچین چھوڑ کر مین آشیان نکلا

زمین گر گیا خجلت سے تیرا سروای قمری
خزان باغ مین جسدم مرا سرو روان نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر پھاگ گر نکلا
یہی وان بھی زمین پائی یہی وان آسمان نکلا

دل سوزان کو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد مین بھی
تو یار دیکھ لینا قبر سے میرے دھوان نکلا

نہ دیکھی سرزمین ایسی نمودے آسمان جیسا
مگر ٹھوکر سے زمین شعر کا بنے آسمان نکلا

مین گدی کیطرح سے کھینچکر تجکو نکالون گا
کبھی مجھسے جو راہ عشق پاہر ای نہ جان نکلا

نہ کھلایا کسیدن بوند بھر پانی پسینے نے
ترا چاہ ذقن اے جان اندھا کنوان نکلا

ولا کس دشت پر آفت مین تنہا لیچلا تجکو
کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کاروان نکلا

موا تھا عشق کامل مین پس از مردن لحد مجھی
مثال عشق پیچ در پیچ استخوان نکلا

بڑا رتبہ بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اس بت کا سنگ آستان نکلا

ترے عشاق کو پرواند یکبھی فقر و الونگی
مقام بید ماغان محبت لامکان نکلا

صاحب کمال رکھتے ہین اُسیر کا خواص
جنکی اُٹھائی خاک کی اُور در بنا دیا

اُجرت یہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا

ساری رگین ہو گئی ہین تن پر اُبر نمود
ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی رند
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہے جوانمردونکو سفلونکو عزیز
سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر آکر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

لب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی منہ وہ سے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اس عرش مسند کے یہ دل
آسمان کونے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھسا نہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی عجب مین نے جس سے اُسکو کینا ہو گیا

اب کہان وہ اپنا مستونکا وہ ہوتی کہ اج
ساقیا موقوف جیسے مے کا پینا ہو گیا

اب نہین دل مین کدورت رند حاصل ہے صفا
جیسے اشراقی کا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہے مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہے عقیق یمنی کا

تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا
ہے پاس برابر تجھے محتاج وغنی کا

ہون دولت وحشت سے عجی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تا راج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لشکا نہ سیاہی کو پڑے راہ زنی کا

دیوان رند

دلمین غبار لیکے چلا ہون جہانسے
تو وہ لگے گا گور پہ گرد ہلال کا

قالین کی احتیاج نہین کچھ فقیر کو
بہتر ہے سبزہ زار سے فرش بستر ہو کھال کا

گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار
سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا

دانہ ہو اُس پری کے شکم پر جو خال کا
عالم ہے اُسکی جالی کی کرتی پہ جال کا

کشتہ کیا ہو اک بت وحشی مزاج نے
ہو شامیانہ گور پہ آہو کی کھال کا

آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو
النسان کو خیال رہے گر زوال کا

کس میرو ش کے در کی گدائی کی ہے ہوس
خورشید پہ فلک پہ جو کاسہ سوال کا

پشمک زنی کرین نہ کہین سر بلند سب جوان
پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

## دیوان سند

غارض اُس شوخ چمن کا گل رعنا سمجھا
شرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا

لکنت اُس طفل کی مین لکنت نوری سمجھا
چور منصوری کا مین مین اُسکے پدیدا سمجھا

سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجھا

مہرش یار لے افشان جو چینی ہاتھے پر
نخ خورشید پہ مین عقد ثریا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن ای شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا

چشم خواہش سے نہ دیکھا کبھی دولت کیطرف
مین مروار غدائے سگ دنیا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپایان آکر
اُمن کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

کعبہ رو کو ترے سجدہ کیا ہر ہر گام
جادۂ راہ کو تیرے مین مصلا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اُس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہیں پایا
ترا جو چاہا تھا ہر محفل میں ترا ہی فسانا تھا

پڑھایا کیوں مضل پا کیا کیا تو نے اودھر میں
ان آنکھوں نے تجھے بیمار آنکھیں کیا اڑاتا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آپ کی دل میں
مزاج ایسا کہ گیتی میں بھی محبت ماشقانا تھا

چھڑایا یار نے مجھے آسمان نے اُسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار احسان مرے سر پہ سبکدوش کیا

بعد مرنے پھر گئی روح بھی دیوانی ہی
ترے سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کے ساتھ فنا ہو گیا میں سوختہ جان
شمع سان باد کے اک جھونکے نے خاموش کیا

مژدہ اے قیس کہ لیلی رہی اب صحرا میں
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دنیا سے سروکار مجھے
یاد میں تیری دو عالم کو فراموش کیا

میں وہ دیوانہ تھا جسکے لئے پرہن و تن
میرے ماتم نے حسینوں کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجکو
مردے کیطرح نہ زندوں کو ہم آغوش کیا

جام کو منہ سے لگانے کی نہ نوبت پہونچی
چشم مخمور نے ساقی کی یہ بیہوش کیا

واہ اے عشق نہ ہے تیری کشش مجنوں کو
شاہد مرے نہ خاک ہم آغوش کیا

میں وہ محروم محبت ہوں کہ کفن میں مجھے
وا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو ترے اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو صنم کو گوش کیا

پوچھتے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

## دیوان رند

ای اجل تو ہی سدا اور کرا ایسا نہ ہوا

آید خط سے دلگرگون رنگ روے یار کا
چاہ شاہ وہ جو زنخدان اب ہے روزن ہو گیا

سرو مہر ہے جہانکی ہون نوذی بھی ہے
نیش گر جاتا ہے سرما مین ہرگ زنبور کا

ساعد سین سے زیبا ہے مرصع دست نگین کی ہوئی
پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رونے رند کو
بعد مردن خاک سے اٹھیگا بکا نور کا

سادہ رو ایک بت غنچہ دہن مجکو دیا
میرے اللہ نے بیخار چمن مجکو دیا

کی پس مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب
گور ہی دی مجھے اس نے نہ کفن مجکو دیا

بوسہ خال پری لو لگنا ہی ہے تعبیر
خواب مین حور نے ہو مشک ختن مجکو دیا

مالک سلطنت و ملک کیا اورون کو
بارے خلعت نے فلک تو نے کفن مجکو دیا

شکر کس منھ سے ادا ہو ترا اے رب کریم
لاکھہ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا

نور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگون
یہ عطا کم ہے بہشت سیم بدن مجکو دیا

گور سے بیٹھہ نہین لگنے کی سب جن کہین
بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجکو دیا

خیر یکھا سے مین پھول سے بہتر سمجھا
گر کسی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا

تو نہان ہین جسے سب کہتے
ایسا اک یار نہ اے چرخ کہن مجکو دیا

رند کی ہے یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو
رہنا تو نے اگر و خوش سخن مجکو دیا

مقابل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا

صبا کیطرح دیر و کعبہ مین جبکا مین جا بجا
برنگ بو گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا

جنون پردہ دار یکا فقط یارونکا بہتان تھا
مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا

## دیوان رند

رو بہ جنبش بھی اب کھل نہیں سکتی ہے
ہاتھ سے لاتے تھے کبھی شیر نیستان جیتا

گو بہ کلفت میں دیا جاتا ہے میرا تن زار
گاؤ دیکی تجھے کیا گردش دوران جیتا

بندگی کرتا غلاموں کی طرح سے تیری
آج کے دن سنوا یوسف کنعان جیتا

جسکی دعوت کی زمانے نے اوسے زہر دیا
اُسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالینگی یہ ایک ایک کو چکی کی طرح
کوئی رکھنے کی نہیں گردش دوران جیتا

مرگ خواہاں ہے مری دیکھی ہے زیست جو آج
تیری امید پہ ہوں عیسی دوران جیتا

آپ ہی اُنسے کوئی کھوتا ہے نعمت اپنی
پھینکے دیتا ہے کوئی توڑ کے دندان جیتا

سخت جان تھا جو رہا زندہ چمن سے چھٹکر
میں تو دم بھر بھی نہ اے مرغ گلستان جیتا

چل کے اب عرض کرو حضرت آتش سے رند
معرکہ آپ کا یہ ملفل دبستان جیتا

## دیوان رند

پیدا ہو جس سے رشک کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلا یا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دوں اُسے
غنچے کو اُسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

اُٹھنا پڑیگا سنتے ہیں پھر بعد خواب مرگ
سو تو نکی موت چوکنا ہے بار بار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا

بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

ضد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہے میرا عشق ترے اشتہار کا

بدمست میکدے سے جہاں کے میں اُٹھگیا
آنکھوں نے میرے رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف اُسی کے پیرہن کو اپنا یقین ہے
او گل کھنے جو عطر ترے باسی ہار کا

چارون آرام سے یہاں بن بھی آرہیگا
پوچھے منزل پر سبکبار ی ہمری مرے
اپنی آنکھون پر میں تاق بوجھ اُٹھا رہیگا
خون کرکے دون اُسکے آزادی ہمری کرشمہ
دیکھکر مجھکو فلک چکر میں آگر رہیگا
دلکا دل ہی میں ہا شوق شہادت رہ گیا
قتل کرکے وہ قاتل ہاتھ اُٹھا رہیگا
تخت جانی نے مری خبر کو آدی کردیا
ہو تھہ قاتل پہ واقعے جا رہیگا

تقدیر تھا مسلسل ہاتھ پاؤن کو جاون ہوں
دیکھو یہ ایک دن میں ہم کیا رہیگا
ہر اک زبان پہ تو ہے مسلسل کلام آپنا
وہ زندہ ہی رہیگا جسطرح تیرا نام آپنا
تمامی میں ہیں تسبیح کا امام آپنا

گلی مین اُسکے ہوا نے بہشت چلتی ہے
وہ زندہ ہوگیا مردہ جو زیر بام آیا

کبھی سنا نہ ہوا ہی چنے دیکھنا کیسا
دکھاؤن گا مین اگر وہ مہ تمام آیا

خم و سبو ہوے معمور فیض ساقی سے
شراب پیجیے اب دور دور جام آیا

جہانہ خانہ صیاد مین کوئی بلبل
پھڑک پھڑک کی مواجو اسیر دام آیا

تری ہی ذات کریم و رحیم ہی اے دوست
سوا ترے کوئی مشکل مین کب کے کام آیا

دکھایا آنکھو نسے گردون نے روے سیج امید
شبون کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا

چلون بچا کے فراز شہید الفت کو
خیال اتنا نہ تھا دم خرام آیا

قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا
گرایا ہاتھ سے لب تک جو میرے جام آیا

کہو یہ ہمسفرونسے نہ لیوین راہ مین دم
کہ دور جانا ہے اور دن قریب شام آیا

یہی ہے قول مرے غیرت زلیخا کا
خریدونگا کوئی یوسف سا جو غلام آیا

نہین ہے ابلق لیل و نہار رقابو مین
ہماری ران تلے اسپ نے لگام آیا

وفور شوق سے اے رند ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اُٹھی جب دل مین اُسکا نام آیا

محتسب دلکو نہ زندونکے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہی جو غش آگیا قاتل کو ترے
دم کسیکا کبھی کا ہے کو نکلتے دیکھا

ہوگئی ہیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانے لگے بھولکے اپنی چال
کبک طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا

آسماں کو نہ پتنگ منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر چرلی سے نہ جلتے دیکھا

صحرا سے گلستان کی طرف لائی ہے وحشت
دل یار نے بھی گھبرایا ہوا ہے خفقان کا

قاصر ہو جہاں مدرکۂ عقل نخستین
کیا ذہن رسائی کرے اس پیچ و ان کا

یارب کبھی نکلا نہ کبھی یا صنم اس سے
کچھ مجھ پہ نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا

کیا کیا نہ جوان سیدھے کیے پیر فلک نے
بگڑا نہ اس سے کسیدن کوئی بانکا

تربت بھی پس از مرگ ہو ہموار زمین سے
تا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا

ہو جائے ابھی کافر و دیں دار کی اک آہ
کھلجائے اگر بید ترے راز دہان کا

ہو ویگا وہی جو کہ ہے تقدیر الٰہی
قائل نہ شگون کا ہوں نہ میں فال زبان کا

ارمان ہوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر
چشموں نے کفن مجھکو دیا آب روان کا

میخواری کی تکلیف نہ دے زہد و ورع میں ساقی
شوال میں ہو جائے گا بدلا رمضان کا

ایما سے ملاقات تھی خاموشی ہماری
گونگے نے اشارے سے لیا کام زبان کا

جب آئے تھے ہستی میں نہ تھی یاد عدم کی
واں جائینگے تو دھیان رہیگا ہمیں یانکا

تسکین نہوئی سیدؔ غم عشق سے بھی شب وصل
اب مرگ مداوا ہی ہمارے خفقان کا

نے یار مجھے باغ پہ صحرا کا گمان ہے
سنگ غنچہ سوسن پہ ہوا ہو کی زبان کا

بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب میں
افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا

کیا جانیے کیا بات نکل جائے دہن سے
اب گنگ ہی ہونا ہی بھلا میری زبان کا

دیکھا نہ پھٹے ہوئے یاں کھوئے کھڑے کو
نکسال سے باہر ہے چلن اہل جہان کا

ممنون کیا منت کو مری ریگ رواں نے
نے گور کفن تھا نہ مری لاش کو ڈھانکا

دن عید کے مدت پلائے کئی ساغر
ساقی نے دیا فطرہ یہ ماہ رمضان کا

بیکار ہے نے روح کے یہ پیکر خاکی
غرو شرف و رتبہ مکین تک ہے مکان کا

## دیوان سوم

واہ کیا نواب خوش سلمانا تیرا
کوچۂ یار میں گر ہو کبھی جانا تیرا

کٹ گیا بچھیا بچھا میں تو ظالم
دل بیتاب ہی ہے جو ستانا تیرا

واہ کیا ہون کی بجلا دے ہے بانکے تجھکو
دیکھ کر کوچے میں اپنے تجھے بولا و چونچ

ہین کجھ کہین کہین اور دکھلانا تیرا

لب مین رونا ہو تو ہو مسکرانا تیرا

دل بیتاب لوٹا ہے تو ہو کاروان تیرا

آنکھین پھوٹین بھی اگر دیکھے تجھے

قہر ہے روز کا آنا تیرا

ہو بقین بھی تو ہے یاں وہم کا آنا تیرا

دم مین دم ہی نہین ہے تو ہو مسکرانا تیرا

لاغر دل ہے تو ہو سارا زمانا تیرا

بیکار

ہنگامۂ گرم آہ شرر بار نے کیا
رسوا سے خاص و عام دل زار نے کیا

سودا گران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد میرا گرمیٔ بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا
نے نور آئنہ ترا زنگار نے کیا

تھرائو تیغ ابروے خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر مین تھا متاع گران بہا
ارزان مجھے کسادی بازار نے کیا

جن تنکے نے پیا سر سے نہ آب اکسطرح
دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

وہ جنس نا قبول ہون بازار دہر مین
جنکو خریدار نے کیا

عفو قصور ہو مرا گو آب حور مین
ہرچند تو ترک عشق سے انکار نے کیا

مطلب تھا بندگی ترمی تھا دیر یا حرم
سجدہ تجھی کو کافر و دیندار نے کیا

پھانسی گلے مین رات کو دی یار نے مرے
دیوانے سے نمودے جو ہشیار نے کیا

دیکر متاع عقل لیا ہی جنون عشق
کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا

بدنام اسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا

تصویر کیطرح حرکت لب کو بھی نہین
خاموش کسکی حسرت گفتار نے کیا

مانند خضر چشمۂ حیوان پہ پا نہ حسن
اعجاز سبزۂ لب دلدار نے کیا

سیدھا کرون گا گیسوے خمدار کی قسم
جس روز مجھسے بل کبھی اغیار نے کیا

اے بادشاہ حسن ہوا تجھ پہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

دو دن مین شکل اور سے کچھ اور ہو گئی
کیا جلد مضمحل غم دلدار نے کیا

غایت ہوا جو عشق بتان کا گنہگار
ملزم مجھی کو کافر و دیندار نے کیا

دُر گران بہا ہی وہ تو جسکے واسطے
بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا

نہیں معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھے اپنا کہیں ہندو اپنا

آئینہ دیکھکے سکتا سا ہوا ہے اسکو
محو آئینہ رخ آپ ہی مہ رو اپنا

بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی لو کا
پھر چلا رہنے دے بادِ سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہے اس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہیں آئینہ میں رو اپنا

رام کسطرح کریگا کوئی صیاد اُسے
اپنے سایے سے بھی رم کرتا ہے آہو اپنا

کیا ہوا اے بتِ کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسوں بھول گئی نرگس جادو اپنا

جان جان جب سے ہو تجھسے مرا خالی آغوش
گور ہی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

وائے قسمت کہ حسرت نے نہ دیے نگار
شانے نے کر لیا اس زلف پہ قابو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو کھینچ اے ترک
آپ کا لے گا گلا آن کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پانخوردہ کی تیرے سرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا

کسکو ہم پلہ گئے حسن میں وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو جو پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ہی آپ ہی کوے کائیں
پاؤں میدانسے سرکے جو سر ہو اپنا

مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکو میں
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آئینہ گر آنکھ سے میری دیکھے
ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیے کشتی مے
بادہ خواری کا ارادہ ہے لب جو اپنا

پاکدامانی کا دعوی نکرے اس سے
منھ گریبان اگر ڈالے کبھی تو اپنا

لوٹا کرتا ہوں شب ہجر میں انگاروں پر
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق میں گلرو دیکھے
حشر کے روز کفن ہوویگا خوشبو اپنا

## دیوان رند

ای ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
پھر ہاتھ رقص کرکے گریبان تک گیا
پھر دل میں گھر کیا ہے کئی شاہ کے
پھر لالہ آمد آمد باغ چمک گیا
اس گل کی شاخ گل سے کبھی ناک کاٹی
گر جو پینا ہو تو لا یار پیالہ بھر کے

## دیوان رند

یارب بہار گلشن ہستی مدار ہے — بلبل نہ رہا رنگ کا اگر چہک گیا
جس جس طرح سے چاہا مرا امتحان کیا — اب تو یقین ہوا مجھے کیوں دل سے شک گیا
پہلو میں اب نہیں ہے وہ پھوڑے کی سی ٹیس — خون ہو کے دل بھی اشک کے شامل ٹپک گیا
اے جور آدمی ہوں میں دو کپ تلک جواب — چپ رہتے رہتے رہ ہے میرا کلیجا تو پک گیا
صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا — مشکل یہ ہے کہ تجھ سے میرا دل اٹک گیا
بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا — تقصیر ہو معاف اگر میں بہک گیا
برباد کر کے خاک میں مجھ کو ملا چکا — اب تو غبار دل سے ترے اے فلک گیا
لرزا یہ اضطراب سے میرا تن نزار — جو سنگ لوح اپنی جگہ سے سرک گیا
بیمار دونوں اس مرض عشق کے ہوئے — واں مضمحل ہو یار ادھر میں جھٹک گیا
سر کا ڈوپٹہ شب کو جو گردن کے پاس ہے — چکنو کی طرح یار کا چکنو چمک گیا
غالب ہر جنس دل کو کیا اس نے ناپسند — لاکر جو مشتری مرے سر سے پٹک گیا
انگڑائیاں جو لیں ترے اس تنگ پوش نے — چولی کی کل نکل گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو رند دل میں مآل شگفتگی
رویا میں غنچہ باغ میں جب دم چٹک گیا

گرمی سے اسکے رخ کی یہ گلشن دہک گیا — گل پر گرا جو دانۂ شبنم چٹک گیا
کاکل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر — پھنستا نہیں جو دام سے طائر پھڑک گیا
ثابت کی ہستی کمر یار ناف لے — آیا یقین عدم کا مری دل سے شک گیا
دل چاہتا ہو آپ کلا گر گزوں بار سے — قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم ٹھٹک گیا
آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا — ہشیار کون کونسا آکر سبک گیا

اس ترک شہسوار کو ہی جیسے ذوق صید
خالی کسکا ربند نہ نخچیر سے ہوا

لکھدیتا وصل ہجر کی جا سر نوشت مین
اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا

قابو ہوا نہ ایک پر زیرا دبر کبھی
نے اعتقاد دل مرا تسخیر سے ہوا

سر نامے کی طرح سے پیرہن قبا
دیوانہ اس پری مین فقیر سے ہوا

بیوا مطہ جدا کیا سر تن سے شمع کا
جلاد کا ہی کام جو گلگیر سے ہوا

چلا تری کمان کا کھینچا کس سے اے جوان
ہم پلہ گسکا تیر ترے تیر سے ہوا

تو ہی دکھا دے نالۂ گرم اپنا کچھ اثر
دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا

پابند ہون کسیکا مجھے کب دماغ تھا
سودائے زلف شامت تقدیر سے ہوا

رکھتے ہی اُسکی جان مرقع مین پرگسی
اعجاز عیسوی تری تصویر سے ہوا

سر پر جو بار عشق حسین جوان لیا
قامت خمیدہ تر فلک پیر سے ہوا

جو ہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری
حاصل مہوسون کو جو اکسیر سے ہوا

بزم سخنوران مین نہ پاتا کبھی فروغ
روشن بیان جہان مین تقریر سے ہوا

برباد ہو کے خاک مین جب تک ملا نہ مین
غافل نہ آسمان میری تدبیر سے ہوا

جانے دیا نہ دشت کو اُلجھا رکھا مجھے
تنگ ایجنون مین پانو نکی زنجیر سے ہوا

کافر ہون مین جو اپنے نوشتہ کو بدکہون
تحریر ہی کہ خامۂ تقدیر سے ہوا

جلدآتی وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا
خون مجھ پہ میرا مرگ کی تاخیر سے ہوا

پہونچائیو سلام اسیرون کا اے صبا
کل تک اگر گذر کسی تدبیر سے ہوا

رزاق نے کیا تجھے پیدا جہان مین عبث
موجود پہلے رزق ترا شیر سے ہوا

دشنام تھا جواب غرض ہر سوال کا
جب لا جواب وہ مری تقریر سے ہوا

---

دیوان رند

---

اذیت

## دیوان رند

نہایت پیش دل سے چھوٹا کوئی دم — اس اضطراب کے بدلے تو خوش ہی آجاتا
جو ترک عشق نکرتا بھلا تو کیا کرتا — مین اپنی جان سے جاتا تھا کیا جاتا
جنون وسع نہوتا جو دامن صحرا — نکالنے مین کد مصر دل کا حوصلہ جاتا
نہ سنتا کوئی کبھی نارسائیون کا گلہ — جو لیکے یار تلک طالع رسا جاتا
گھسٹتا ہوا گریبان جنون سوے صحرا — کبھی کبھی ہون اگر آپ مین بھی آجاتا
نہین ہی کوئی پس از مرگ گاڑنے والا — مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا
قریب آگئے کیا ای جنون بہار کے دن — جو خود بخود ہی گریبان مرا پھٹا جاتا
نکر تو گر میان ای برق مثل نخل چنار — مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
ہما کے کھانے سے اسمین مری سعادت ہے — سگ حبیب اگر بڈیان چبا جاتا
اگر نہ کرتی وہ زلف دراز کوتاہی — جنون عشق کا کاہیکو سلسلہ جاتا
زبان و گوش ہوے گنگ و کر جب اے ہم — جو پہلے آتے تو کچھ کچھ کہا سنا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ — بیان نکرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب — غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
ہنسی ہی کھیل ہی دانست مین تمہاری ہی — ہوا اپنی جان سے اک بندۂ خدا جاتا
نہین ہین دست و قلم اختیار مین ورنہ — زبانی کہیو تو خط تو نہین لکھا جاتا
ہمارے آپکے بیچ آج سے ہنسی موقوف — ذرا سی بات مین غصہ ہی تمکو آجاتا
رہا تھا آگے یہان ہاتھ جانسے دھوکر — تری گلی سے کہان یہ شکستہ پا جاتا
پھرا دے خنجر خونخوار کو پھر ای قاتل — گلے مین ہی مرے تسمہ لگا رہا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند — چلو عدم کو ہی مرے یار دیکھا قافلہ جاتا

اشارہ ہی پہ ہمی اسکا کل کی ہر ادا کا — کوئی گر بات سیدھی بھی کہے اگر اسے لگا
وہ رویے سادہ اسکا نقش ہے دسحر ہو شاید — اثر کرتا نہیں ہرگز کوئی جادو کوئی ٹونا
امارت کا مزا یاں فقر کی دولت سے حاصل ہے — اٹھایا بوریے پر چین پھونکے چھپکھٹ کا
بلا سے تیری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو — بنا کر سوے کاکل شوق سے شانوں پہ لٹکا
ہوا پر مثل رگ گل پھرا صحرا میں مجنوں — کسیدن ایک کانٹا بھی نہ تلوے میں مرے گھٹکا
لب دریا اگر سوے میں اس کاکل کے جاتا ہوں — ذرا تا ہو بلا بنکر مجھے مردہ بھی مرگھٹ کا
سمجھ کر یا نہ کہنا خضر صحرا محبت میں — خبر تحقیق ہے نے شبہ ہے اس راہ میں کھٹکا
جنون زنجیر کے رد کے نہیں رکنے کا میں وحشی — جدا ہو جائیگی اک کر کمی جب پانو کو جھٹکا
کبھی میرا بھی ہو گا کیسو ے پیچان دستر س ہو گا — مثال شانہ عقدہ کھولدونگا تیری الٹ کا
چلا تھا دیر کو کعبے سے آنکلا میں دحشت میں — کہان جانا تھا مجکو کسطرف آیا بہت بھٹکا
مقام ضبط و خاموشی ہے محفل راز داروں کی — کبھی اسپند کا دانہ نہ مجمر میں یہان چٹکا
مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہونچا — نہ کھایا دس قدم کا پھیر ہے نہ راہ میں بھٹکا
پریشان مردن لحد میں جاگے سوپانوں پھیلا کر — ملا آرام فرش خاک پر ہمکو چھپر کھٹ کا
لگایا راہ پر ہر طرح اسکو شہسواروں نے — اگرچہ ابلق ایام کیا کیا پاک پر چھٹکا
چمن رو یار آنکھو میں مشتاقوں کے مقتل تھا — لگی بندوق کی گولی کوئی غنچہ اگر چٹکا
خیال گیسوے پر پیچ و خم جب آگیا دل میں — پڑی پھانسی ہمارے دم گلے میں آنکا اٹکا
خبر تک بھی نہیں اپنی جبیں کو واہ ری غفلت — ہماری جبہہ سائی سے گسا سنگ اسکی کھٹکا
ابھی آجائیگا غماز کوئی جلد بوسہ دو — یہ ہے تکرار کا ہنگام یا موقع ہے جھٹ پٹ کا
زبردستی لیا بوسہ جو اسکا وصل کی شب میں — بہت جھگڑا بہت بگڑا بہت جھگڑا بہت جھٹکا

## دیوان سند

ذکر میرے وطن و شام غریبان ہوتا — نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
رشتہ آئینہ کا پانا جو میں حیران ہوتا — چھٹتا قوم کی میں جو نہ پریشاں ہوتا
بخیہ تو ہم کی طرح دشت بیابان ہوتا — یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم میں راحت
سرمہ ہوتا کسی دشت بیابان ہوتا — آدمی قدر کی کرتا نہ اس بیخبرت شناسی
چشم تر میں نہ کف دست بیابان ہوتا — آرزی زلف پریشان کا نہ ہوتا سودا
خضر صحرا و مسیحا سے جو نہ ہوتا — اپنا بیگانہ غاطر نہ پریشان ہوتا
عقل

## دیوان سند

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشہ دامان ہوتا

ہوں وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریان ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہے تنفر بدکو
آئنہ دیکھکے زنگی ہی پشیمان ہوتا

عکس اگر چہرۂ پرنور کا تیرے پڑتا
جام می مطلع خورشید درخشان ہوتا

اے بتو دل کا دکھانا جو نہ آتا تمکو
بخدا دیر میں ناقوس نہ لافان ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہو مرے حال دل کا
بات انسان کی سنتا اگر انسان ہوتا

ای جنون یہ بھی تری طرح سے عریان ہے
ڈھانکتا مجکو جو دامان بیابان ہوتا

گر یہی باد بہاری کا ہے عالم چند سے
گل نظر آتا ہے بلبل مجھے عریان ہوتا

جان دینی تھی مگر جانے نہ دینا تھا اسے
دل میں رہ رہ کے ہوں اللہ پشیمان ہوتا

تجکو جانا ہے تو جا چک تو سویرے ورنہ
کام میرا ہے تمام ای شب ہجران ہوتا

پچھلے ہی سال کئے نذر ترے دامن چاک
اب ہے کیوں مجھسے جنوں دست گریبان ہوتا

تو نے عریان ہی رکھا مجکو فلک خوب کیا
میں بھی پھیلاتا ترے آگے جو دامان ہوتا

آپ اگر اپنا گلا گاٹ کے مرجاتے ریحانہ
سر پہ کیوں خنجر جلاد کا احسان ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اس شوخ نے فقرا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلمان کا کیا
کیا غضب او شوخ نے برپا کیا

دل کو مائل شعلۂ رویوں کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکشر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

اِس مصیبت سے شب فرقت کہی
پانوں پیٹے آہ کی نالا کیا
عشق افشاں جبین یار مین
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے انسب کیا اولا کیا

آکر وہ کیون ہوے جو مین آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تمکو سنایا تو کیا ہوا
چھوٹینگے ہم نہ دامن دولت کو مثل اشک
تمنے نظر سے ہمکو گرایا تو کیا ہوا
احوال پرسی آن کے کسر ذرتمنے کی
مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا
ہمکو ابھی جنون سے جو تھا سلسلہ سوا
منت کا طوق اُسنے بڑھایا تو کیا ہوا
اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صبا
تونے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا
یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار مین
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہی سہی رحم یار کو
لیکن تمنے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان دیوانہ اُس لعل دوتا کا ہوگیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپکو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سکڑون
سنکھیا کا عالم اس جب شفا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوویگا کبھی
عرض کرینگے جو موقع التجا کا ہوگیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جسگھڑی شرم و حیا کا ہوگیا
مرتے ہین بیمار الفت متصل اب ای مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا
اُس نگاہ تیر سے دل ہوگیا جسدم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا

یعقوب و ارزو مین اس کے سحر مین
یوسف میرا خدائے تعالی نکل گیا

فرقت مین اسکی شدت گریہ کہان تلک
برسا برس کے ابر کا جھالا نکل گیا

روکا کئے ملائکہ ہفت آسمان کے
ساتون فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا

سوبے نہ ساکنان محلہ سمک ملک
بیساختہ جورات کو نالا نکل گیا

کیونکر نہ روئے دل گم گشتہ کے لئے
ناز و نعم سے تھا جسے پالا نکل گیا

پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار
جس میکدے مین لیکے پیالہ نکل گیا

جانا نہ گھر سے آپکے ضد سے رقیب کی
لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا

جھگڑا جو الجھی زلف کو جھنجلا کے یار نے
بالے سے مچھلی کان سے بالا نکل گیا

کس رشک گل کی دیکھی قبا اسنے تنگ و چست
باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا

دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال مین
منھ سے جو ای کریم نوالا نکل گیا

بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو
اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا

ہوئید اکیا مین خار بیابان کو ای جنون
ہر اک بچا کے پانون کا چھالا نکل گیا

کہتے ہین اپنے گرم رہا مین فقیر ست
کیا کیا نہ دور دار و شالا نکل گیا

پھر چل دلا نہ کوچہ گیسو کا قصد کر
ہی آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا

اگن گیا بہ تنگ ہوا کیا کرے غریب
آخر تمھارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہو فقیر ہے سن لینگے آپ یہ نند
مرشد کا اپنے کرکے پیالا نکل گیا

لالہ رویون سے کب فراغ رہا
اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا

ناز بیجا اٹھائے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

## دیوان نند

آ دیکھے دم آج باتون باتون مین — اپنے گھر تک اسے لگا لایا
کب ملے آپ مجھسے مین جو رکا — تم جو روٹھے تو مین منا لایا
شکل بت پھر رہی تھی آنکھون مین — بتکدے مین مجھے خدا لایا

حیف بازار دہر مین اے رند
لب مین لینے گیا تھا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا — جی چلا بیٹھونگا ہون مین پہلا
ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا — خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
خیر مقدم حضرت عشق آئے — پیشوا ہادی ہمارے مقتدا
المدد ای رہبر و اماندگان — منزلون آگے گیا ہی قافلا
کشتگان عشق سب گردا دئے — ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
آن پہونچا وعدہ دیدار کا — مژدہ ہا ای عاشقان باوفا
کشتہ فرقت کیا تقدیر نے — یون قضا آئی رضینا بالقضا
صورت آباد جہان کی دید کو — آن نکلے شوق تھا دیدار کا
بار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لون — رہ نبا وے دل مین دل کا حوصلا
عشق بازی مین کیا نقصان دل — مفت کھوبیٹھے یہ لعل بے بہا
مار ڈالا مجھے بتاتی نے تری — ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے — شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
شوق کا کل پھر ہوا اس کو کہ — ملک دل پہ پھر ہوئی نازل بلا
کھولدی زنجیر مجھ دیوانے کی — ای پری تجھپر بھی شاید جن چڑھا

دیوان رند

کور ہو جاؤن جو دیکھ ہونگاہ بد سے
سیل آنکھ سے نہیں مری تر کبھی مگر رہے پھر

مرغ دل طعمہ چشم سیہ یار ہوا
پنجکے شاہین سے آخر یہ کبوتر بھر

ہون وہ محروم محبت کہ طفولیت مین
دست شفقت بھی پدر کا مرے سر پر نہ پھرا

حیف صد حیف چلے حسرت پیکان لیکے
پتلیان پھر گئین پر قاصد دلبر نہ پھرا

جذب الفت سے گھر تک بھی نہ جانے دیگا
راہ سے پار پھر یگا جو مندر نہ پھرا

چاہا نزاو فلک نے تو بہت سا لیکن
صورت مہرہ شطرنج مین گھر گھر نہ پھرا

پیشتر آمد و رفت اسکی رہا کرتی تھی
اپکی ایسا گیا پھر آنکے دلبر نہ پھرا

ایک نے منہ نہ لگایا مجھے پیسے کے طمع
کونسی بزم مین مین صورت ساغر نہ پھرا

کس نے منظور ہوئی یار کو پامالی گل
کونسے دن روش باغ پہ جاکر نہ پھرا

ظلم و جور و ستم یار و غا پیشہ سے
مین نے جانا تھا کہ پھر جائیگا دلبر نہ پھرا

رکھ نہ منظور نظر میری پریشان حالی
مثل سودا زدہ گان لف معنبر نہ پھرا

ایڑیان رگڑ چکے ہم جان پہ بنجا دیکی
دم نکل جائیگا گھبرا کے جو دلبر نہ پھرا

صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
مثل سیارہ تو ای گردش اختر نہ پھرا

سامنے جنت و دوزخ ہین کہین بھی ہی حباب
محکو عریان میان صف محشر نہ پھرا

پانون کے ہاتھ سے گردش ہی ہی تجکو دلدار
چاک کی طرح سے کس کے ذرا سر نہ پھرا

منتظر کب سے مین بیٹھا تھا جواب خط کا
آگئے ہوش مری جیکہ کبوتر نہ پھرا

ای فلک نعمت دنیا مجھے درکار نہین
مثل دریوزہ گران مجکو تو در در نہ پھرا

ایڑیان شوق شہادت مین مسینون کرین
آرزو رہ گئی حلوم پیمبر نہ پھرا

خط گرایا مرا پر راہ اودھر کی بھولا
نامہ بر سبکے پھرے قاصد دلبر نہ پھرا

## دیوان رند

## دیوان رند

دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا رند نے
دانت ہی توڑا نہ چھالا اسنے پھوڑ سانپ کا

مشہور رند خاص سے نامعام ہو چکا — تقدیر مین جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا
توبہ کا پاس رند مے آشام ہو چکا — لیں ہم چکا تقدس و اسلام ہو چکا
شمع حرم تھا گاگے دیر کا چراغ — مین زیب کفر و رونق اسلام ہو چکا
جو دم ہی مغتنم ہی مرا اعتبار کیا — مین صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا
صیاد تو نے لی نہ خبر اپنے صید کی — آخر پھڑک پھڑک کے تہ دام ہو چکا
اب عشق معاشقی کا زمانہ نہین رہا — جانا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا
قاصد کو باندھے باندھے کمر دن گذر گئے — نامہ ہوا نہ نام نہ پیغام ہو چکا
کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھیے — سب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا
اب پھر رہی ہی کس لیے یہ آسیاے چرخ — مین سرمہ سا تو گرد شایام ہو چکا
آیا نہ تو تو وعدے پر اور انتظار مین — دن آج کا بھی عہد شکن شام ہو چکا
دیندار برہمن کہے کافر بتاے شیخ — دونون طرف سے مورد انعام ہو چکا
کیا رہ گیا ہی اہل بصیرت سے تو نہان — پردہ اٹھاے حسن ترا عام ہو چکا
دل بجھ گیا ہمارا شروع شباب مین — یان داغ چراغ سر شام ہو چکا
رکھدے اٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر — دور تمام ساقی گلفام ہو چکا
اکثر شاعرے پہ ہوا بزم غم کا شک — کیا کیا مرے کلام پہ کہرام ہو چکا
قران اٹھاتے ہین طمع زر کے واسطے — دیندار اگر یہی ہین تو اسلام ہو چکا

کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا
عشقبازی کا مزا اور دل شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن مین جو دیکھا تو نے
مین نے ہر ذرے مین مستغنی ہی جلوہ دیکھا

ہو گیا ابر سیہ مین مجھے بجلی کا یقین
اسکے بالون مین جو موتون کا زیور دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن مین پڑھا
ہمنے سجدہ کیا جو خاک پتلا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جیسے تو آزردہ ہوا
تیرا غصہ بھی صنم قہر خدا کا دیکھا

ہی سیہ خانہ میرا فیض قدم سے روشن
نقش پا مین ترے نور ید بیضا دیکھا

آگئی یاد تیرے پہلوسے رخسار رفتی
باغ مین جاکے جو کوئی گل رعنا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن مین نہ کبھی پھولے لالا دیکھا

ایک حال رہا نا نفس باز پسین
ساتھ جاتے ہوئے سر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھتے بت سفاک کو جی ڈرتا ہے
پر ترے قاصد کے اڑینگے جو جو لفافا دیکھا

آگئین یا دغزل خوانیان اپنی ای رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تجھسے کہ ان آنکھ نے کیا کیا دیکھا

یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی نوچندی مین اک چاند سا مکھڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرتے دم شکر ہی دیدار ترا دیکھا

کبھی بالونکو سنوارا کبھی سہرہ باندھا
آئنہ لیکے کسی نے جو ترا دیکھا

ہون مین وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجھکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس نکلیسا دیکھا

جان بلب ہو گیا دو روز کی غفلت مین ترے
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تیاری
جان جان آج تو تو نے اسے اچھا دیکھا

مثال طور ہی سینے مین دل بھی خاک سیاہ — جلے ہو بیکو وہ شعلہ جلا یگا پھر کیا
کرے نہ دیر کو مسمار جو کربت کے لیے — وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھیگا پھر کیا
رہے نہ آپ مین باقی جو ایک ساغر مین — بھلا وہ میری طرح خم چڑھا یگا پھر کیا
ضرور حشر کے دن عاصیون کی ہوگی تلاش — نہونگے ہم تو جہنم جلا یگا پھر کیا
خیال زاد سفر رکھ عدم کو جاتا ہی — جو لے نہ جائیگا یان سے تو پا سکیگا پھر کیا
عبث ہی دام لیئے فکر مین مری صیاد — یہ مشت پر کے سوا ہاتھ آئیگا پھر کیا
یہ دل لگی نہین اچھی جلی کٹی یہ نہ آ — ہنسی ہنسی مین تو مجکو رولا یگا پھر کیا
مرے نصیب مین لکھا ہی صورت شبنم — بر نگ گل جو فلک مجھ پہ سنسا یگا پھر کیا
خیال بوسہ لب پھر ہوا ہی اور سنو — مین یکمشا ہون دل منھ کی کھا یگا پھر کیا
نظر پڑے پیش دل کے آج طور برسے — الہی خیر جگر منھ کو آئیگا پھر کیا
ذرا سی بات مین اردے یہ حال ہو سکا — وہ چٹکیون مین کسی کو اڑا یگا پھر کیا

وہ بیوفا ہی نہ چھوڑیگا غیر کا لفظ
جو رند کو وقت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

راتون کو بھی وہ آکے کئی بار رہ گیا — ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا
تو شب کو آتے آتے جو ہی مار رہ گیا — کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا
چندے یہ ہین جو ہجر کا آزار رہ گیا — سن لیجئے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا
یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا — افسانہ بہر گرمی بازار رہ گیا
گرتا ہون اسطرح سے بسر کوئے یار مین — در سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گیا
جا کے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے — خوابیدہ بخت دیدہ بیدار رہ گیا

تیری گلی بہشت ہی طوبیٰ ہر اک درخت
کیا فرق تجھ مین حور مین اے یار رہ گیا

کیا آمد خزان ہی صبا کیا ہوا چلی
کیون مرغ زمزمہ سنج بلبل گلزار رہ گیا

چمکا جو اُسکا صاعقۂ حسن بام پر
ہو کر بھبھک مین بہشت یدبیضا رہ گیا

شیشے کی شکل تو رہنگے تو بہ شراب جوانی
چندے جو اور ابر گہربار رہ گیا

کہتے ہین جان رند نے دی کوے یار مین
دار الشفا مین مر کے یہ بیمار رہ گیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا

افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہی بس از مرگ بھی عشق خط و خیم
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا

اللہ رے غلو کفر مین مجھ رند کا ای شیخ
کعبے کی طرف ہو کے کلیسا نہین جاتا

ویران ہی بیابان جنون جب سے گیا قیس
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا

عشق کرتے ہو چمکانے پہ جوہر مری جان
شوق آپ سے موباف دری کا نہین جاتا

اس لعل کی تسخیر مین جا جنبہ ہین پیری
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا

جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو
ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا

صحت ہو فی الحال کو جو اترے نہین صدقے
چورا ہے پہ اب ماش کا پیلا نہین جاتا

کیا ہو پہنچی خبر حال پریشان کی ہمارے
اس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا

ہی تذکرہ ابتک مری شوریدہ سری کا
یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا

ہی رنگ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض
سب اڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا

ہر گام پہ رُکتا ہی قدم راہ وفا مین
کھائی ہی مجھے پیٹ ایسی کہ سنبھلا نہین جاتا

## دیوان رند

## دیوان رند

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہی آفتاب

منقور ہو کرے اگر اسے مقابلہ
انکھین نہین ہین یہ تو پیالے ہین آفتاب

اسکی سی شوخیان کہان وہ گریان کہان
مانا یہ مین نے نور کا پتلا ہی آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیائے حسن تو میلا ہی آفتاب

اسکے بھی دل مین بھڑکی ہی کیا آتش فراق
جلتا ہی میری طرح بھلستا ہی آفتاب

مین نے کہا کہ رات آو تو یون کہا
دیکھا ہی تو نے شب کو نکلتا ہی آفتاب

لیکا یا جائیگا چہ بابل مین ایک دن
زہرہ جبین پر مرے مرتا ہی آفتاب

حاضر اگر ہی دنکو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب

بارش نہین ہی غم مین کسی کی تڑک کا یہ
رو مال رکھکے ابر کا روتا ہی آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کیطرح اتارا ہی آفتاب

پھرتا ہی یہ بھی رخ یار ہو
سورج مکھی کا پھول کھلونا ہی آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین رند
شبنم کی گونگاہ مین رعنا ہی آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ
شب کی شب گھر مرے رہ جائیے آپ

جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ
ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ

کھو شوق سے بند انگیا کے
لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ

آتے ہی کہتے ہو مین جاونگا
مین بھی آنے کا نہین چاہیے آپ

ڈھونڈھتے پھرتے اگر لیکے چراغ
مجھسا عاشق جو کہین پائیے آپ

عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا
آئے اب تو نہ ترسائیے آپ

# دیوان رند

دل کا سینے میں وہی حال ہے اور درخت | جو قفس میں ہو کسی مرغ گرفتار کا روپ

شوق دیدار میں ہے ایک بعینہٖ ای رند
چشم تصویر کا اور دیدہ بیدار کا روپ

## دیوان رند

کہتے ہیں جسکو عرش بریں ہے وہ مقام دوست | اعلےٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کہتے ہیں سیکڑوں کے گلے گام گام پر | چلنے سے تیغ کے نہیں کچھ کم خرام دوست

چلتا ہے جیسے خون شہیدان عشق کو | کاشی سے نکلی پڑتی ہے یا ہر خرام دوست

صحت میں جنکو شک ہو وہ ہیں عین غلط | ہم وہی جانتے ہیں سراسر کلام دوست

ان روزوں تانکیں ہے زیادہ فراق میں | عرش بریں میں جھولتی ہے اب مدام دوست

اے جی میں کوہ طور پہ اک روز جایئے | مثل کلیم ہو جیسے وہاں ہم کلام دوست

سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نے | کندہ ہے مثل نقش نگیں دل پہ نام دوست

عاشق جلوہ میں ہے وہ تسے ہی ہے تو ہے | ہر گز قدم نہ گانکیں خوش خرام دوست

وہ وے نشان ہے جی اسکا فنا نشان ہے | لیتے ہیں اسم پاک جسے ہو وہ نام دوست

پیغام ہر کو مل نہیں اس مقام میں | بواسطہ پہونچاتا ہے مجکو پیام دوست

آتا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو بیٹھیے | لوح لحد ہے تختہ مشق خرام دوست

لے خوشی کے نعرہ سے نکلی نہیں ہے بات | شاید زبانی لایا ہے قاصد پیام دوست

واں تک گذر نہ ہر کس و ناکس مجال ہے | پر جاتے ہیں ملک کے جہاں تک مقام دوست

رہتا ہے وہ خزانے میں پنہاں مثال گنج | جو دل شکست ہے وہی دل ہے مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوئے میں آنکر | میلا لگا رہے ہے لگے ہر بیام دوست

اے رند مشک و عود کی کیا اسکو احتیاج | رکھتی ہے جو بوئے زلف معطر مشام دوست

نالہ ہووے نکا افلاک کے پار آجکی رات
ضبط مجھسے نہو آخر کار آجکی رات

شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کرلے
کہاں وے نالے ہی کرکے دل زار آجکی رات

ہووے آہا ہی سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہو تیرہ و تار آجکی رات

تا دم صبح تری یاد مین اور تک صبح
مثل بیمار کراہا دل زار آجکی رات

کل جگا لیجو شب وصل مین اس ڈھب کے تجھے
سونے دے وا ودل بے صبر قرار آجکی رات

شب آیندہ پہ ہیہات وعدہ وصل
دیکھیے کٹتی ہے کیونکر دل زار آجکی رات

بھیگا دل تو لہو ہوکے شب ہجر مین کل
تو بھی جا چاک کہین اے مری جان تحمل آجکی رات

شب تاریک جدائی ہے فقط اور ہم مین
کوئی مونس ہے نہ غمخوار نہ یار آجکی رات

خواب غفلت مین بھی اے یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجکو پکارا کئی بار آجکی رات

منتظر جان اگر خیر سے گذرے شب ہجر
تجھ پہ بھاری ہے بہت اے دل زار آجکی رات

یار دامن کو چھڑا ہاتھ سے گھر لے گیا
مین بھی کھون کا گریبان تہا آجکی رات

رو رو دم ناک مین کرتی ہے بلا شب ہجر
کھینچتا ہے مجھے گرداب حصار آجکی رات

اے جنون شغلہ عالم تنہائی ہے
گھن ہمارے تو گریبان کے تار آجکی رات

جو ہی تا زہ رونے کا تو اے چشم سنا
ہاتھ سے جائیگا سر رشتہ کار آجکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلائے اے رند
ساتھ ہر نالے کے اک تو نے مین شرار آجکی رات

کیا کہے کاٹی ہجر مین کیونکر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی مجھپر تمام رات

نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
تارے گنا کیا ہون مین فی البر تمام رات

اندھیر تھا نظر مین جہان تار و تیرہ تھا
کس بار ہا تو ماہ منور تمام رات

## دیوان رند

دل مین چھپا کے اس رخ روشن کو رات
سونا گمان کا تہا سر دامن کو رات

آتش کا شعلہ ہے مرا تصور دل مین
روشن کل بھی وصل مین گلخن کو رات

غالب ہمارا گمان تو ہے تمام رات
شب ہاش آن تو واسا تمام رات

رویا مین ہون کل کے تئین جان جم تمام رات
ہووے جو اک آنسو کبھی پیدا کہین تمام رات

دل دھوندہتا ہے اسکو ادل سے تمام رات
ہاتھ دھو کر اسکے پیچھے پڑا ہے تمام رات

کہلو

## دیوان رند

کشتنی سیکڑوں پہ فدا ہو سکے وہ ادا ہے
عاشق بنے ہی جو خطا ہو تو گنہگار ہے تو

چوکھے کرتا ہے تش خود شید قیامت ای ماہ
یاد آئے گا ترا سایہ دیوار ہے تو

کر دیا اپنے تن زار کو موہ سے باریک
تکرو کہتے تھے فکر کمر یار ہے تو

آج بیکار ہوا آنا ترا ای عزرائیل
جان لینے کو ہی فرقت کی تشک بہت

نہ لگی صبح تلک اسکی زبان تالو سے
کل سے بھی آج کڑا دل ہمارا ہے بہت

نہیں ہوتا رخ رنگین کا نظارہ سیری
دل لگی کے لئے گل سیکڑوں بکھرا دے بہت

جہاں تکتا کیا کسی عاشق ہوا مدنظر
تاکتے پھرتے ہو کچھ روز ای یوانہ ہے بہت

نظر آئے مرض عشق کے آثار برے
طول کھینچیگا مسیحا مرا آزار ہے بہت

لفظی تو نہ پھوٹے کہیں شنگرفی
خوش لہجہ آئی تری رنگینی گفتار ہے بہت

ناتوانی نے سنایا ہے بس اب رخصت
میرے دب مرنے کو ہی سایہ دیوار ہے بہت

تڑپا دل کس نے تو کہ لا پھیجو
پی چکا خون بھکو پھر ہیں ای یار ہے بہت

محفل غیر ہی پہلو سے سرک کر بیٹھو
غلبہ شوق کا ہوتا ہی یہ یار ہے بہت

پروئیں مد نظر کیسے نہ کس کس کی
ہے پھرتے ہیں مصیبت کے گرفتار بہت

ہو نہیں بازار جہاں میں وہ متاع کاسد
ستہ کر گئے لے لیکے خریدار ہے بہت

مختصر یہ ہی دلا در گذر اب جانے دے
ملول ہو جائیگا کیوں کر تا ہی تکرار ہے بہت

سر بازا کوئی آئے تو دو یوسف وش
بامدے پھرتے ہیں سر نقد خریدار ہے بہت

سیکڑوں یار ملینگے جو وفادار ہیں ہم
مال اچھا ہی ہمارا تو خریدار ہے بہت

عشق کچھ آپ پہ موقوف نہیں خوش رہے
ایک سے ایک زمانے میں طلبگار ہے بہت

طرف غیر سے پھیر و رخ ابرو کو ادھر
ایک جانب کو کساتے نہیں تلوار ہے بہت

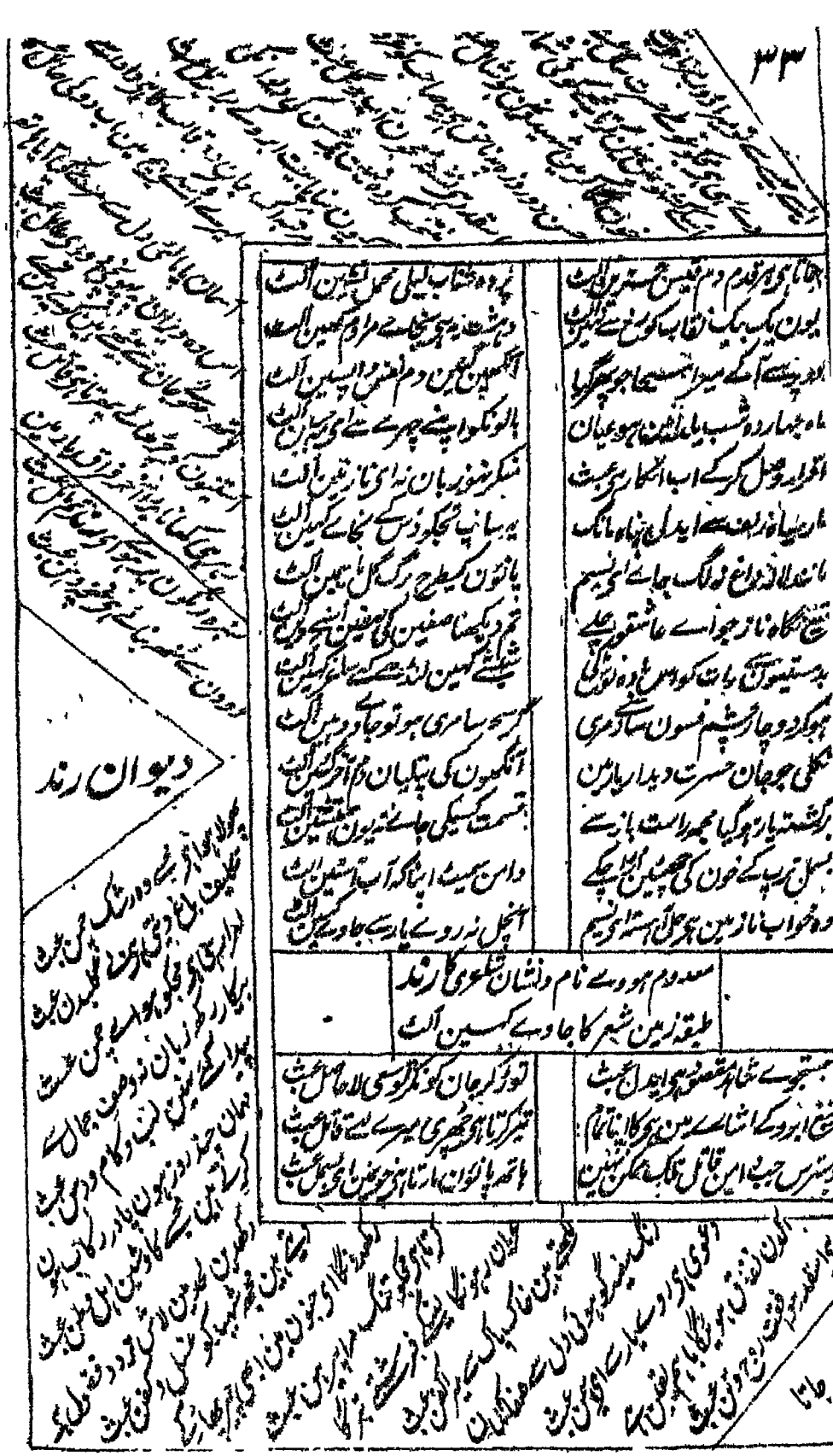

دیوان رند

مسعود حسن صاحب رند کا نام و نشان شاعری
طبقۂ زمین شعر کا جاوے کہیں اٹھ

## دیوان رند

تشبیہ اسکے قد سے نہ دینی تھی شاعرو
یھینکے گئے او گھاٹ کے سرو چمن عبث

دعوی ہو جسکو آپ سے بل اس سے کیجیے
ہی مجھ سخیت وزار سے یہ بانکپن عبث

ہون بد نصیب مرکے بھی مٹی خراب ہوگا
میرا امیدوار ہی تو گور کن عبث

شیرین کے دل پہ نقش محبت نہ ہو سکا
ساری مشقتین تھین تیری کوہکن عبث

تاثیر وار ایک سے نالہ سنا نہین
کرتے ہین یاد وہ گو یہان سانح چمن عبث

تیر ہی ہی راست بازون سے ناوک ستمگر
بل کر رہی ہی زلف شکن در شکن عبث

پائین مقام دوست جو باہر ہو کیسے
کعبے مین شیخ دیر مین ہین برہمن عبث

دیوانہ یہ بھی کیا کسی غنچہ دہن کا ہی
گل چاک چاک کرتا نہین پیرہن عبث

خود کاٹ کر گلا ہمین مزا تھا اجل کا
میلا کیا دمرے دمرے اپنا کفن عبث

نقصان جان ہی رند جو دو غم بہم ہوے
کرتے ہو نیچ ہجر مین فکر سخن عبث

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر یہ خانہ آج
غیرت صبح قمر ہی اپنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روے یار سے کاشانہ آج
پر جلین ہمدے اگر اس بزم مین پروانہ آج

سب سے پہلے دوڑ کر مین نے گلا کٹوا دیا
کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج

رخ پر عجا کر گھٹ جاے مجھے مطلب نہین
مین رکھتا ہون جنس جس کا بیچا ہی آج

میرے دیوانونکے دم کی ہی ہوا دنیا مین ہی
شہر سے آباد آتا ہی نظر ویرانہ آج

پاس قاتل تا کجا ہی کشتہ تیغ ادا
ڈالدے اسکی کمر مین ہاتھ دیا کانہ آج

اب نہین روکے سے رکتا وہ کسیکا ہی ہمی
ملوق زنجیر توڑاتا ہی ترا دیوانہ آج

ہاتھ آوے مال زر سے یار کچھ ہو سکتا نہین
قیمت کو نہین ہی اس شوخ کا بیعانہ آج

کسکو معلوم ہی احوال کہ کل کیا ہوگا
تجکو نادان عبث فکر مہ سال ہے آج

دھوم ہی چار طرف یار کے آرایش کی
شور بازیب ہی آواز ہ خلخال ہے آج

ہجر و لذت میں بھی وصل کا حاصل لطف
پچھلی سے ہو تو نہیں ایک جو پیہم ہی حقہ

غنچہ گل سے معطر ترین مہنال ہے آج
کنج تنہائی ترے عاشق کو ہوئی ہی منظور

سلطنت پاس ہو قارون کی کیا مال ہے آج
رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے

مژدہ ای بادہ کشان عزم شوال ہے آج
خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا مرا کیا حال ہے آج
رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھے میرے

خود بھی فرماتے ہیں ہنسکر ترا کیا حال ہے آج
پھر وہی دل کا قلق ہی وہی بیتابی ہے

رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہے آج
رشک عیسے مرا پوچھے تو یہ کہنا قاصد

آپکی جان کے دور اسکا برا حال ہے آج
وا مرے طالع برگشتہ زہے خوبی بخت

قرعہ نیک بھی میرے لیے بد فال ہے آج
وقت رخصت کو نہ افسوس عبث کرنا تھا

کل جسے سہل سمجھتے تھے وہ اب کال ہے آج
وجہ صوفی کو رہا یاد نہ حوال کو قول

حال باقی ہی کسی بزم میں نے قال ہے آج
مشک و عنبر کی وہیں سے مرے بو آتی ہی

شام سے ورد زبان ذکر خط و خال ہے آج
آج تو میں بھی مشرف ہوں ہم آغوشی سے

روز نوروز ہی ہو ماہ نیا سال ہے آج
کو تہ و تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

دست و پا کانپتے ہیں پرسش احوال ہے آج
آہ اہل ہجر میں کس کی ہوتا ہی عذاب

روح تصرانی ہی دشت ہے عجب حال ہے آج
میں سیاہوں کہ ترقی ہی زمین ہلتی ہی

زلزلہ آیا زمین ہلتی ہی جھونچال ہے آج
رند کھلتا ہی یہاں کھوئے کھرے کا پردہ

لکھنؤ اہل ہنر کے لیے ٹکسال ہے آج

## دیوان رند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

# دیوان رند

مقدم جان شب وصل شہر بن بی لے — پھر نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو نہ میخانہ ہو نہ صبح

یار کے کان کا جھمکا مجھے یاد آیا رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا ہو صبح

تلخ ہندگی کرو دیگا ہجراں سے دل ناکام تلخ — عشق کا آغاز شیریں ہو مگر انجام تلخ
میٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایکدن دلدار نے — کر دے شوریدہ بختی نے مرے بادام تلخ
وصل میں چیخ جو تھے لبہا شیریں یار کے — کر دے صفرا نے فرقت نے دہان و کام تلخ
ہوش میں آکسکو سمجھا ہو تو یاں سر کاٹھو — کیا سمجھکر ہر کھڑی ہوتا ہو خود کام تلخ
خار خار مغیلاں نے کر رکھا ہو بیقرار — خواب خود ہو تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہو — شہد ہو تو کر دے منہ میں شہاب خام تلخ
کھانکے سب شوق سے دے گا پیا ہو کر نگر — رشک شیریں کو نہ کی ہو کبھی دشنام تلخ
منھ بنائے نامہ بر آیا ہو یارب خیر ہو — کچھ نکچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
بیت صحت سے پیو گر مرض عشق یار — ہو دوا افیون سے زیادہ تر شیر بادام تلخ
شب کو سو رہیں تو کو کھا رہیں کہ ہو دلدار تو — ہو گئے ہیں ہجر میں خواب و خور و آرام تلخ
طاق پر رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی سراب — ایک تو شیریں پلا دے پی چکا ہوں جام تلخ
پھیر دے سب پر چھری کہدو کوئی صیاد سے — زیست ہو ہم تو گرفتار و نکو پر دام تلخ
مار ڈالا تو نے شیریں نے گنہ فریاد کو — بھیجا کیوں بس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

دور ہو وہ شکریں لب کس طرح گذرے رند
ماہ تلخ و شام تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقیا نہیں شیشے میں مگر ہوش کا بادہ — مینا میں کہا خضر نے یہ آب بقا بند

وزن ہوسکے دیوار کے ای حور لقا بند
یعنی ہے بحر ۱۲ سکی قوسے رنگ مینا
یعنی ہے بحر ۱۲ سکی قوسے رنگ مینا
یعنی ہے بحر ۱۲ سکی قوسے رنگ مینا

دیوان رند

## دیوان رند

فتن کا حکم ہے دیکھیے کس کس کو تاج — حسن ہو آئین گنہگار محبت دیر
ساقیا مجکو حسینوں کی پسند یدہ ہو — طالب حسن ہوں عاشق ہوں نہیں پوجا پر
اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل — ختم خونریزی کا جوہر ہے ترے خنجر پر
پیر بختی سے نہ دیکھا کبھی زلف روشن — تلف شبکو نگاہ انسا یہ میرے آخر پر
مست گیا ہو گا یقین ہے خط بیشانی کا — اسقدر کی ہے جبین ساقی بتوفے در پر
مجکو یوسف بھی جو دیکھے تو خریدے ہی نہیں — سورۂ نور کو دم پڑھ کے رخ انور پر
پھیر دے لیکے میں وہ تیغ زنگی لوہو — نہ پڑے آنکھ مبصر کی مرے جوہر پر
لب پہ ہو شب ماہ ہو تو شانی ہو — ہاتھ کر دیں تری لب ہوں لب ساغر پر
ایک دن خلق کو وحشت میں نکلجاؤنگا — دم نکلتا ہے کسی شوخ پری پیکر پر
جامہ زیبی کا صنم قطع ہے جامہ تجھپر — زیب پوشاک کی ہوتی ہے ترے پیکر پر
یار کی زلف پہ سودائی ہو کیوں نہ رند — حسن کی رال ٹپکتی ہے رخ دلبر پر
کر دیا داغ جدائی نے مرے سینے کو — ختم ہے شعبدہ باز ی اسی بازیگر پر
ہوگئی بدو دم پیدا کرے جامہ تجھپر — کس جا سایہ نہ گل ہو کبھی میرے سر پر

عشق میں لالہ خنداں رو کے گل کھائے رند
داغ ہی داغ ہیں طاؤس صفت پیکر پر

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر — صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
مستوگرداب حوادث میں ہیں سب دم مارے — لوگ ساحل کے ہنسیں کشتی طوفانی پر
حال کھلتا ہی بد و نیک وقت بدمیں — جوہر تیغ عیاں ہوتا ہی عریانی پر
تر نہ ہوگا وہ مرے اشک بصر کی لکیر — جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

تو جوان دلبر سے باتوں ہی میں جاگی — بخت خفتہ نے نہ کیوں آکر دن جگایا رات بھر
ہجر کی شب وہ مسیحا خو نہ تھا آغوش میں — کیا کہوں جو درد سہلوئے سنایا رات بھر

شام سے اسکو تصور روے نورانی کا تھا
گیسوؤں کا رند نے مضمون بنایا رات بھر

ہونے دے شاد شکروں کو وا زدحام پر — سو قوف ہی جہاد ظہور امام پر
پڑتی آنکھ جب مری مینا و جام پر — سو سو درود پڑھتا ہوں ساقی کے نام پر
سنتا ہوں دیگا حکم وہ کل قتل عام پر — کیا گذرے گی یہ دیکھیں خضر علیہ السلام پر
اک جام بھر کے سکو بھی دے ڈال چشم نم — ساقی نہ گریہ زور ہے دریا خشام پر
شہرہ سنا ہی تیرا پہ صحبت سفید ہی — دیکھا نہیں ہے تجھکو میں عاشق ہوں کام پر
عاشق ہوئی ہیں جبہہ گانگوں کی جلبلیں — طاؤس صید کرتے ہیں تیرے خرام پر
مرنے پہ بھی نہیں ہے رہیں داغ دل رہے — گل کھلا کے گیا ہوں میں اک نہ خزاں پر
رہتا ہی خوف نشہ میں بھی ہر دم کا — سو سو دعا میں پڑھتا ہوں اک بسم اللہ پر
وہ مست ناز گر مجھے جھوٹی شراب دے — میخانے کو لٹاؤں میں ساقی کے نام پر
پہونچا میں منزل حقیقت کی کہنہ لو — نے نردبان گذار ہوا میرا بام پر
وعدہ کیا ہی شکل دکھانے کا حشر کو — قائم ہے خدا کرے روز قیام پر
دو دن میں جلوہ گین طالب دیدار کا جی — او شہسوار یاد تجھہ رکھ اب تو لگام پر
یہ رنگ رخ دکھا کے وعدہ کا حال ہے — ہر شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پر
نے شبہہ وہ سمجھتے ہیں مردار کو حلال — جو لوگ جان دیتے ہیں مال حرام پر
مضمون ہے شکست فلک سے تباہ بد — کھدوا دو نگاہ دعا تاج اپنے جام پر

## دیوان رند

پڑ گیا خون شہیدان محبت کا فرا
نکلا پڑتا ہے اب آبِ تیغ کا جوہر باہر

صبر کر صبر شبِ ہجر میں پہلو کو نہ توڑ
کیا نکل جائیگا تا صبح یہ طوطی پر باہر

طرز پوشاک جدی سب سے نرالا انداز
سارے کنبوں سے ہے اس شوخ زیبندہ کا ہر

سیر صحرا کو کبھی آن نکل اے شہ حسن
شہر سے ہوتے ہے درویش کا بستر باہر

قتل ہو کر بھی رہا خانۂ تن سے نہ انس
دھڑ تڑپ کر گیا زندان میں تا سر باہر

بعد گردن کے ہے جسم و تن لاغر کا ساتھ
خلق یاد کشتان سے نہو سایہ باہر

شب فرقت میں جی آیا ہے لبوں پر میرا
پھٹ گیا کون چیر کے سینہ دل مضطر باہر

کنج لب میں گہر اس دہن غنچہ کا ہو گیا
بے پھبی نکلے گا اب سے شوق گویا ہر

فصل گل آئی ہے خبر کر دے مگر مرغان چمن کی
آنے جانے نہیں پاتا کوئی نامہ باہر

ہو گیا صدا دان سے جو صنوبر باہر
[illegible]

دل شیدان کی جو [illegible]
[illegible]

[illegible]
بال کھولے جو چلے آتے ہو اکثر باہر

[illegible]
تیری موجی ہے نہیں [illegible]

مرے پہلو میں تو شوخی سے [illegible]
ہو نکلے آغوش تصور سے وہ [illegible]

[illegible]
کبھی نکلے گا نہیں گھر سے ستمگر باہر

خوش قدی کا کیا کس سرو کے قد سرو نے دعوے
باغبان باغ سے لے تو صنوبر باہر

مہربان آپ کرم کیجے تو کر کے خنجر
کھڑا ہوں کم ہوتا ہوں [illegible]

[illegible]
آپ کب پڑ جاتا ہوں گھر سے میں تب باہر

کیا ہوا جن میں تیرا ہو گیا [illegible]
[illegible]

دیوان رند

ضد ہے جس کی لہو کے مجھے پیاسے ہی تلاش
فکر عقبےٰ نہ کر آلودہ دنیا ہو کر

ملک الموت کو تکلیف نہیں بندہ کا
پیشتر مرگ سے رہ پاک و پاکیزہ ہو کر

ٹھوکریں کھاتے ہو کیوں کعبے میں جا کر رند
بیٹھ رہتے کہیں رہبان کلیسا ہو کر

کیونکر نہ ہو وہ خاک کے پتلے کو جان عزیز
رکھتا ہے میہمان کو بہت میزبان عزیز

اللہ رے بیچنی کہ ہے کوسے تمام عمر
کیسے ہے بھی زیادہ ہندوستان عزیز

یہ مشت خاک ہو گی نہیں مقبول بارگاہ
مٹی ہماری کر بھی چکے آسمان عزیز

پھوٹے کسی کے دل نہ تجھے اگر گرند
جان کی طرح کریں تجھے اہل جہان عزیز

رہتے ہیں ذکر خیر میں ہم جیسے مرد و زن
دشنام ہے سے کرتا ہے وہ بدزبان عزیز

بند ہے سے کم ہی کے مضمون بیشتر
کیسو باندھے بھی ہو سوئے میان عزیز

جی چاہے نوچ ڈال تو جی چاہے قطع کر
مجھ سے نہیں یہ مشت پر ہائے جان عزیز

عالم ہوا فریفتہ اس طفل سبز کا
یوسف کی طرح رکھتے ہیں پیر و جوان عزیز

مٹی مری خراب نکر گاڑ چاک کہیں
دو گز کفن تو مجھ سے نکر آسمان عزیز

شکوے سے تیرے باقی نہیں ہی
دشمن سے بھی زیادہ ہیں خویش و ہاں عزیز

باعث سے روح کے ہے یہ قصر تن کہ ہم
اڑ جا ہو اس مکان کن اک میہمان عزیز

کیونکر فراق یار سے دل کو کروں دریغ
مجھ کو ہے سنگ ہمارے سے ہیں استخوان عزیز

ہستی عدم سے لائی ہے کس ملک عزیز
کوئی نہ آشنا ہی ہمارا نہ یاں عزیز

اے روزگار ایسے عہد میں قدر سخن نہیں
ہر عصر میں دگر نہ تھے اہل زبان عزیز

## دیوان رند

نالے کرتا قافلے سے دس قدم آگے رہا
کون تڑپا کارواں میں بخت ہمراہ جرس

یہ عقوبت خانۂ دنیا میں بضعف تشنہ لب
انس ہے یا نفس ہے دل کو آب حیواں کی ہوس

ملول عرض تمنا دے تو آشیاں کو جمع کرے
شست پر کے واسطے کافی ہے شاخ خار و خس

دو کرے مجھ کشتنی کو گر نہ تو اک اور میں
قبضۂ شمشیر قاتل ندیوے تجکو حبس

قلب جبکا نور عرفاں سے منور ہو گیا
چشم باطن سے برابر دیکھتے ہیں پیش و پس

خشک روئی کا نظیروں کی نہ شکوہ کیجئے
پھر نہ پھیلی سبزۂ شاہاں پہ جا کر وہ مگس

دے اثر سوزے اگر نالے مرے تیر بطرح
بھاگتی ہرنا گھومتا پھرتا ہے گلے کو آ جرس

کیوں رہ عمل خوف جہانگیر کرے ہے
ہیں اگر آگے تجھے دانستہ ہم نودام میں

کیا تماشا ہی ہوا گیا چھپ ہی اسوں کے
کون اچھا فریاد سنتا ہی تجھ فریادرس

مطلب یاد اسیری کی صحبت میہا دلبود
ہمروت رفت و اماندیم شہا در قفس

نے مشقت آستان یار کب ملتا ہی رند
پائے مردی کر جو واں تک جا تا ہی دسترس

اگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
مگشت یوسف گمی یعقوب پیغمبر کے پاس

رند پہونچایا کسینے بھی اس دلبر کے پاس
لیکیا یہ التجا میں بیشتر اکثر کے پاس

عشق ابرو میں کیا مرتبہ کب میں تصور
بار ہا قاتل گلا رکھ رکھ دیا خنجر کے پاس

منہ ملا کر منہ سے بھی محروم لب سے رہے
ہم پھرے تشنہ پہونچکر چشمۂ کوثر کے پاس

حسن کے طالب غنی ہوں دولت دیدار سے
سیم تن محبوب آوین عاشق بیزر کے پاس

دل تو اگے دے چکا ہوں بھی اگر جان اوے
کیا کروں گا رکھکے جان اوے دلبر کے پاس

تا ہو تجلیات پریشاں ہو چشم کو — جمعیت ان بھیر کے للہ دے دماغ کی کل کا فکر کر
ایک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا — لب سے لگے پیالے کے ساغر خروش کر
جوبن پہ رنگ و بو کے بہار حسن سے گلزار ہو نگہ — چشم نرگس میں ہو دہن غنچہ ہو گل ہنسے کو ش کر
پھر گل و گلزار ہوں بازار حسن آ کے — تو آئے پھولوں کے لیکر اپنے آگے گلفروش کر
بس بہت رسوا ہوئے اب خاں کا پھوندکر — ہم گنہگار و نکاپردہ رکھلے تو ای پردہ پوش کر
قاتل اب تاخیر کیا ہے حکم ہو جلاد کو — کب سے میدان شہادت میں کھڑے ہیں سر بکف
پیش کر تو جو تو ورنہ جانا ہے شباب — اور پھر تو دو چار دن مہمان فصل ماہے نوش

حشر کو جام مے جنت بلانا یاد ہے
ساقیا کوثر ہے تو اور میں ہوں رند بادہ نوش

میکدہ میں کرتے ہیں کیف سحر و شام قصر — مسجد و میں کرتے ہیں ہیچ صبح و شام قصر
کیجئے پامال تا آسودگان خاک کو — سیکھا ہے اسلے وہ سرو کل اندام قصر
مرد ہے جی اٹھے میں نازنیں کے گام کا — حشر کرتا ہے بپا تیرا قیامت خود خرام قصر
صبح سے لے صبح تک قصاں ہا دہ ہا پیہم — ہے خرچ پر زر ہر کیا کی شام سے تا شام قصر
سیکڑوں بھاڑ سے کے گرے ہیں ہزاروں تا لے — ہے عبوس کا دیکھئے کس کو بناتا ہے قصر
ہو گر قارون کی اپنے سیر و صیاد میکدہ — ہے مسل کی عرج کرتے ہیں بدام قصر
ہو مہیا ساز عیش و رودہ ہو بادہ و شنجرف — باغ میں کیا لطف دیتے ہے سا کے نام قصر
رند مے مستی کھلے ہیں کو قصاں دیکھکر — نازکی دیتا ہے کا رکھا ہے اسنے نام قصر

کیف مے میں رند طالب ہوں اگر میں نہ تعجب
ہاتھ میں ساقی کے تھرکے اور دکھائے جام قصر

## دیوان رند

مطلب نہیں ہر خط سے مرے شیدے کا اظہار
ہندو کے بت پر کوئی ایمان سے کیا عرض

گر قصد فاتحہ کا نہیں ہر تو پھر تجھے
قاتل بتا دے کیج شہیدان سے کیا عرض

ہنگامے لاکھ طرح کے برپا کرے فلک
کشتی نوح ہوں مجھے طوفان سے کیا عرض

عاشق ہوں گل کا میں مجھے گلچین سے کام کیا
دیوانہ پری ہوں سلیمان سے کیا عرض

کہتا تھا قیس جد کے عالم میں زار زار
نیلی اگر نہیں تو بدخشاں سے کیا عرض

کیوں آہ پوچھتی ہے سیہ خانے کی مرے
اے شمع مجکو چشمہ حیوان سے کیا عرض

جو یاد ہاں یار کا خلل خط میں ہوں
اے خضر مجکو چشمہ حیوان سے کیا عرض

جو یاد ہاں یار کا خلل خط میں ہوں
اے خضر مجکو چشمہ حیوان سے کیا عرض

سودائی ہوں جو سونگھوں بدلے کے لفظ کے
ٹکائیگی میری سنبل پیچاں سے کیا عرض

کرتے ہو کیا مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہیں ہر اس سے تو دیوان سے کیا عرض

اب پسند آنے لگا اسکو ہمارا اختلاط
وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سہارا اختلاط

ہنستے ہنستے ہو گیا اک گل کا ورد جفتی
ناک کے رستے نکلی ہے گیا سارا اختلاط

جاکے گھر پیغام تک بھیجا نہ اس نے لاکے
وہ پری رکھتی ہے منھ دیکھے کا سارا اختلاط

جب سے منھ دیکھا ہوں اسکا ہو گیا ہے یاد
بھولی بھولی باتیں اور وہ پیار پیار اختلاط

اے گا بعد مرے پاس میرے مہرباں
سو طرح کا دل سے کر لیجے گوارا اختلاط

باتیں کرتے ہوتے ہوتے ہیلے اٹھ گئے
پھر ہو میری سیدھ پر اور نے نظارا اختلاط

دل لگی رہتی ہے کیا کیا ہم سے اس مہ رو کے
اب تو سکر بھی کا کرتا ہے اشارا اختلاط

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر نفس ہر آن کا
ہو تو دل سے ایسی صحبت سارا اختلاط

آپکو جو بار رسا نچے ہیں اگر دھلوائے شمع
پر گردازی جسم کی تیرے گھلائے لائے شمع

کاٹ دیں پروانے اُس محفل میں فرقت کی رات
پائے دلبر میں کہوں تا صبح تو کوکہ جائے شمع

تو اگر محفل میں آجاوے تو سکتہ ہو اُسے
اے صنم صورت کو تیری دیکھ بت بن جائے شمع

اُن نکی اور ہو گئی جس جا سے محفل جھلملی
خود سے دیکھا کیا میں سر سے تا پا کے شمع

ستمگار روشن ہو سوا اخیر داغ لگا کر سکیدوں
گور پر سر و چراغان کھیے میری جائے شمع

اک رخ روشن تصور میں ہو جاں پیش نظر
رہم شبیں رکھتے شب تاریک میں پروانے شمع

پھونک کر شعلہ سے بجھائے گر اغیر دیں
بدلے پروانوں کے پل آئیں محل ہو جائے شمع

مثل شمع مجکو بھی دی ہے زبان کاٹ لے
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلائے شمع

اور میں از خود غلط عشق سے واقف نہیں
یہ تو دیکھا ہی سر پر وانہ تھا اور تھے شمع

کاہیکی تیری صورت سے اگر ہو نہ شعار
انجمن سے پر لگا کر شعلے کے اڑ جائے شمع

تیرے آگے کر یک شب تاب کا رتبہ ہیں
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل میں نہ جلنے پائے شمع

دیکھ لے گر شعلہ عارض کو تیرے نقاب
زبان کاٹ کی طرح روشن ہیں جائے شمع

چاہتے ہیں ہو روشن عاشق مردہ کلام
حکم ہو پروانے کی جرأت کی دو حل کر آئے شمع

سامنے آجا کہ تجھ سے بجز وہ خوشی روشن
پانی ہو کر نرم ہیں گئے تیرے پہ جائے شمع

دور از شادہ ہے تجھ سے لنگ ہر سو دور سے
گرد پھرتی مثل پروانہ جو ہو کے پائے شمع

گر دیر تیرے اگر گری کرے پروانہ سے
منہ کو بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑا کھائے شمع

مطلع ہو وے اگر سوز دل پروانہ سے
صورت نہ دیا ہیان کاغذوں میں کھینچ جائے شمع

نہ نکلا گر وہ روئے انور سے اک دم کے لئے
سمائی پردوں میں چھپا دنے منہ کو ڈر کے شمع

## دیوان رند

## دیوان رند

ہو مجھ خوش طالعی جو تیرے در کا
ہر گدا تیرا ہو تقدیر بھی ہو مرحمت

وصف یکتائی ترا کرتا ہوں جب خط رقم
تجھ میں اپنا ہی اٹھا لیتا ہوں جب خط رقم

سر کہیں شوق شہادت میں ہو کب انکا ہے
قتل کا بیڑا اٹھائے تو ہو تیغ مشرف

راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہو
رہبر دو عالم ہیں گر تو ہو ہر شے مشرف

یاد کرتا ہوں جب میں مضمون سفائے روئے یار
خود بخود ہوتے ہیں موزون لفظ معنی صاف

گر صحت ہے میں ہوں آتشین رخسار سے
وصل کی شب اور رہتا ہے کون ہر لحاف

میں ہوں دیوانہ ہو شکر اوں جو سر کو اپنے پری
سنگ زیر سے کر کے آدم میں اٹھا دو اک کو قاف

یاد آیا یار گیسو در یا میں دیکھ کر
پشتہ کھولا اکر یا خن پر خامے کو شکاف

ہو شکر لب گر تری شیریں زبانی ہو رقم
بند ہو جاوے دم تحریر خامے کا شکاف

نگ ہیں لعل اہل یاں سے عدم آباد کو
وضع دنیا ہے زمانہ ہے عجیب کے ظرف

نقطہ موہوم کہتے ہیں بہت بعضے علم
الغرض واقع وہاں پر ہیں ہیں مستقیم

اڑ کے جا سکتی ہے مجھ سے کس طرف کو وہ پری
چہاں مارو نگا میں وحشتی قاف سے تا قاف

طبع اقدس پر ہو کیوں یا حضرت آتش ملال
شاعری کا رند نے کسوں کیا لاف و گزاف

نہ سطح سے کریں نالہ و فغاں مشتاق
کہاں تلک تری الفت کریں بیاں مشتاق

یہاں بھی آئے کبھی رات کو کرم کیجے
تمہارے لطف کے ہم بھی ہیں مہرباں مشتاق

بتا نگا بیٹھا بتخانے میں نہ کیجے میں
پھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں مشتاق

نقاب اٹھائے ابر حجاب کیجے دور
جمال پاک کی ہیں چشم مردماں مشتاق

سنا ہے جیسے تری ذات ہے کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہوں ہر زماں مشتاق

# دیوان رند

کلی سے بھی ہو بادہ رستان بن کے
اک نالہ سوز دل سے جو نکلے زبان تک

دم مہب ملک ستم ہو بن سوز گا رہے ہم
دیکھیوں تو ظلم و جور کر یگا کہاں تلک

اک دن بنائی آہ بن ہوا کوے یار کی
سو بار سیر ہو گئے ہم بوستان تلک

تیری مرے بگاڑ بن پڑے طوق و سرا
اڑ کر جو بو بنچے تو مرے سرو واں تلک

ہم اپنی تیرہ روی کر کے بڑھے
ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کارواں تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہیں
الفت بن جسکے مٹ گیا اپنا نشان تلک

سرسبز بن کسر رہے گلی دیا سمن ابتک
محفوظ خزاں سے ہو بہار چمن ابتک

رکھیا ہے امانت کیطرح بھنکر بن نے
میلا نہیں ہونے دیا تار کفن ابتک

حیران اسے دیکھا کیا میں شام سے تا صبح
دیکھا نہیں کر دش سے بھی جسکا بدن ابتک

کی خاک بھی برباد مری کوے ستم سے
ہے دل میں کدورت تری خاطر کہن ابتک

شکوے سے نکلتا نہیں بس ہی دعدم کا
ثابت نہ کمر ہو نہ تمہارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت میں لٹ بھی گئے بھی
ہم فرصوندتے ہی رہگئے راہ زن ابتک

بانصیب نہیں مضمون ترے گیسو رسا کا
کوتاہ ہی ترستے نہیں پا سخن ابتک

معذور نہیں کرتے میں مجنوں ہی کو
سمجھے نہیں وہ لوگ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھیں بن بستاں نے بھی لاکھوں
قد دیکھا تمہارا سا نہ دیکھا چلن ابتک

مرکے بھی الفت نہ گئی شعلہ رخوں کی
ہے سینہ میں یا گرتا ہوں اس لیکے شب و روز

اے رند محبت ہی خط و خال بتان ہے
بیمعنی من ہمارے میں خط جن ابتک

رند اب جلد کہیں جھڈی دین کا ہو جھو
ہم سنیں نار ما قوس پر ہن کب تک

## دیوان رند

جس گھر پہ تو چاہے تشمن کرے
پھٹ پڑینگے نہ ترے لوجھ سے ڈالی بلبل

ہاتھ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی
پہلے صیاد سے خیر اپنی منا لے بلبل

نہ رہے گل ہی گلستان مین خوشی رہتی ہے کہ
اٹھ گئے سب ترے بہی سننے والے بلبل

کسی غنچہ کو بہوا دو نہ کوئی گل توڑے
کھوتی کیون ہی مجھے آنکھین تجھ سے بلبل

چھیڑے رند کریگا تو یہ ہو جائیگی بند
کہدے گا چین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

دیوان رند

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ولا حال بلبل

گوش دل سے شنوا ہو سنے حال بلبل
آگ یہ ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل

باغبان کون ہی بیجا ہی خیال بلبل
لاے مصرف مین زر گل تو ہی مال بلبل

ہم سے گل مین گھسے پر و بال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جاے وبال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل

سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجکو خیال بلبل

مین چلا جاؤن جو گل توڑ لو تو اے گلچین
مجھے دیکھا نہین چونگا ملال بلبل

کیجیے رنجہ قدم باغ تلک تفریحاً
پوچھے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشون کا قلم
آج کھنچی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی ہے بگیا
دیکھنا دیدہ و دلخواہ و جلال و بلبل

شاد و دون رہی دون ہی غمگین و ملول
کٹ گئے یون شب و روز و مہ و سال بلبل

مر گئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف مآل بلبل

داخل بلبل عشاق ہی جبروا لسکا
لکھے دفتر گل مین خط و خال بلبل

انکھڑیں ہیں مانند صبا سیر چمن کو
نقصان ہے بلبل کا نہ ہے ضرر گل

پھرتا ہے صبا سے کے جو تجھے چاہئے بلبل
رہتی ہے صبا بو کیطرح ہمسفر گل

رخسارہ رنگین کے تصور میں ہوا ہوں
بوتا مری تربت کے سرہانے شجر گل

بے قیمت بلبل ہیں گر دے کوئی سیاہ
شاذ نہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل

آرام ترے رخسارہ رنگین کے سوا ہیں
بلبل کی طرح ہوتے اگر بال و پر گل

بلبل کے قفس کے لیے لاوینگا چمن سے
گائی کسی گلچین نے جو شاخ شجر گل

افسوس ہے کیا خاک اڑائی ہے خزاں نے
یہ باغ وہ ہی جسمیں کہ تھا فرش ہر گل

گو نام و نشان مٹ گیا پر شاد ہے مجکو
یاں سرو کے تھے پیر یہاں تھے شجر گل

نا واقف مطلق ہوں میں احوال چمن سے
معلوم ہے کچھ عیب نہ مجکو ہنر گل

پردہ مجھے رہتا نظر آتا نہیں اسکا
ہر دست جنون میری طرح جامہ دگل

بلبل سی ہیں سے یہ ثابت ہوا مجکو
اس باغ میں امسال نہوگا گذر گل

گلگشت چمن تمکو مبارک رہے اے رند
سودائے گلستان ہے سر میں نہ سر گل

## دیوان رند

ہیں زیر حصت کوہ گاہ ہیں آرام سے ہم
پھنس کے کبھی قفس میں نہ چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون سخ و زلف میں ہیں ہر گہ رات
صبح کرتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہیں میخانے کے
خم گردوں کو سمجھتے ہیں اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دامن دنیا میں کبھی سوئے نہ تھے
روز موعود سے واقف ہیں نہ آرام سے ہم

کہہ رکھا ہے پہ یگا ہمکو بھی جسمے تھے
خط کے آغاز میں آگاہ تھے انجام سے ہم

یاد ایام کہ اک سلسلہ زنجیر سے تھا
ابتو مدت سے پڑے پھرتے ہیں آزاد سے ہم

ہم تری یاد پہ بھولے ہوئے ہیں یاد رہے
پھر کہیں کے نہیں گذرے جو تری یاد سے ہم

سوختہ جانی کا ہرا ہو نہ گلا کیسے دیا
سنت شرمندہ ہوئے خضر جلا دے سے ہم

تیلیاں ٹوٹیں قفس کی جو ابھی ارپے
رشتہ برپا ہیں فقط الفت صیاد سے ہم

سب سے آگے ہیں امید بھرے دامن ہیں
اک تمیدست چلے گلشن ایجاد سے ہم

ہیں وہ خاموش ہلاک کر جو ابھی آہ کریں
کھود کر پھینک دیں گردون تجھے بنیاد سے ہم

فرصت گل ہیں صبا آکے مشرف ہوگئے
چھوٹے پائے اگر خانہ صیاد سے ہم

رات دن لوٹتے ہیں ہجر کے انگارون پر
کس چلاپے ہیں پڑے عشق پر زاد سے ہم

ہر یقابل جب بھی نہ سودائے محبت کم ہو
رگ جان چھیدیں اگر نشتر فصاد سے ہم

یہ بھی ہیں پارہ دل وہ ہیں اگر لخت جگر
کم بھی نہیں شعر اپنے بھی اولاد سے ہم

آدمی زاد تو کیا چیز ہے او غیرت حور
دل لگائیں ترے ہوتے پری زاد سے ہم

مژدہ ہو پنجے تجھے او حسرت پرواز چمن
آج رخصت ہوئے سرو لب شمشاد سے ہم

خانہ ویرانی کا اپنے نہیں کھلتا باعث
پھرتے ہیں کسکی ہوا خواہی میں برباد سے ہم

آپ کو بھولے ہیں لیکن نہیں بھولے تجھکو
یاد کیا رکھیں جو غافل ہوں کبھی یاد سے ہم

فرق ہی دیدہ و خورشید کا ای رند صریح
شعر میں بڑھکے نہ چمکے کبھی استاد سے ہم

شباب لکھے شنا سے رخ نگار قلم
دکھائے قطعہ گلزار کی بہار قلم

ضرور اتنا تکلف ہو مشق نو خط کو
جو ہو خفیف ہوئے تو زر نگار قلم

کہان تک لکھے حال شہسوار رنگا
ہوا کے گھوڑے پہ کب تک رہے سوار قلم

ہمیشہ ایک سا عالم ہے رنج و عشق ہے
کچھ اس کے بن کی بہار و خزاں نہیں معلوم

سنا ہے آتش گل نے جلا دیا گلشن
بچا کہ خاک ہوا آشیاں نہیں معلوم

جلا جگر کہ بھنا خون ہو سفینۂ فرقت سے
کنارا کس سے اٹھتا ہے ہر دم و ہیواں نہیں معلوم

نہ آیا وادیٔ مجنوں میں ناقۂ لیلیٰ
کدھر کو لیکے گیا سارباں نہیں معلوم

سمجھ کے حق سگ یار اڑ گیا شاید
بھائے کھائے نہ کیوں استخواں نہیں معلوم

ہر اک کا عیب و ہنر خالق منہ پہ کہتی ہے
کر گئی کیا مرے حق زباں نہیں معلوم

چمن کو چھوڑ کے بلبل ستم سے گل چیں کے
کہ بہر کو لیکے گئی آشیاں نہیں معلوم

یہ آرزو ہے کہ اس زندگی کو دیدۂ حیران
تمہارے چاہ ذقن کا نشاں نہیں معلوم

تری جناب کے ای دوست ہو جہاں گاہ
وہ کون ہے جسے یہ آستاں نہیں معلوم

نظارے گلشن ہستی کے روز کرتا ہوں
پر اس چمن کا مجھے باغباں نہیں معلوم

نہ رنگ نکہت گل ہم میں نہ راہ چمن
قدامت اپنی مجھے باغباں نہیں معلوم

کلام کرے کبھی اس بت خاموش سے کوئی
اشارتوں کو ترے کیا زباں نہیں معلوم

جہاں کی ہو ری مٹی و ہیں مجھے ہو بجا
وہ سیر زیں مجھے ای آسماں نہیں معلوم

نہ شکوہ اس سے کبھی نہ ادا سے شکر ہوا
خدا نے دی ہے مجھے کیوں زباں نہیں معلوم

ہوا ایک پا کوں ہے استادہ صرو کیا باعث
روان ہے کس لیے آب دواں نہیں معلوم

فکر مذمت شادان خموش ای واعظ
وہ کس کے حال پہ ہے مہرباں نہیں معلوم

پھرا ہے منہ ترے خنجر کا مجھ سے کیوں تجھ
ہوئی ہے کس لیے رخ کماں نہیں معلوم

بنے ہیں کس کے مرے استخواں نہیں معلوم
بنے ہیں کس کے مرے استخواں نہیں معلوم

خلاف ان سے ہے کیوں آسماں نہیں معلوم
خلاف ان سے ہے کیوں آسماں نہیں معلوم

ہمیشہ رہتا ہے برگشتہ بختاروں سے

## دیوان رند

# دیوان رند

سطح کائنات سے نقش دوام پشت پا
ہاتھ سے کھو چکے ہیں سر رشتۂ تدبیر ہم

سرمۂ حیرتا آنکھیں بھی ہیں تیغ جلاد پر
محو تھے اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم

عالم و خشت دیں باہم دگر ہوں مدغمیں
حق صحبت کس طرح پھولیں تراز تغیر ہم

ہو سکے لینے کی تجھ دیتے ہیں یہ تعزیر ہم
ہو نہ میرا داب کردہ خو نہیں کیا کہتا تو

پاس کر یہ رند کیا مر کیا یا زندہ ہو
دیکھنا کس تک کہ دے پرواکے میں تجھ کو ہم

عشق کا شہرا ہوا اور حسن ہے بکری ہوا
خلق میں رسوا ہوئے بیچے ہم و دے تعزیر ہم

شانہ کرتے کیسو جاناں میں دیکھا غیر کو
کس سے پوچھیں اس پریشاں حوا کی تعبیر ہم

وقت مدعی ہوں یاد تر شیر کمال دست
ہیں سپاہی کہتے ہیں نہاست شیر ہم

اہتو یوسف کی زیاں کا بھی اثر ہے یا رب
ہوئی ہو بر عکس اس خواب کی تعبیر ہم

دیکھ کر اس غیرت گلزار کو سکتا ہوا
تنگے ہیں بلبل گلدستۂ تصویر ہم

بخت برگشتہ نے کی ہر مکس تدبیر کل
جب لگے پڑنے غریبت ہو گئے تسخیر ہم

بیٹھے رہتے تھے ہمیشہ کوش غال کچھ
کھینچتے تھے جن دنوں تن تال شمشیر ہم

عسر کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا
قابل تقصیر ہم مستوجب تعزیر ہم

اسکی آمد رش ہجر اور باعث اپنے جرم کا
کرتے ہیں دانستہ شوق عقوبت تقصیر ہم

لگ گئے از کار اگر ریشم سیاہ یار پر
حلقۂ ہائے زلف سمجھے دام آہو گیر کا

صورت معنی عیاں ہو جو اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے ہیں ہم کھینچتے تصویر ہم

غیب سے ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی عطا
کرتے ہیں گویا زبان یار سے تقریر ہم

پڑھتے تھے سارے تسبیح پر اپنی ورد
عالم ارواح میں بھی تھے خوش تقریر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش سے سوا بالفعل ہیں
شاعران ہند میں کہتے ہیں طرز میر ہم

## دیوان رند

ترانۂ الفت بت چھوڑ دو اسد اللہ کو یا نو
کسی کو چاہو قصد کلیسا نکرو تم

دل کو ہم کاکل میں الجھاتے ہیں ہم
سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہیں ہم

جب تری فرقت میں گھبراتے ہیں ہم
سر کو دیوار و در سے ٹکراتے ہیں ہم

یاد آتے ہیں وہ عارض پھول سے
باغ میں جا جا کے گل کھاتے ہیں ہم

وہ اجل آ چک خدا کے واسطے
زندگی سے اب تو گھبراتے ہیں ہم

کل کر آئے تھے نہ آویں گے کبھی
نے غلط ہے آج پھر جاتے ہیں ہم

کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسری
تو تغافل باد صبا آتے ہیں ہم

ہمسر ہستان اور کی الفت کا ہو
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہیں ہم

جان ندھی ہو کی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجکو دکھلاتے ہیں ہم

ہم خود ہینگے تو پھر پچھتاویگا
مفت تیرے ہاتھ سے جاتے ہیں ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہیں
تا بمقدور اسکو سمجھاتے ہیں ہم

وصل کی مانی ہیں کیا کیا منتیں
چلتے در گاہ ہو نمن بندھواتے ہیں ہم

ارتباط اسمیں ہے اب موقوف ہیں
وہ ہی آتے تھے وہاں جاتے ہیں ہم

وصل میں بھی یاں ہجر عالم ہجر کا
اسکو پا کر کھوئے سے پاتے ہیں ہم

یاد آتا ہی وہ کمخواب سا
چاندنی راتوں میں چلاتے ہیں ہم

کھینچکر لاتے ہیں کوسے یار سے
دانتو جا کر پانوں پھیلاتے ہیں ہم

کسنے وعدہ گھر میں آنے کا کیا
آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں ہم

زاہد کی تعریف جب کرتا ہے غیر
سانپ سے مانند بل کھاتے ہیں ہم

دیکھکر طرز خرام اس بت رعنا کی ہمیں | چھوکری بھولے ہوئے اپنے ہرن بچے ہیں

چند بیتیں جو لکھی ہیں وہ منادے ہی رہے
آج محفل میں کسی اہل سخن بیٹھے ہیں

یوں کسطرح سے وصف خط مشک کریں | کلی کریں گلاب سے تب گفتگو کریں
ساغر لیں دست خمر سے مسنون جانکر | ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کریں
منصف اور ہیں ہمارا اگر اختیار ہو | بلبل کا زخم دل گل سے رفو کریں
برسے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش | دوزخ میں بہشت کی گر آرزو کریں
مضمون اس کمر کے لکھانے نہیں ہمیں | عنقا کو باندھ لائیں جو ہم جستجو کریں
مجنوں کو کسقدر سگ لیلی عزیز تھا | دیوانے ہیں جو ہم ترے کتے کو لو کریں
سودائی کر یا زلف کو عشاق کا نصیب | حیران نشان آئینہ آئینہ رو کریں
اس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہو | عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ لبو کریں
منھ میں زبان نہیں ہے بندے کا شکر کا | ہم وصف لعل یار اگر مو بمو کریں
رنگ قبول سوختگان کو نہیں ہوا | دیکھا نہیں کسی کو گل شمع بو کریں
گلشن میں تو جو جا کے تو جھک جا دمیں ہمارے | سرکش بھی تجھکو دیکھیں تو گردن فرو کریں
مرنے لگوں تو منھ طرف کوے یار ہو | موذن ہوں وقت نزع مجھے قبلہ رو کریں
اک بحر حسن کے نہ رنگیں کا عشق ہے | ہم کیا انتظار کریں ہیں وا کریں
چلکے میں ایک رشک مسیحا کی یاد میں | مردے جو اٹھ جاویں جو ابھی گفتگو کریں
کہرہے تھے عاشقی ہمیں یار میں کلام | کچھ وہ بھی منھ سے بولے تو ہم گفتگو کریں
ہو شمع خوشی شمع لگے جلنے باغ میں | گل پر نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کریں

## دیوان رند

انکار کیا کریگا تو عصیان کا کچھ پھر رند
تو جو ذرا دو گواہ لیا روز حشر میں

کہ بتا دو یہ تمہارے تھے وہ کیا لیتے ہیں
ہم بھی یاران قدم رفتہ کو جا لیتے ہیں
قافلہ والے تو سوتوں کو جگا لیتے ہیں
سر قاصد کے لئے بال ہما لیتے ہیں
آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہیں
سرکش ایسوں کو وہیں کر کے جھکا لیتے ہیں
کیوں نہ بال اپنے سر و سینہ پہ سانپ لیتے ہیں
اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہیں
آسمان ہاتھ زمین سر پہ اٹھا لیتے ہیں
دھر گمانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہیں
سلطنت مول ترے در کی گدا لیتے ہیں
یاں بسیرا سر شام آ کے بھا لیتے ہیں
بھنک جس کانے میں تیرے فقرا لیتے ہیں
وانکی ہم خاص کو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں

تعریف سے پاک و منزا ہے کلام انکار رند
جو غزل حضرت انس کو دکھا لیتے ہیں

باقی رہے تمیز پھر خوب و زشت میں
پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ و خشت میں

نشاط وعیش آپکو منظور اگر ہو یا سعود ہونا
تو بگانے ہیں ہمسر تک سات بھر عبدالرحمٰن وغیرہ

نظر آتے ہیں ہمکو خواب میں بھی سات بھر گاتے

لب لعل سے کرتے ہیں تلاب خلق انکے سرچشمہ

پھر سونگا میں جو قسمت سے ہمارے آپ دامن کو

نہیں دیکھا ہی تمساد و سراوحشی مزاج اتنا تک

پرستش کی بہت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو

نشانا سے جو گذرے جاتے ہیں وہی ہم کہتے ہیں

نہ مجکو سونے دیتے ہیں نہ آپ آرام کرتے ہیں

اگر دن کو خیال زلف عنبر فام کرتے ہیں

صراحی کیطرف ساقی اشارے جام کرتے ہیں

عبث صیاد پنہاں خاک میں گلدام کرتے ہیں

جو مجکو دام میں لاتے ہیں وہ بیکام کرتے ہیں

رجوع اللہ سے اب اوبت خود کام کرتے ہیں

سنے پھرتے ہیں عاشق مرکو بعض منصف چرانے ہیں
عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

## دیوان رند

کر مجھے روح روان راحت جان کہتے ہیں
سب بجا کہتے ہیں جو اہل جہان کہتے ہیں

رنج کو کل قد کو تیرے سرو روان کہتے ہیں
لوگ کہتے کیا تجھے اے جان جان کہتے ہیں

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہیں بعضے خفقان کہتے ہیں

جو کہ خوگر ہیں تری بوسے دہن کے اکثر
غنچہ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہیں

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہیں بید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہیں

یوں تو پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد
کسکے کہ بچے کو گلستان جنان کہتے ہیں

قامت یار کو بتلاتے ہیں بعضے شمشاد
اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہیں

جسنے دیکھا تجھے اے جان جہان بیساختہ
اہل دل تجکو سجا آفت جان کہتے ہیں

کیوں نہ وہ طفل حسین ہو کے خطرناک رند
یوسف وقت اسے پیر جوان کہتے ہیں

سکے کہتے ہیں سخن کو مرے جانباز رند
اس لئے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہیں

ع تو دیوانہ ہے تیرا کون ہے جانان نہیں
جا بن اس کوچے کے کہاں عاشق
تجھ بن اے زیبا صنم کوئی پریشان نہیں
ای زمین و زر سے فارغ
اچھا ہوں میں تجھ بن جان نہیں
حال دل تو دیکھ زبان پہ لاتا
اضطراری مرا بیان نہیں
تجھ بن اے کافر ستمگر
اسکی دوا کی مری زبان نہیں

# دیوان رند

ہوا ہوں وقف ماتم کمار عشق لالہ عذاراں کے | ہزار مردہ پیشا جائیگا پھولونکی چادر میں

خدا جانے تو رند اپکی در مقصود ہاتھ آئے
تو کہکر اک غوطہ لگا پھر تو سمندر میں

اتنا سے تلخی ہجراں جو لکھی تھی مقدر میں | حلاوت زہر کی ملتی تھی محکوم شکر میں
ہین کیا جانون ہین کہتے ہین کسکو آشیان کیا | کھلین آنکھین تو میری ہا نکر صیاد کے گھر میں
بلند پرواز ہے آگاہ ہون ابا طفلی سے | کبھی تھا دونون ہمارا یہ کبھی آغوش مادر میں
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا | دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر میں
جنون عشق کا مجنون سے ہو سچا سلسلہ نکلے | چلی آئی امامت صف بصف آل پیمبر میں
پری دیوانی ہو جاتی ہے تکتے چہرے کی تیرے | وہ سحر سامری ہے یار کی چشم فسوں گر میں
پہونچتے ہی پہونچتے اپنے صحبت ہو گئی آخر | تھا درد دخم بادہ پرستان تھی مقدر میں
بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشونکو | یہ قدرت کیا نہین ہے لحظ قسم حوض کوثر میں
خیال آس جمع کے گھر کا جو اپنے گھر میں رہتا ہے | پری اسکو دکھائی دیتی ہے نظر محکوم پیکر میں
گلا مجھ بخت جاگا کس مزے سے اسنے کاٹا ہے | زیادہ ہے برش اللہ قاتل تیرے خنجر میں
پڑھے جب شعر وصف خال و خط اسکے مجھے آئی | مسطر ہو گئے مضمون بھی کرسی و دفتر میں
شہادت کے لئے کافی ہے خون دامن قاتل | نہین حاجت گواہونکی ہمارے خونی محضر میں
دہان یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا | کسی نے جھوٹ دی ہے لال مخمل حوض کوثر میں
پری ہی یا کہ دیوانہ ہے دونون اغرض عشق | کوئی سوچے کہ یہ ورمین کونسی لوہے کے تو ہے
ہوا ہے تیر نیم کش یار پر خالو مرے دل کا | چبھا ہے آنکھ شاہین جگر کا کبوتر میں
ترا کلمہ پڑھا کرتا ہون گو اب مسلمان ہون | غلط کہتا ہون جو موقع ہے جگر کش کافر میں

## دیوان رند

# دیوان رند

ہر سو کیطرح اگر کرجاؤنگا میں ہوں وہ دیوانہ
پری پیکر نہ ہوگا اگر قصر سلیمان میں

خدا وندا بحق نوح اب تو ناخدا بی کر
محیط بیکراں ہے اور میری کشتی ہے طوفان میں

برابر قدر ہے اس عہد میں اخذ و اعطا کی
خرف کے سوال ما قوت ہو بکتے ہیں ارزاں ہو

فلک کردے کوئی مشوق گرمی ہمبستر
کروں میں بھی کشش شب غم پہلو کو ترستا ہیں

سمجھتے ہو وحشت اتنے کس دن میں بھیگا ہے
رگ گل کو اڑیاں مرجا خضر ایسے پیاسا ہیں

نہیں یاد الفت میں کچھ جنس وفاداری
متاع حسن ارزاں ہے یہاں جنس گراں ہیں

نہ بندے کو غرض صاحب سے صاحب کو ہے بندے سے
نہ پھر کر رہا جب فرق عہد و پیماں ہیں

جو خواہاں زر کا ہے تو کر اقتدا گی شیوہ
نہیں ممکن گہر بنجائے قطرہ ابر نیساں ہیں

وہ پیش ہوں نہ آرائش میں بیجا نہیں جاتا
بلط خیر کرآتی ہے جو حجت تک برابر ہیں

وفور نشہ عرفان سے ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اٹھائی رند میں نے بزم ساقی میں

قفس سے کم نہیں ہر وح کو تن پنجرہ خاکی
یہ یوسف دیکھئے کب تک ہے محبوس زندان میں

نہیں ہیں ہر سخن دیکھے مسلمان اہل ایماں میں
بسر کر اس طرح سے زندگی گر مرد مسلماں ہیں

گدا ہے حسن کو عشاق بوسہ مجھ کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہے زیادہ غیر شہاں میں

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون و غن کی جا طرح چراغاں میں

وہی کھائیگا مجھ بھی صورت تیر سینہ کی
وہ بادا جسنے بخشا نور چشم ہر کنعاں میں

بظاہر گو ہوں دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھکو
رفو کرتا ہوں دامن کا گریباں کرکے داماں میں

گنا جاتا ہوں میں بھی آسمان کے میہمانوں میں
مری قسمت کا بھی لکھا ہوا ہے کچھ غزالوں میں

سنائی ہے صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس میں قید ہوں مثل چمن میں بلبل خوش خواں

# دیوان رند

حضرتِ ہستی پہ مجھ دل گیر کی حاجت نہیں
اس مرقع میں تری تصویر کی حاجت نہیں

خاکساری کا نبی جوہر کیمیا سے کم نہیں
نفس کشتہ ہو تو تجھ اکسیر کی حاجت نہیں

قتل کو کافی ہے میری جنبشِ ابروئے تری
یہ کماں ہی ہو تو پھر تیر کی حاجت نہیں

اور مصور کھینچتا گیا ہے تو اس کی شبیہ
آپ ہی تصویر ہے تصویر کی حاجت نہیں

کہہ دیا قاصد نے باقی کیا کہوں میں حال زار
سب تجھے معلوم ہے شہ ری کی حاجت نہیں

کشتہ مژگاں ہے ابرو کے اشارے میں عبث
کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہیں

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہے انسان کو
جسکو یہ منصب ملا جاگیر کی حاجت نہیں

بزم ہستی سے جو یار رخصت ہی ہیں نے گزند
شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہیں

ہے سرانجامی تحیر دلکے لیے ہو مقبل در
اپنے دروازے کو کچھ زنجیر کی حاجت نہیں

کام آخر ہے مریض درد ہجراں کا مسیح
مجھ کو تیرے تعزیہ پرسے پیر کی حاجت نہیں

جو کہ لکھا خوب لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے میں کہیں تحریر کی حاجت نہیں

قتل اگر مجھکو کیا ہے دفن کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہیں

پیری و ہست کا دھرا عالم ہے آب و گل پری
کون کہتا ہے کہ اب زنجیر کی حاجت نہیں

کاٹتے ہیں آپ آ ہو آنکہ اپنے گلے
اور شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہیں

کیوں نہ ایسا ہی نہیں جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر یہ ہے تو کچھ تعزیر کی حاجت نہیں

کیمیا سے جانتا ہوں میں تجھے اکسیر کی حاجت نہیں
میں ہوں مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہیں

کیا کہوں اے رند صد مہ ہی جو ہجر یار میں
حال دل ظاہر ہے کچھ تقریر کی حاجت نہیں

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں
یاں سلیماں کے لیے مرتبہ مور نہیں

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے
خط تو اسی قاصد کا کھایا جاتا نہیں

مستعد مرنے پہ ہیں ہم کیا کریں
نے اجل آئے مواجہا نہیں

سوز خنجر سے استخوان اگر ہوئے
کب تک کھانا ہی ہمارا کھایا نہیں

وصل کی شب کیوں نہ چھپر بریاں ہوا
تو تو کہتا ہی ہیں شرمایا نہیں

جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر
مجھکو پاکر وہ چھری پایا نہیں

کیوں نہ تصدق آپ کا آتا ہو جان
میں تو واں آتا نہیں جایا نہیں

جو صنم کہنے لگا ہی شنگیان
ضبط اب مجھسے کیا جاتا نہیں

ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے
تنکے کس کس سے یہ چھنوایا نہیں

مجکو آتا ہے تو آ چک اے اجل
جو چلا تیرا مجھے بھایا نہیں

میں نے جو پینے کی توبہ کی تو کی
کوئی ساقی بھی تو پلواتا نہیں

حسرتیں دل کی نکالوں کس طرح
یار کو تنہا کبھی پاتا نہیں

کوچہ ہے اس حور وش کا یا بہشت
ہو گیا واں پھر کے یاں آتا نہیں

کیا فرمایا پھر تو نے کیوں لا
عشقبازی سے تو باز آتا نہیں

بھولتا ہو کب تصور یار کا
سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہیں

مدعا کچھ لکھ چکا ہو وہ شوخ
شعر بھی اب مجھسے پڑھوایا نہیں

ہجر کی شب کروں میں کیونکر نہ لون
کوئی پہلو دل کو چین آتا نہیں

یہ پسند آئی ہو اسکو سادگی
ماتھے پر افشان بھی چھوتا نہیں

جانتا ہوں دل سمجھنے کا نہیں
اس لئے ناداں کو سمجھاتا نہیں

کیا سمجھ کر مجھسے فرمائے ہیں آپ
میرے گھر میں کیوں تو آتا نہیں

گلشن بغیر بار ہی کنج قفس سے تنگ
ہستو بجز عذاب ہین ای ہمصفیر ہین

سودائیون سے عشق مین کر لیتے ہین سکون
جیسے ہین آپ ویسے ہمارے شریر ہین

کہتا ہی سرو غیرت شمشاد سے مرے
آزاد ہین وہی جو تمھارے اسیر ہین

سیلے تمھارے پیٹ کی دیکھی ہی جب سے جان
اسمان سے اس لیکر کے اوپر تیر ہین

کہتے ہین شرک وہ ذات صفات کا
واللہ بیمثال ہین وہ بے نظیر ہین

ہر طرح خاکسار ہین رحمت کے مستحق
ہم کشت خشک جودہ ابر مطیر ہین

نام خدا جمال ہی انکا کمال ہی
جودہ برس کا سن ہی پہ ماہ بدر ہین

یکسان ہی وہ تہیدان اکسیر خاک کا
ہمت تو بادشاہ کی ہی گو یا فقیر ہین

صحبت ہمارے جو کہ نہ ہو زیبا دیکھیے
ہم ہیر ہو چکے ہین وہ لعل شریر ہین

## دیوان رند

غیر سے لاکھ جو ہمارے ہین
ہم تو کہتے ہین وہ ہمارے ہین

آرتے ہر آن ہین سر پر سے
جیتے جی چھوڑتے ہین کب یہ قدیم

تو ہی مہر سپہر حسن و جمال
اور سب ماہ رو ستارے ہین

اختیار آپ کو ہی حضرت عشق
اسپہ کرتے عرض تمھارے ہین

ہجر کی شب کہن نہ دیتے ہین
منتظر عقرب ہین جتنے تارے ہین

جگر و دل جلا کے خاک کیے
تب ہجراں کے کیا حوالے ہین

جسم غیرت ہی آب آئینہ کے
میں نے کیا ہاتھ تجھ پہ مارے ہین

چھوڑا دو حسرت ہم آغوشی
لگ گئے گور کے کنارے ہین

## دیوان رند

نہ رہے ہے حوصلہ رقیبوں کو
آزمالیں جو آزمانے ہیں

خشک کیوں کر نہ ہوں مژہ گنگن کی طرح
درد و غم مجکو کھائے جاتے ہیں

زندگی میں بھی ہے فشار قبر
میرے پہلو مجھے دبائے ہیں

کرے ہے شیشہ نہ دست ساقی سے
مست ہی مایلون کر کھڑائے ہیں

چھلے جیتے ہیں کتنے ہیں گل کھا
کر پیماں کرتے ہیں جلائے ہیں

یار دا نامی گشت کو چہ یار
جب طواف حرم کو جاتے ہیں

چھوں نہ کلمین خون ہو یہ دل
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں

کل ہے زنجیر کا کہیں شاید
زلفکے دیوانون کو یاد آتے ہیں

جیب و دامن ملا جو وحشت میں
پیچھے سے دھجیان اڑاتے ہیں

تو کہو وہ بھی ہمسے راتے ہیں
کو کہو وہ بھی ہمسے راتے ہیں

حال جو یو انکان عشق نہ پوچھ
شکے پیتے ہیں خاک کھاتے ہیں

اشک کو کہتا ہون آ کے پا کر
پانچ اور دانون پچھول جاتے ہیں

کرتے ہیں لف یار میں شانہ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں

مفلسان ہون میں ہی جانے ہاتھ
آستین وہ بہت چڑھاتے ہیں

رند دل جب بیان کرتا ہون
دانت میری زبان دباتے ہیں

جاتے ہے جیسے اے عشق کیا رند
ساتھ لشکر مجھے ڈراتے ہیں

ہے ہجوم درد و غم تشویش ہے دلمین بہت
منتشر میرے حواس خمسہ مجمل ہین بہت

آتش غم تیز ہی کی گرد ون ہوا دلمین بہت
کچھ سوائے خاکساری آب و گل مین نہین

ملی نہیں ہوئی کسی سے گفتگو سے حسن مست
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں

جو تصور میں تھے وہ کر چکے ساماں وصل
معجزہ کیونکر کریں عشق کا ہم میں نہیں

زار ہی ہر حیلہ رب اور سمجھ کا دیا
اور پھر یہ پھیر یہ دیوانہ سلاسل میں نہیں

کس کے آگے ترنم نغمہ پیرائی کروں
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جاں سارے ہیں
کہئے جاکے وہاں جور نہیں سارے ہیں

متلاشی مرے افلاک کے سب تارے ہیں
جو ثوابت تھی وہ اب چرخ پہ سارے ہیں

مضمحل ہجر میں اعضائے بدن سارے ہیں
ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچینگے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں

اسکی بخشش نہیں پابند عمل و وعظ
وہ کرے رحم تو اک بات پہ بخشا سارے ہیں

جھونکے دیتی ہوئی پروا ہے ہر گل بھی بادی دل
تیرے کشتے کے جنازے نہیں گل پوش مزارے ہیں

آجتک میری مزارات میں کچھ فرق نہیں
اب تک حسن سلوکوں کے وہی سارے ہیں

دم بدم قتل ہوا جاتا ہے کیوں کل جانے
آمد و شد نفس کی ہے کہ دو دھارے ہیں

یہ جلن ہے یہ تپش ہے کہ بھڑکتا جاتا ہوں
جگر و دل میں کہ بھٹی میں انگارے ہیں

ہیں یہ آزردہ و بیتاب کہ بھی نہ بھی ہاتھ
لب شیریں نہیں گویا کہ شکر پارے ہیں

یاد دلا کر کہ تمنا ہے زر و دولت کی
آج وہ اخلاص کہاں وہ کہ نثار ہے

کوئی بلبل بھی قفس دار ہے صیاد
چھڑے کہاں کے باغ میں ہمسائے ہیں

سنکے بیٹھے ہوئے ہیں فصل خزاں سے اپنے
سنتے نہ تھے دیا دشمن کا وہ گلشن ہے

گاہ بیگاہ تو ہے کام بھی آجائینگے
آج اگر تجھ سے دوستی میں ناکارے ہیں

# دیوان رند

# دیوان رند

ن ۲۱

# دیوان رند

مجھ سے کیا ہو عالم بیخودی میں گفتگو
جو زبان ہی کو نہیں ہے گر میں کیا کہہ سکوں

دن رات ہے یہی حال ہے جوش و خروش کا
رخسار یاد کے ہیں یہ بوسے و کنار کے

حیرت کا ہے مقام مرے نقطۂ دہان کا
اس بزم میں کسی کی کسی کو خبر نہیں

صدمہ اٹھائے عشق کا پھر حوصلہ کرے
وہ دل نہیں رہا مرا وہ جگر نہیں

وابستہ زندگی ہے مری اسکے عشق سے
ہر رشتۂ حیات تمہاری کمر نہیں

آنکھوں کی روشنی بھی گئی ساتھ یار کے
کچھ سوجھتا نہیں جو وہ پیش نظر نہیں

موجود دو نہیں پہ تراکت ہے درمیان
کتنا ہی کوں اسکے دہان و کمر نہیں

تاریک تار بیری نظر میں جہان ہے
اندھیر ہے جو پاس وہ دشک قمر نہیں

ایام الیتام بیدیری نکلے جا چکے
ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہیں

داستۂ عارفانہ تجاہل ہے یار کو
کیونکر کہوں کہ حال کی میرے خبر نہیں

تشبیہ کیا میں دوں قد بالائے یار سے
کوئے نہیں ہیں سرو کے ویسی کمر نہیں

صورت سے یار کی ہے مجھے حسن بیمثل
واللہ یا کپاز ہوں میں بدنظر نہیں

کھویا گیا ہوں وادی الفت میں اے رند
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

گلے لگائیں بلائیں لیں تمکو پیار کریں
جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں

یہ ہاتھ کیسے ہیں بیکار کچھ تو کار کریں
بہار آئی گریباں کو تار تار کریں

کہاں سے لائیں تجھے سا جو ہمکنار کریں
تسلی کیا تری او جان بیقرار کریں

وہ ربط تجھ سے بڑھائیں جو تمکو پیار کریں
ہزار طرح کے جو حیرا اختیار کریں

گرائے سیل عناصر کی چار دیواری
خراب خانۂ تن چشم اشکبار کریں

اور بری ہے وقت دیوانے جو کوئی آپ ہو
رند نوں

دعوے تو ہے بہت پہ نظارہ کا وقت ہے
دیکھے کسی کو پھنسا ہے میں جو ہوں کس طرح
صورت ناقوس ہم بھرتا ہوں اس کا دم میں
ہے رگ جان سے زیادہ مجکو زنار رند نوں

خط تو ہے کیوں نظر آتے ہو مرجھائے ہوئے
صورت برگ خزاں ہیں گل سے رخسار رند نوں

پھر گیا ہے راہ سے کر عبادت کس لئے
اللہ دم رہے ہے میں اسکے بیمار رند نوں

رہے ہے رنگین قد موزوں کا تیرا شہر ہوا
گل سے بلبل سرو سے قمری ہے نیرار رند نوں

دیکھ کر تجھکو کسی کا اللہ حرام نہ کرے
کیا طاؤس اپنی کیوں جھوٹے ہیں تیار رند نوں

عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہے کل
خواب میں لاتے ہیں اسکو بخت بیدار رند نوں

پڑ گیا ہوں ہجر میں حال دل کس سے کہیں
ہیں کسی کامل کے پھندے میں گرفتار رند نوں

یار اندھیری رات میں نکلا ہے پھر کیا تیر کا
چاندنی راتوں سے بہتر ہے شب تار رند نوں

کھول دے الو اب کہ سے تم بھی ہتھیار دنکو رند نے
بیڑی کی لکڑی سے ہے بہتر تلوار رند نوں

کیسی ہے حسرت دیدنی جانان مجکو
دیکھ لینے دے ذرا دیدہ حیران مجکو

تنگ نداں ہے یہ صحن گلستان مجکو
لے نکل وحشت دل ہے بیابان مجکو

جھجھیاں کرکے اڑا دے سے ہے دشوار مجکو
تنگ بھانسے سے بھی کرتا ہے کریبان مجکو

دیکھے جب بسمل گھبرا کے ڈھا دیتے ہیں
آگئے یاد تمھارے لب و دندان مجکو

یاد فرمایا ہے اس خوبرو نے عشوہ کی ہے
صاحب خانہ نے بلوایا ہے مہمان مجکو

میری حیرت پہ حسینوں کو ہوا ہے کھٹکا
دیکھ ہیں آئینہ رو دیکھ کے حیران مجکو

چاندنی کا رنگ کرتی ہے جو رحم دل پہ — زندگی تلخ ہے مجھ بن مہ تاباں مجکو
یاس ہے زیست سے اے موت اٹھا لے آکر — آ گھیرا چھوڑ کے وہ عیسیٰ دوراں مجکو
پھنس چکا ہوں میں چھٹونگا میں نہ یہ ہے پیچ پہ پیچ — بند پر پیچ ندے گیسوے پیچاں مجکو
لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ تیرے نام — آج ہو پہنچا یہ شہ حسن کا فرماں مجکو
زندگی ہوگی تو ہوگی چاؤ نگا اس لذت سے — اتو لیٹی ہی بلاے شب ہجراں مجکو
گر گیا پر میں بتنک نفس بھر دیجو ن — پھونکدے پھونکدے او نالۂ سوزاں مجکو

شرگلین چشم کی الفت نے کیا ناطق بند
دین نہ تکلیف سخن ریختہ سنجان مجکو

## دیوان رند

نمود خط ہو احسن فی جمال لینے کو — یہ چور گھات میں تھا کیسے مال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر حسین بہشت — چلیں فرشتہ صاحب جمال لینے کو
ضرور جاہیے مستوں میں اک اک ہشیار — وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں — [illegible] آنکھیں ہیں گو یہ سنبھال لینے کو
عبث تو تیر کرا و ترک خنجر و شمشیر — نگاہ بس ہے کلیجہ نکال لینے کو
کھلا یہ عقدۂ دہر میں ہو نہ چکر حال — عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو
سپاہ ناز کے لاوے دو سندان سے — نچان سہل کسی کے وبال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے — میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو
یہ میں نہ مانے آیا ہی دو رسے مشتاق — بلا یکن آپ کی پرسش حال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے — ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو
لگایہ داغ مجھے کس نے دور سے ماہ — کہ ننگ جاتے ہیں با کمال لینے کو

## دیوان رند

کچھ آج کل سے تناہل نہیں طبیعت میں
تقدیم خوہی قتالی کی میرے دلبر کو

حسین بند تمہارا جو یاد آتا ہو
تمام رات میں پیتا ہوں بسکہ ساغر کو

پڑے رہینگے کبھی میں پسینے مشہد پاک
تمہارے واسطے برباد کرچکے گھر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا میں مسلمان کرکے کافر کو

مرے سبب کے واسطے ظلمات خط میں ہی شاہ
تلاش چشمہ حیوان کی ہی سکندر کو

پس از فنا جو ہیں شورشیں جنیچے رہیں
تو اٹھ کے پھوڑوں سنگ مزار سے سر کو

بھری محبت کیسوے یار صانع نے
بجائے مغز نہ سودا دیا میرے سر کو

تقاضے آئی ہی اہل قبور مجھ کو بھی
جگہ دو قبر میں یارو ذرا ذرا سر کو

ہوئے نسیم آج گنگا رعشق زندہ میں
سنا ہو میں نے سمگر نے چن دیا دکھ کو

غرور حسن ہوا ہر حسین خود بیں
بنایا آئینہ کیوں کیا کہوں سکندر کو

کسی کے ساتھ کی میخواریاں جو یاد آئیں
زاہد آپ میں منھ سے لگا کے ساغر کو

ڈراتے ہو کسے مرنے سے کون ڈرتا ہی
ابھی میں پھینک دوں کیسے تو گا کر سر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہا نکارو گے لگتا یا ہی جان مضطر کو

ضبط نالے کو کروں ہر دم کیونکر روکوں آہ کو
مجھ سے چھپتے نہیں کیونکر چھپاؤں چاہ کو

دشمن جانی بنایا اس بت دلخواہ کو
شکر ہی ہے جو نہیں منظور تھا اللہ کو

کوچۂ الفت بھی ایدل ہی کوئی طرفہ مقام
یاں خلاف کچھ نہیں ہستا ہی اپنے راہ کو

ماجرائے عشق بت نا گفتنی ہی کفر ہی
حق کہونگا تو بری لگ جائیگی اللہ کو

آجاؤ بس اب راہ نہ تاکو یار دکھاؤ
مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

عالم ہے سو ہے ہجر میں یاں جوش خفقان کا
صحرا مجھے دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ

فردائے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
لو حشر سہی آج ہی دیدار دکھاؤ

عاشق ہیں بہت ایک تو خنجر کو لگا کر
پہلے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ

عالم نظر آجائے بہار اور خزاں کا
ہم زرد ہوں تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو
دل ڈھانگ لو اور بر و خمدار دکھاؤ

ہر دم متقاضی ہو یہی حسرت دیدار
پھر ایک نظر جلوۂ دلدار دکھاؤ

فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھ سے ہزاروں
ایچھا ن زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ

عشق اہل درد و قہرگان کا سو ساتھ تجھ کے
خنجر مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

میں قبر سے بھی رند یہی کہتا اٹھوں گا
مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

## دیوان رند

اس ترک ماہ رو کو جو ذوق شراب ہو
ساقی بنے مسیح مسیح آفتاب ہو

آماد ہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو
چھوٹوں عذاب سے میں تجھے بھی تو اب ہو

اک ترک ماہ وش کی فقط چین بی ہے جان
پھولو نہ میکے جاہے جام شراب ہو

نوبت نہ آئے اور دنکی ہو نہ گنہگار
پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو

ساقی پلا شراب جو کیفیت میں آئیں
مجھکو بھی سرور وہ بت بیحجاب ہو

رسوا کیا تو نے بھی مجھے ستم کیا
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو

چل کر چڑھاؤ قبر پہ عاشق کی پھول
روح اسکی شاد ہو تمھیں بھی ثواب ہو

مرجاؤں میں تو گار ہو سب سے جدا تجھے
بے چین ہوں تو مردے جو مجھ پر عذاب ہو

# دیوان رند

مجھکو بھی یاد ہین فقرے صاحب — مجھکو فقرون مین اڑایا نہ کرو
خود مین و مبتلا ہون ہر دھیان کدھر — محبوب بنا یا نہ کرو
ہوش مین آؤ میرے شاہ و گدا تم — مجنون و دیوانہ بنایا نہ کرو
ہم لہو تھوکتے مرجاتے ہین — لالی ہونٹھون پہ جمایا نہ کرو
لوگ سودائی ہوئے جاتے ہین — دھری مسی کی لگایا نہ کرو
ہو نہ الفت تو تغافل بہلا — جان لو چٹکی مین جایا نہ کرو
اجی تم اپنے غمزہ کو تو سنبھالو — کعبہ دل کو تو ڈھایا نہ کرو
مین تو حاضر ہون وفادار ہین — تم کرو مجھسے وفا یا نہ کرو
دھوکے دریا مین بھیجو کاسے ہاتھ — آگ پانی مین لگایا نہ کرو
مجھسے خلوت کی ملاقات نہ لے — روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندے کے بدنامی ہو — جان صحبت مین بھلایا نہ کرو
دیکھنے والونکے جانب دیکھو — اسطرح آنکھ چرایا نہ کرو
شرم حیا ہے تو اگر ہے تو — اچھی صورت مجھے دکھایا نہ کرو
جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ — ایسے بندے سے تو لڑایا نہ کرو
دانت پیسا نہ کرو عاشق پر — جان یون ہونٹھ چبایا نہ کرو
یارون وصل مین تم غیر کو لیکے — آنکھ آنسو نہ بہایا نہ کرو
ہو بدوضع کسیکے تم — ایسے بندے کو بنایا نہ کرو
جان کر کا ہے کو بھولا ہین — عاشقون کی یہ ادا نہ ہو تو

خون ہو کر تو جگر آنکھ سے بہتے دیکھا
اور دکھلاتی ہے فرصت ابھی کیا کیا دیکھو

لیکے کوچہ جاناں کو فرشتے نقال
کھول کر گور کے تختے مرا مردہ دیکھو

کر یہ عبرت کا محل اہل بصیرت نکلو
ہو کبھی آنکھ سے اشک خونی بہتا دیکھو

صبح ہوتی کہ شب ہجر کٹے لطف تو تب
شمعلیں میرے لئے تم نے بھی جلوا دیکھو

دادی عشق گیا کام ہمی نامرد و نکما
پیشہ شیر نہیں مرد کا ہو جانا دیکھو

پھولو پھلو بچے تو ہوے میں بچا کا ان کو
اور گھر بار کو کوئی اور محلا دیکھو

چشم و حدت سے اگر یار کا تماشا دیکھو
ہر طرف جلوہ شاہد ہی یکتا دیکھو

ہی کہتا ہے خلوہ مرتع زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل ویرانہ کو شیدا دیکھو

ہر و پا کا نہ رہے ہوش یہ محویت ہو
چشم انصاف سے اسکا ہو طرفدار دیکھو

میں ہوں مارا ہوا اک غیرت بالا کا
کیا کوئی دیکھتے ہو وہ قتالا دیکھو

پھر اسی شمن جاں سے ملاہر پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکسار کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم مٹا ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہاتھ لگا کر ذرا اس چاہنے والے کا نکلو
اثر دعا سمجھو اگر لطف فلیسا دیکھو

رتبہ کس بات میں کم ایسے سے
شوکت کعبہ تو ہی شان کلیسا دیکھو

منتظر آپکے جانے کی ہے یہ جان حزیں
ہو یقین اب کی جو آؤ تجھے مردہ دیکھو

نہ آنکھ میں ہیں تصور ہوا اسی کا ہر وقت
کچھ نہ دیکھو جو کبھی فرخ زیبا دیکھو

ہو نہ اس ساعقہ طور کے مشتاق جمال
پھر خش آیا نگا یا خضر شیدا دیکھو

دل نہیں کہتا ہے اس ہی جان کے سوا
اور نہ ملیگا کسی صورت بالا دیکھو

## دیوان رند

زندگی ہو جو وہ مشکل اپنی کھائے اسی پر رند
مارے اجل حسرت دیدار نے مارا مجھکو

خون کرنیکو کوئی چیز سے نہ یوں شیر ہو
شاہ رگ پھڑکے اگر عریاں تری تلوار ہو

آنکھ کھولے بھی کہیں وہ شوخ خواب ناز سے
فتنہ جنکے تیر کیسں جاگو کہیں بیدار ہو

تو دم آخر اگر بالیں پہ ہو ای رشک حور
پھر یہ تھتی مرگ کی انسان پر دشوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اسکو ساقی بیتاب و مست کیا ہشیار ہو

ترک خوش خشخان کیا دونوں سے کچھ مطلب نہیں
نرگس شہلا ہو یا نرگس بیمار ہو

کافر ہے ایسی دیندار سے اگر راضی خدا
حق کہے انسان اگر تو مستحق دار ہو

کس میں تو تیرے سوا جز نور ہے کیا ہے
کون ہے شکل میں جو بیشبد کا اپنے یار ہو

قیس کا فرہاد کا ہے ہم کو دعوا عشق میں
دونوں یکسان ہیں اپنی ہو بڑی یا خوار ہو

کھوئی غفلت میں جوانی پیری میں روئے ہے حزیں
رات بھر سویا کیا اب صبح کو بیدار ہو

پھولتے پھلتے نہ دیکھا شاخ کو تو نے کبھی
روز میں سرسبز ہو جو خریب آزار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہے انسان کا ضمیر
یا صنم دل میں ہو پر لب پہ استغفار ہو

پار کی جئی ہو میں کیونکر نہوں عالم پسند
خواہ جو رت ہو موتی ہو بردار جو تلوار ہو

خاک چھوٹا ہے مجھے کہتے ہے او کچھ خاک
آسمان تیرا اگر میں مری درکار ہو

ہنستے ہیں دیوانے یاں شور بہار آیا کہ
گل ہے گریباں باغباں شیر ہے چمن کا خار ہو

زرد رق تن کیسی ہے دریا کی موج دریا
ماہی صفر خدا ہو یہ کشتی پار ہو

تیرا غصہ ای صنم تجھ پر خدا کی ہے دلیل
رو نہ تجھتا ہو اس سے تو دشمن خدا تیرا ہو

تو ہی کر دشمن پر سبقت منتظر اسکا نہ رہ
فتح ہو اسکی لڑائی جسکا پہلے وار ہو

منہ سے آنے لگیگی عطر کی بو
نام کیسو سے مشک فام تو لو

پہلے کر لو رسائی زلف تلک
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو

پھر تڑپ لیجیو گر فتادہ رو
دم بھر آرام زیر دام تو لو

مے پیو جو نہیں پلانے ہو
محتسب کو دیتے نہیں ہو جام تو لو

ناز بردار دو سزا جیسا
کون غاشی ہو اسکا نام تو لو

رند حاضر ہیں شیشہ و ساغر
مے نہ سمجھو اگر حرام تو لو

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا عالم اہل عالم کو
پھرا زاہد دن تج اپنے بال کھولے سر پہ تا کم کو

عداوت پاک دل اس سے بھی ہو آنے عالم کو
کیا ملعون معاذ اللہ بدکاری سے اہرم کو

کہے سے خلق کے کب اس معصیت سے خوف ہے ہم کو
خدا تو جانتا ہی یا کہ دانا فی مریم کو

مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے
دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرہاد رستم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جسنے
گل و گلزار کر سکتا ہی وہ نار جہنم کو

محیط حسن خوبی ہی سراپا راز یکتا ہے
کہو بحر و حباب بحر خوبی اسکے محرم کو

میں دیوانہ ہوں وہ شمع شبستان یکدلی جسکے
سلیمان خلوت کے خاطر لاوے تا رہے اپنی خاتم کو

جھکے دست ابر و رشک بار دنکی طرف کیونکر
بنایا ہی معین انشا و نے تخلیم کے خم کو

مثال قیس مفتون شیفتہ ہوں اک جہان جسکا
خدا سے مانگتا ہوں میں اسی محبوب عالم کو

پرستانکی بھی کچھ اقلیم کی زیبا لگیں اتنے
کہیگا اب سلیمان کی انگوٹھی اپنی خاتم کو

بجا ہی جو کہوں محراب کعبہ اسکے ابرو کو
اگر تشبیہ دوں جام و قدح سے جا نہ مرکو

کلیم فقر کو کیوں دوں ہم خالی اے رند
اگر کمل سے بہتر جانتے لنحوا بہ و سنیم کو

## دیوان رند

مجھ کو خاطر فکر عبث شد خونو
ہمکام مرگ اللہ مری تقدیر و تو
ایام نیوں ماہ من بس کن ادا
تب دیکھتا ہو مجکو تو کتنا ہی روٹھ تو
ماتی ہی ماج خراب کو می کو تو
اصلا نہیں ہی ہوش درین کو تو
تم کو خوب ہی ہوش درین کو تو
بام کی کو تو مے الفت کو تو
گر دیکھو خیر اسی کی تمنا ہی کو تو
مے ابجناب بادہ ب کو تو
نشہ میں ہجر یار میں تری ابھی تو
راہ طلب میں رہنما ہی مقصود کا

## دیوان رند

کیا سمجھائی ہر آسے جلوہ گری نے دیکھو
ہیچ ہستان جہان کی پتلی ہی نے دیکھو

غنچہ سان تنگ قبا سے تمہارے ہوا عاشق
کیا تماشہ کہ دا جامہ دری نے دیکھو

خواب غفلت سے محبت شوخ کو بیدار کیا
فتنہ جو کا یا نسیم سحری نے دیکھو

عمر دو روزہ بسر ہو گئی بیہوشی میں
ہوش آنے نہ دیا بیخبری نے دیکھو

بہر کے مشتاق پریشان سے آتی ہر دی
دھوم ڈالی مری شوریدہ سری نے دیکھو

عمر بھر حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
جی کی جی میں رہی بال و پری نے دیکھو

دیکھ کر اپنی گلی میں کئی پتھر مارے
مجکو دیوانہ بنایا ہی پری نے دیکھو

جان مشتاق سے عاشق کیا بدنام کام
کیا غضب ڈھایا ہی موجان پری نے دیکھو

آبلے پر گئے سینے سے تا نوک زبان
بھون ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو

پھول کھلا کر دیا بلبل کو نہ کانٹا تھا
تحفہ یہ سیکھا یا کیا کک دری نے دیکھو

بہر گلگشت چمن میں اسے لے آئی ہر
گل کھلایا ہی نسیم سحری نے دیکھو

پا بزنجیر ہوئے طوق پڑا گردن میں
قید کر دا دیا شوریدہ سری نے دیکھو

چھوٹا ہا تھا کہ نظر آتا ہے ربط قدیم
منے اندازے اسکے تری نے دیکھو

تا چمن لائی صبا دولت یہ ما تقدیم
پر نکالے مری نے بال و پری نے دیکھو

بیٹھ ہوں باب اجابت ہو دعا مانگوں رند
کیا دکھایا ہی اثر نے اثری نے دیکھو

خلق رہی اس کوچے میں تلوار چلا کرے
لاشے ہی نکلتے رہے دو چار چلا کرے

گل کھلتے رہیں چمن میں بلبل
یار سدا رہے آباد یہ گلزار چلا کرے

ہم تو ملد ہوئے شاہد مقصود دل
جنگل کرے میں سب ہے کافر و دیندار چلا کرے

جلوۂ یاراں کے انتظار کیا طالب کب ہوا
کیوں جراتا ہی تو مجھسے روزن دیوار آنکھ

باغ عین تاک صفا گر دے گل پر کیا پے
برسوں دیکھا کی تری چشم پھول آنکھ

باندھتے ہو ٹکٹکی تو پندیہ سے بھی تو دو
شرط ہار یگا جبھی کہ عاشقی جسکی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہین پابند تیرا فیض عام
رکھتے ہین تیرے کرم پر کا غرور و بندار آنکھ

ابر ہو باران ہو مے ہو باغ ہو ساقی ہو یار
تنہا کاش باندھ دوے دیدہ گریان آنکھ

تیغ ہین جوہر ہزار اور قاتل سمجھتا اسکو تو
ڈاتی ہی باقی ماندون پر تری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار تو فردا سے قیامت پر ہوا ترے
روز محشر تک نہ کھولین طالب دیندار آنکھ

نیچی کر لیتے ہین شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتے نہین بھیچے ہوے کر کے چار آنکھ

رات دن وا ہی مثال دیدۂ بیدار آنکھ
پھوٹ ڈالیگا تو کیا ہی انتظار یار آنکھ

کیا عجب ہی جو چھکی رہتی ہی تیری یار آنکھ
بیشتر کم کھولتے ہین مردم بیمار آنکھ

می پلا ہر ایک کو اسکے بقدر حوصلہ
ساقیا پہچان لینا مست و ہشیار آنکھ

حسرت دیدار نے پیدا کیا حال دی
پھیر دیگا اب کوئی دم مین ترا بیمار آنکھ

جان قربان ان اشارونکے بلا ابرو کو تو
صدقے اس چشمک خانی کے نے تکلف یار آنکھ

حسرت نا سو کیون ہر دم بہا کرتی ہی تو
مجکو بتلا دے کہ کیا تجکو ہوا آزار آنکھ

غش مین رہتا ہون پڑا کہتے انکھ نکو بند
کھولنے دیتی نہین ہی حسرت دیدار آنکھ

دل کو لیجاے چور اکر ایک پر تابت نہو
کام کر جاتے ہزار و ہین تری عیار آنکھ

حسن کی طالب اگر وہ ہو تو ہو بے لا
تجکو کیا مطلب ہی اپنے فعل کی مختار آنکھ

منہ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب
کب تلک ترسے ترے دیدار کو ای یار آنکھ

## دیوان رند

یون نہ زار گرا کرو گا لونگا موسا لونگا
جان بچ جاے جو ان ناز و ادا والونے
دل کو چشمان سیہ مست کا لگ جانے دو
یون نہ تڑپا کرو اے کوکیون مٹا دیتے ہو
لوگ کہتے ہین برا اچھا کہین چاہے کوئے
یاد کرکے ترے کوچے کو مٹے ہین پر تا لونے

# دیوان رند

حسرت یار مین آنکھین ہوئین اسد چشمۂ خضر
پتلیان چھپکین بکری کی طرح جالو سے

ہوگا مرده نه خراب اپنا پس از مرگ اے رند
گور کن دوست ہین یارا نه ہو غسالون سے

آنکھ تجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے
عوض سبحه گلے مین مرے زنار پڑے

الفت چشم صنم کے ہون گنہگار مین
چوب بادام سے لازم ہو مجھے مار پڑے

ہاتھ باندھے ہوے کہتا ہون کرو عفو قصور
پانون بھی کیسے تو مشفق یہ گنہگار پڑے

بڑھ چلے گیسو خمدار خدا خیر کرے
بیچ تجھ پر نہ کوئی او کمر یار پڑے

ہو مین وہ عاشق جانباز ترا او قاتل
بھون نہ تیر ہی ہو جو تلوار پہ تلوار پڑے

پوچھتے کیا ہو طبیعت ہو تری کیسی علیل
تجھ سے جب سے جدائی ہوئی بیمار پڑے

بھاگون کس سمت کو لوٹے ہے ہوس پاؤن پر
ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہین طرحدار پڑے

اک طرف سے ہو کیا ناز و ادا نے نرغا
اک طرف لوٹ مین پڑے ہین دو چار پڑے

ہین ادھر طالب جان چشم سیاہ خون ریز
دل ادھر مانگتے ہین گیسو خمدار پڑے

قید مذہب مین پھنسے چھوڑ کے رندانہ طریق
کیسے جھگڑے مین تمہارے دکھا قرو دینداری پڑے

اپکی نوچندی کو آئے نہ تر یارت کو اگر
عالم حضرت عباس ہی کی مار پڑے

ایسے گلے کٹتے ہین دو چار کے او رشک مسیح
ایڑیان رگڑین کہان تک ترے بیمار پڑے

جیسے جب غیرون سے تلوار چلے سن لینا
لوتے ہونگے گلی کوچون مین دو چار پڑے

ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار نحیف
دب کے مر جاؤن اگر سایہ دیوار پڑے

عشق کی کھائین قسم رسم محبت اٹھ جائے
سامنا ایسی مصیبت کا ہو ہر بار پڑے

کشت دلکش کو ہو سرسبز کرا ابر بہار
صاعقہ بنکے مری آہ شرر بار پڑے

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو اوسی بچنا ورنے — تر سو اب نیند کو اور دیدۂ بیدار پڑے
دست و دشت کو وحشت نے کیا دل تنگ — کیوں نہ ہر بار قدم جانب کسار پڑے
ہوں وہ آزردہ کسی اور سے کو سے ہم کو — کوئی تقصیر کرے انکی میں مار پڑے
نغمہ سنجی کی کرے عشق جو مجھسے چاہے — پھر گلا تیرا نہ اوبلبل گلزار پڑے

اس زمین میں میں نے کچھ اور کلف کی ردیف
حسن اتنا ہو ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

صدمے گذرے ایذا گذری — ہجر میں تیرے کیا کیا گذری
ہجر میں جان رہی یا گذری — زندگی تم پر کیا گذری
کیا کہوں تجھسے حال فرقت — گذری جو کچھ جانا گذری
الفت بت نے کر دیا کافر — یک کیا بار خدا گذری
آئے نہیں تم عرصہ گذرا — منتظر کیا کس نے کیا گذری
گذرے جسدم ہم دنیا سے — ہمنے جانا دنیا گذری
بحر جہان میں نیست ہماری — مثل حباب دریا گذری
کس سے کہیئے کون سنیگا — کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کہتا تھا میں عشق سے بازآ — دیکھا جو دل شیدا گذری
مر بھی گئے ہم واہ ری غفلت — انکو خبر بھی نہ اصلا گذری
البتہ ہے شغل خون آشامی — تو بت جام و مینا گذری
کافر پر بھی نہ گذرے ایسی — ہم پر جو بت ترسا گذری
وقت مرگ یہ جی میں گذرا — زندگی اپنی بیجا گذری

## دیوان رند

بازآ یا میں اس بت سے — بول آتا ہے نام الفت سے
دفع تحریر اتفاق ہوا — ہاتھ آئے ہوا نشست سے
دم نکلتا تھا تیرے مدت سے — اک نظر اس طرف بھی دیکھو جان
دیکھتا ہوں نگاہ حیرت سے — مردے زندہ کرے تمھاری چال
نشہ ہو پیشتر فرصت سے — لطف تازی ہو جواب گل میں نم شبنم
ابتدا میں یہ حال تھا جسنے — بول میں بیقراری اپنا حال
انکو فرقت تھی یہ تمہاری صورت سے — پیش آئے ہیں ابو تکلی کیساتھ
بی بی اور دوڑ گا رفعت سے — دفع شر اچھا یہ ہے بچا لیں

تم پہ جو کچھ ہو اسرا تحسن رند
کیوں بھرے ایسے بیمروت سے

جب سنو مشورہ ہی خلوت ہی — یار کو بھی وقت فرصت ہی
تجھ سوا اور کس سے الفت ہی — جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہی
کھینچی تو ام مری تری تصویر — وصل کی ایک یہ بھی صورت ہی
خوش رہو تم وطن میں اہل وطن — ہم ہیں اور سیر دشت غربت ہی
جان مدت سے وقت فرصت کی — ای اجل تجھ سے کیا ندامت ہی
تو نہ رہیں چوڑی کیطرح ہنسکر مان — کیا ہی زور و نہ دشت وحشت ہی
مرض عشق کی شفا ہی موت — غسل میت ہی غسل صحت ہی
ہیں بڑے وقت میں یہ اپنے رفیق — دل لگی انسے انسے صحبت ہی
بے وفا یار کا تصور ہی — کنج غربت ہی رنج فرقت ہی
جب سنا اک دھوسلا ہی نیا — ایسے غنچوں سے مجکو نفرت ہی
اینچ دیوانوں سے یہ ارچلنا — اوپری کوئی آدمیت ہی
روز ہی روز ہی یکیجے باتیں — ابھی تو بھولی بھولی صورت ہی
تم بھی یا خضر بو کھلا سے گئے — کیا جنوں غیر دشت وحشت ہی
یوں خوشامد سے کچھ گئے کوئی — سچ یہ ہی کتنا بیمروت ہی
لاکھ بار اس طرف سے گذرا تو — دفن جس جا شہید الفت ہی
تجھ در کنار یہ نہ کہا — مر گیا کون کس کی تربت ہی
یار صورت نہیں دکھاتا رند — کونسی زندگی کی صورت ہی

## رند موقع ہی عرض حال کرو
## یار تنہا ہی وقت فرصت ہی

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کے ساتھ شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
یہ بھی نہ دیکھے پھر کے کدھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا جو کشتہ چشم سیاہ یار
آہو مرے مزار کے نیزے کو چر گئے

رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے

دیکھے جو ہوشیار مین سو سو طرح کے رنج
غفلت کدے سے دہر کے ہم بیخبر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو اپنے خبر گئے

سنیو یہ سانحہ بھی ہی یار و شنیدنی
لے لیکے خط جو میرے کئی نامہبر گئے

کہتا ہی کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا
مدت ہوئی کہ مین نے سنا تھا کہ مر گئے

گلزار روزگار مین وہ خوش نصیب تھے
دامن مین اپنے جو گل امید بھر گئے

سمجھینگے اسکو ابر کرم سب گناہگار
ہم مشربن جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہبر گئے

فرقت مین نیل اشک کا عالم جو ہی سو ہی
دریا ہزار بار چڑھے اور اتر گئے

ڈوبے پہ جب چڑھے وہ زہرہ جبین چڑھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے

وقفہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر مین
رنگ نسیم ہم ادھر آئے ادھر گئے

ہم آفتاب بام مین ماہین چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جونے ثمر گئے

ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

## دیوان رند

جسکو کہ آنکھ ڈھونڈھتی ہی وہ کدھر گئے
ہم بیخبر کہان سے یہ بیخبر گئے

ڈھونڈھا کیے جنکو وہ ہوا سے کہان گئے
ڈھونڈھا کیے جنکو وہ ہوا سے کہان گئے

ڈھونڈھا کیے جنکو وہ ہوا سے کہان گئے

# دیوان رند

کیا کیا نہ سہین ہجر مین تجھ بن
موت آئے ایسے جینے کو ہم کیون کہین برا کیجے

سورج مکھی کے پھول کا عالم ہے آنکھ کا
یہ بھی تمھارے ساتھ پھری تم جدھر گئے

ناگفتنی ہے پوچھو نہ حال دل و جگر
کس سے کہون کہ کیا ہوئے دونون کدھر گئے

ہمراہ اشک دل تو لہو ہو کے بہ گیا
اور آہ مین گتھے ہوئے لخت جگر گئے

ہمراہ میرے رند بھی مٹھے کوئے یار تک
پھر ہم ادھر کو آئے میان وہ ادھر گئے

کمر پہ جیسے تری کاکل رسا آئی
وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

چلو خبر کو پہنچی ہین نہ دلربا آئی
ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی

نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
زبان کام دم عرض مدعا آئی

گئے جو عالم وحشت مین ہو کے صحرا ہم
تو روح قیس کی لینے کو مصطفا آئی

یہ بیحجاب ہو بزم غیر مین صاحب
تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی

مین بزم دہر مین یگانہ وار کیون نہ رہون
نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی

ہوا ہوا مین اگر ریش ابتو وہ خود بین
کئی جو سامنے سے آرسی حنا آئی

کریگا عزم تصرف تو دیکھنا وہ پری
پیادہ گھر سے نکلے سر برہنہ پا آئی

شہ دلین پڑھا بسم نہ بھر تو نکاح دلا
لبون پہ جان تو او بندۂ خدا آئی

وہ کون لوگ ہین بیگانے ہین جو اپنے ہوئے
ہمین تو غیر سے بھی بوئے آشنا آئی

خیال لعل مین جو دم گھٹ گیا تو صدق ہوا
ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

شب فراق کی کاٹے سے دم نکلتا ہے
الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی

دل صرا ہی رہتا ہے آئینہ روبرو ہر وقت
پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی

وہ گل نہیں چمن میں نوا سنجیاں کروں
کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچوں کے ہاتھ سے رونا ہو دیں کو
مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر اگر وہ ہو لب جاں بخش کا ترے
انجیل لا کے رکھدوں مسلمان کے سامنے

مرجاؤں حسرت لب جاں بخش میں اگر
لیجاؤں التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم جو یار خدایا نصیب ہو
مسجد بنا کروں میں کلیسا کے سامنے

اے حق پرستیو نہیں بھی یاں بت پرستیاں
بت بھی دھرے ہوئے ہیں مصلا کے سامنے

فرقت میں جب لیا ہے تصور سے میں نے کام
موجود کر دیا ہے اسے لا کے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
پھکوا دی لاش سر بر اکٹوا کے سامنے

قرط جنوں سے عالم آہن زبا ہے یاں
نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پھر ہونگے آج طور تجلا کے سامنے
پھر ہوگا یار جلوہ دنما آ کے بام پر

ہووے شب وصال سیہ یا سفید ہو
یکساں ہے چشم محو تماشا کے سامنے

دل کے مقابلے صف مژگاں سے دیکھ لو
دیکھے ہیں جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھوں میں اسکی خاک مبادا نظر لگے
آنکھیں کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائیگے حاجت پیچ و خم
لینا نہ بل کبھی لعت سمن سا کے سامنے

صاحب کو میں نے لکھدیا کیا خط بندگی
رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

دیتا نہیں میں داد کبھی کو فرط رشک سے
خط رکھ لیا ہے دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہوں میں جو جانے میں تعجیل کیجیے
اب جائیے گا لاش کو گھر لا کے سامنے

دھونی رمائے کونسے در پر ترا فقیر
کعبے کے سامنے کہ کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالائے یار ہے
رہتے ہیں ایستو عالم بالا کے سامنے

## دیوان رند

پھر طبع سخن دام کیسوئے تو کا ہے
پھر خواہش دل نذر اب و نا مسلمان ہے

ہو نور دو عالم شب افشاں پرو بر ہے
پھر حوصلہ تا تو گرا و چشم گریاں ہے

طوق سر پیشانی گلگوں میں مثل قمری
تا زلف رخ یار تو سر و خرامان ہے

حسن کا جو بیان ہوں نہ سکے مرتے دم
عجلہ بر گوں تک کے اکھارے میں پیلوان ہے

یوں بھلائی دے یاد مصحف رخسار محمد
حفظ کرے جو سبق سے کوئی قرآن ہے

اور دل سے تصور دھری رہتے ہے
لب شوخ جو سے زنار تو دل خالی

اب فرش میں سنبل پر و ریحاں ہے
ہر ذرہ کی حسرت پرور گلستان ہے

اوی سامنے بر وقت دھری رہتی ہے

## دیوان رند

ہوش اڑنا تو مجھے بیخبری رہنے دے
کر کے تصویر ہر اک حور و پری رہنے دے
پانچ نیچے ہو شور یدہ سری رہنے دے
ایک دیوانہ تو اے رشک پری رہنے دے
کور کورانہ مجھے نے بصری رہنے دے
تو مچھری تو رگ گردنِ دھری رہنے دے
ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے
کچھ تو ان پھولوں کی تھا لونمکی رہنے دے

ہیں تو ہر چند مبرا رہوں الفت سے رند
دل بھی تو مجھکو محبت سے بری رہنے دے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان چل دیے
ہم چاک کر کے اپنا گریبان چل دیے
تم آ کے بزمِ دل سے مری جان چل دیے
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان چل دیے
سیلابِ اشک کو سوں تلک موج زن کیا
روتے ہوئے جدھر ترے کریان چل دیے
ثابت رہا میں آج تلک اپنے قول پر
اقرار کر کے آپ مری جان چل دیے
دستِ جنوں نے حد سے جو بڑھ کر قدم لیا
دامن سے ہو کے چاک گریبان چل دیے

جلوہ مستور جاتا ہی شتاب اپنی تو بجلی
جاتے ہیں اپنے ہوش ہی ہوکر غریب نکل گئے

پردیون مین کرہوتے ہین خوار و غریب تر بے
شہرے تمہارے وعدہ تک بیجان نکل گئے

فرہاد یکسان محبت سستی نہ جانیے
ہوکر کھا تیشے ہاتھ سے تا لان نکل گئے

دیکھا جو تو نے آئینے مین اپنی لعف کو
حیران ہوکے تیرے پریشان نکل گئے

بیجان تو نے آکے جو انکی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقونکے مربجان نکل گئے

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوئے
بلبل چمن سے اوکل خندان نکل گئے

تاریک ہی جہان ہماری نگاہ مین
تم رخ کسن طرف مہ تابان نکل گئے

معلوم تھا کہ آج تو آئیگی اس لئے
ہم شام ہی سے اوشب ہجران نکل گئے

عشق بتان مین دشت نوردی جو ہمنے کی
تلوونکے پار غبار غلطان نکل گئے

پھر گیا ہے پر جہین تری امر محال ہی
قابو سے اب وہ ای دل نالان نکل گئے

ٹھہرا نہ کوئی سہر کو تجھ بن میرے سامنے
آگے ہے زال سام و نریمان نکل گئے

عاشق تمھاری لعف کے جاتے نہ بزم سے
سن سنکے گفتگوے پریشان نکل گئے

دیکھی جو دست برد تری ترک چشم کی
قزاق اہ کاک کے جانان نکل گئے

مدت ہوئی کہ تجھسے ہین سلسلہ ہمین
پھندے سے تیرے گیسو بیجان نکل گئے

کیسے رفیق آمد پیری مین جلدلے
منھ مین زبان رہ گئی حرف دندان نکل گئے

گرانقلاب دہر یہی ہی تو دیکھنا
روباہ بنکے شیر نیستان نکل گئے

فرقت مین خوش نہ آئی ہمین سیر باغ رند
گھبرا کے سوے کوچۂ جانان نکل گئے

کیونکر بنے گی ہمسے ملاقات آپکی
واللہ کیا ذلیل ہی اوقات آپکی

## دیوان رند

لاے شیخ ہم پہ دورخ سوفات آپکی
کیا خوبرو بھی ہوگئی بدحال بدحواس
کافی ثبوت اسکے قتل مین ہی بات آپکی
کیا آسمان بھاڑ کے ٹھگلی لگائے گی
صاحب اوبھر چلی ہی بہت کائنات آپکی
چھلا نکلدے دیا کرون شیخ نقد کو
انگلی بھی سرخ ہوگئی ہی ہمسے مات آپکی
کب بھولتے ہین لطف شب وصل کی ادا
کیا کل مزے اڑا گئے ہین بوس و کنار کے

## دیوان رند

رہنے نہ دیگا گور میں بھی اضطراب دل
ہونگے نہ استوار جو تختے مزار کے

آیا ہے تنگ دام میں بے لغزشوں کے مرغ دل
ٹوٹے چھوڑ دے اسے صدقے اختیار کے

میخوارياں کہیں سیاہ تر اس بادہ نوش کے
دیکھے نہ لطف بارش ابر بہار کے

وہ رشک گل موج گیا سیر باغ کو
دونے منگاؤں کس کے لئے پھول ہار کے

یہ بھی ہے سرد مہری جانان کا شعبدہ
لرزہ شریک ہی نہ ہمارے بخار کے

سینے میں نقد دل کا میں پاتا نہیں پتا
ڈر دھر نا لوہ گیا مال مار کے

یہ ناوک انگنی ہے فقط میرے دم تلک
پچھتائیگا آپ بہت مجھکو مار کے

ترکش کمر سے کھولکے پھینکو گے مہ نخشب
رکھدو گے تم کمان کا چلہ اتار کے

نامہ تڑپ کے گر نہ پڑے نامہبر کہیں
مضمون لکھے ہیں میں نے دل بیقرار کے

کس دن بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ
ارمان نکلے کب دل امیدوار کے

پایمن چومیں نے دامن دولت کی تا کہیں
سونپا لحد میں چین سے تانگیں پسار کے

کیوں دور تا ہو ہاتھ گریبان کی طرف
شاید جنوں قریب ہیں یا دامن بہار کے

دشمن ہوا ہے دوستی میں تیری اک جہاں
در پے ہیں میرے کر دوں مری کایا اتار کے

ہر دم زبان پہ رہتی ہے لذت شراب کی
چوسے ہیں جیسے ہونٹھ کسے بادہ خوار کے

ای رند جلتے جلتے کلیجا جھلس گیا
دل میں چبھے تھے جو غمزہ نسے یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہے
وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہیں ہے

نہیں ہیچ جہ اپنی آہ و زاری
مجھت یار سے کیونکر نہیں ہے

اگر گرو تو شوق سے خنجر گلے پر
سر کسی جا کے یہ ایسا سر نہیں ہے

یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے

نکلجائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمہارے

بتو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہے ہمارے تمہارے

ملے تیغ ابرو تو کاٹوں سنگلے کو
سمجھتے لگا ہوں اشارے تمہارے

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز
بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے

مین سب چکا ہون ندو مجکو چھوڑے
چھٹے ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

مزا جذب الفت تمہین کھینچ لایا
اشہر کچھ ہوا دل مین بارے تمہارے

قسم سرمہ گین چشم کی کھا چکا ہون
نہ لیونگا مین نے پکارے تمہارے

ہوا ہتوے پر وہ راز محبت
چھپاکب چھپائے سے پیارے تمہارے

بہے عشق مشہور شہر و دنین بھائی
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے

ادا نار عشوہ تبسم تکلم
سب انداز مین پیارے پیارے تمہارے

وہ روٹھی ہو تم کاکل و گیسو یارے
نہین مانگتے نانی نارے تمہارے

محبت کی کیا ہو مین وہ تر نگین
نشے رند نے سب اتارے تمہارے

## دیوان رند

جب صبا لیکے اس حور کے چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جرم کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

کونسا غنچہ دہن گر کے کھلی اکر
بوے گل تجھسے حباب اپنے آتی ہے

سال آیندہ ملک نیست اگر یاتی ہے
محو کشتو فصل محو و خاص و عبو آتی ہے

یاد کرتا ہے بھی تو موت ہے عاشق کے لیے
دم اکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

صبح ہوتی ہے نہ کشتی ہے شب تار فراق — نیند آتی ہے نہ عاشق کی قضا آتی ہے

پہ بپا کوچے کا اس حور کے حسن کھڑا صد — کون نہیں جلتی ہے جنت کی ہوا آتی ہے

قتیل ناز سے حیا ہیں کہیں وہ چھپتا — لیلیٰ آتی ہے مگر رو بقفا آتی ہے

خواب شیریں ہے میں آگاہ نہیں ہو جو سے — آنکھیں کروٹ میں جب نیند ذرا آتی ہے

پوچھتا کیا ہے میں جا کر جو مسیحا ہوتے — آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہے

کیوں نہ پژمردہ ہوں گل ہو گئے اک قند — میرے گلزار میں لوں بیٹھ کے صبا آتی ہے

حسرت لطف اسیری سے ہے بلبل بیتاب — نالے کرتے ہیں صیاد کو چلاتی ہے

ربط ملمس کا کیا گلبدنوں سے پیدا — کیا لگاوٹ تجھے اے عطر حنا آتی ہے

یاد آتی ہیں تو می گریباں و شعلہ ملوس — دل پھنکا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہے

لال ہو جائے نہ کیوں صورت انگور گل — باغ میں جا کے صبا آگ لگا آتی ہے

کوچہ زلف میں جاتی ہے مضامیں کے لیے — راہ پر اپنے اگر فکر رسا آتی ہے

داغ کھایا ہے کسی گل بدن نے کوئی گل تو را — باغ سے نالہ بلبل کی صدا آتی ہے

کس گنہگار کے مرقد پہ یہ ہوتا ہے عطا — توبہ توبہ کی جو مرقد سے صدا آتی ہے

لے میں خود کو پہ جلا دکو ای موت بلا — میں ہو آتا ہوں ترے پاس کیا آتی ہے

اک نظر بام پہ اوبت نظر آجایا کر — دیکھنے کو ترے اک خلق خدا آتی ہے

سراہا تے ہو منھ سے نہیں کچھ فرماتے — جان لکنت ہے زبان میں کہ حیا آتی ہے

ہے یقین باغ مزار و ضہ رضوان بیجا کے — سیر کے واسطے اک حور لقا آتی ہے

یوں بچھڑ کر تے ہیں کاندھوں پہ دوپٹے ڈالے — رو برو میرے سے جب آتے ہیں حیا آتی ہے

نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش جسمو — یا فقط آنکھ ہی غصے کی دکھا آتی ہے

## دیوان رند

یار آتا ہی پر آتا ہی دل کو نہ یقین مجھسے
یاں بھیجے خبر پیشتر اوں نامہ بر آئی

اعجاز جنوں ہی ہو چلا میں سوے صحرا
زنجیر مرے پانو سے از خود اتر آئی

دو لاکھ کا عالم ہر اک فرقت میں ہیشہ
خالی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کے برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور لے اثر آئی

الفت تری اے روح روان جاتھی ہر دم
آمیز ہوئی خون میں رگ رگ پہ رگ آئی

دن وصل کا موقوف تھا اک رات پہ لیکن
اندھیاری بھی اوغیرت شمس و قمر آئی

پوچھو نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی

دل کستا ہی کیوں پیتے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو میں جلتا ہی منافق کی طرح رند
سینے میں بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسوں میں مرے یار کی لیکر خبر آئی
مدت میں تو او باد صبا راہ پر آئی

رکتی نہیں روکے سے کسی پہ اگر آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت جدھر آئی

دون اس دل مہجور کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

بیوجہ ہر اک بات میں شر کرتے ہو صاحب
کچھ خیر تو ہی آج طبیعت کدھر آئی

الحمد ہوے وصل کے سامان
لے شاد ہو دل مدت ہجران بسر آئی

رکھونگا عزیز اسکو رگ جان سے زیادہ
بعد اتھ مرے وصل شب چار دہ کر آئی

رنج و غم و اندوہ کے نرغے میں ہیں یارب
کس کس سے اکیلا میں کروں عہدہ برآئی

بچتے ہیں گنہگار اگر رحم کرے تو
پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پہ آئی

ہشیار ہوے ہیں کہ وہی بیخبری ہی
کچھ بیخبروں کی نہ تمہارے خبر آئی

## دیوان رند

کیا دل میں ترسکی آج پہ رشک قمر آئی
دیکھا تو سراپا فقط اک نور کی تحریر

بازو و مچ مو جھاڑ گلابی نظر آئی
باقی نہ رہا دل میں تو اک قطرۂ خون بھی

ہشیار ہو تو بیت تری اب او جگر آئی
باعث نہ کھلا رند پریشان کا بجز

کیوں مضطرب الحال نسیم سحر آئی
دیکھی نہ تم آنکھ سے عدم سے وجود کی

## دیوان رند

جب سے کرنا گام تجھ کی شب فراق
تسبیح سا رہی رات پڑھی یا درود کی

چنگاریاں ہیں آگ کی گلشن باغ دہر
پھلتی کبھی ہو سنبل پیچاں پڑو دکی

آتے ہیں دور دور سے مشتاق ہو کو تو
کیا رفتہ رفتہ حسن نے تیرے نمود کی

مانند نقطہ کی حرکت ہوئی نہ اک قدم
پرکار وار سیر کی چاروں حدود کی

ہم سوختہ دلوں کے مسلے ہوئے دماغ
خوشبو جو پھیلی آپ کے حقے کے دود کی

جا کر شریک برق ہوئی آہ سینہ سوز
بدلی بنی فلک پہ مرے دل کے دود کی

سینہ مرا جنازہ ہو دل میں مردہ ہو
واجب ہوا نماز پڑھوں نے سجود کی

گر دشمن ہیں آسمان ہو سیری خدا کے ساتھ
ہاتھ آگئی ہو میرے لجام اس کبود کی

قدرت خدا کی بات نکالی تو منہ سے میں
بیٹے ہیں اب وہی مرے آگے نمود کی

مرا پتا کسا ہے جو پوچھا تو کہہ دیا رند
اپنے ضرر کی کی بد اندیش حسود کی

---

پلے نہ درد بھی ساقی سے یا شراب ملے
مرے سوال کا کیا دیکھیے جواب ملے

شگفتہ رو ہوا اسکی مجھے ثواب ملے
دلا کون غنچہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب ملے
پیوں نہ زہر اگر کیفیت شراب ملے

ازل سے آنے دیا ہی جسے جو زیبا تھا
گلو نکو رنگ تو سنبل کو پیچ و تاب ملے

کبود چرخ کیے لاکھ تیز رفتاری
رکاب سے تری ممکن نہیں رکاب ملے

وہ تلخ کام ہوں تبدیل ذائقے کے لیے
ملا دو زہر بھی تھوڑا جو شہد ناب ملے

فلک کی چال نہ چل اہ مہ سپہر جمال
بہت سے خاک میں گھر خانماں خراب ملے

گلو نے خشک ہے جاوید جس کے قتل میں
لہو کربلا کی طرح تیغ میں نہ آب ملے

پھر کھینچتی ہے الفت بت دبر کی طرف
لو سا کنان کعبہ ہمارا سلام ہے

اجماع میکدے میں ہے مثل مقیدۂ اجماع
اصحاب بادہ خوار ہیں سنی امام ہے

ثابت ہوا کہ خلوت خاص اسکی گور ہے
میدان حشر یار کا دربار عام ہے

زوجین متعلم ہیں جو شہید ان عشق کا
دار السلام یار کے کوچے کا نام ہے

قاصد تجھے یقین نہیں تیری بات کا
جھلی ہے خط در وغ زبانی پیام ہے

دل ہے ورد انہ گیسوئے جانان کے شوق میں
مرد غریب راہ رو ملک شام ہے

باہم ہزار صحبت ہمجنس کیوں نہ ہو
وحشی غزال دشت میں مجنوں کے رام ہے

سرو چمن بھی بندۂ آزاد ہے تیرا
جس کے شکم میں لالۂ داغی غلام ہے

لینا نہ ساغر مے کو تو بھی اے خدا سے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہے

بھٹکا کوئی غریب صحرائے عشق میں
ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہے

یاں ہر گدا کو آکے ہوئی سلطنت نصیب
چند اپنے دشت کا یہ ہما جا کہ نام ہے

دو دن کا تو جواب ہے اے دوست صبر کر
آگے ہے قول تعالی ہی اب بھی کلام ہے

مشتاق اضطراب اسیری ہے تو اگر
صیاد دیکھ لینا یہ میں جون تو دام ہے

مرجانا زہر کھا کے ولا قصہ مختصر
انجام کار عشق بت سنبر خام ہے

سجدہ ہے عاشقو نکا وہاں جا بہ سو درست
کعبہ ہمارے یار کے کوچے کا نام ہے

دشنام ہر سخن میں ہے شکوہ کر ہے ہر قدم
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہے

دل ضبط غم کرے جگا مگر قدر حوصلہ
اتنی ہی ہے سمائیگی جتنا کہ جام ہے

جا بر نہ کھو مذمت رندان بھی دعا
مثل شراب غیبت مومن حرام ہے

السلام غیب ہے مرا ہر شعر طبع زاد
قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

## دیوان رند

کمنٹاز کو تو تعلق الحقان کرے
بن کہ شیا نہ بلبل چھو اکان بچو لے
اسا اجا سا نگ بان بان کرے
پر رنگ زرد چوں شاک فغان کرے
اگر من نے بلبل ہوا آسمان کرے
کہ لگا لیے ہوا

پکے شوق شہادت کیسے تاکے مجھے
شکار یار پہ یہ جان ناتوان کر دے

لحد پہ چاہئے تعویذ مجکو کیا اوچرخ
نشان قبر بھی ہیکس کام کے نشان کر دے

عجب ہو رہنمائی چشم مست یار سے کیا
یہ ترک بند اگر راہ کاروان کر دے

لگیگی دیر لغافے کے چاک کرنے مین
زبانی مطلب خط نامہ بریان کر دے

دشنہ بکام شہادت بھی ہو چکے سیراب
گلے پہ آب دم تیغ کو روان کر دے

جنونِ عشق ہو گر یہان تنک ہوتا ہون
مین تار اسکے اودون قبر و سجیان کر دے

بڑا ہو سابقہ اُس سے جو رند دم بھرتا ہو
حقوق خدمت صد سالہ رائگان کر دے

خیال اور کچھ اسی رنگ پر ہوتا ہی
خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہی

خواص مجھسے ہین اسکے فقیر ہوتا ہی
چنون سمجھتا ہون مجکو غرور ہوتا ہی

شباب یا عجب فسق و فجور ہوتا ہی
گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہی

ند یکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ
معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہی

عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اسکو
چراغ گل مرا اخگر شعلہ طور ہوتا ہی

یقین ہوتا ہی لوٹے کو آرسینے کے
جو بیقرار دل نا صبور ہوتا ہی

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ
نشور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہی

خدا نصیب کرے موت ایسے جینے سے
مزا ہی بعد فنا وصل حور ہوتا ہی

کسے ہین دل لے بھی پیدا خواص شیشے کے
ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہی

گلی مین یار کی نالان ہین نکیون عاشق
چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہی

تمام زندے لرزتے ہین جسکی وحشت سے
وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہی

## دیوان سوم

مضمحل روز بیا ہو لے ہیں اس کو چمن
فتنہ پرداز یان کا فر کی ادا کرتی ہے

رنگ گل سے نہ لگا آگ چمن میں ہر سو
آتش افروز یان کیوں ہا رصبا کرتی ہے

نیچی نظروں سے ہی کرتا ہے وہ عالم کو تباہ
شعبدے باز یان آنکھو میں حیا کرتی ہے

ایک مضمون ہیں نیرنگ کا بند صاحب سے
کیوں تو کوتاہیان تو فکر رسا کرتی ہے

تیغ زبان کے برابر ہے اثر میغی کا
کار شمشیر زبان نیغ ادا کرتی ہے

کیوں لبھاتی ہے مرید لکو تو او فندق کا
کیوں جہانمیں مجھے انگشت نما کرتی ہے

شمع سان ہڈیاں جلتی ہیں پس مرد ن بھی
کام گلگیر کا منقار ہما کرتی ہے

دل بیمار شفا ہو گی ہر اسان نہو
بال کھولے ہوئے وہ حور دعا کرتی ہے

گرد باد اپنی گلی میں نہ سمجھنا قاتل
روح ہو طوف مزار شہدا کرتی ہے

بیڑیاں ہو گی میں نسبت کی مرے حسرتیں جنون
ہر برس پانو میں زنجیر نئی کرتی ہے

پیرہن بھار کے ہو رشک سے عریان ہوتا
گل کو بھی تنگ تری چست قبا کرتی ہے

باغبان دشمن جان گھات میں ہر دم صیاد
بلبل اس باغ میں کیوں زندگی کیا کرتی ہے

وہ ہے آئینہ ہو جب دیکھو او آرایش ہے
زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہے

شوق نظارہ دیدار میں تیرے ہر دم
جان آنکھو میں مری رقص ہوا کرتی ہے

زرد گی یہ ہوا باغ کی دیکھو او نرگس
چار دنکے لئے کیوں نشو و نما کرتی ہے

تنگ کرتی ہو مجھے گو شب ہجران ہر روز
سامنا آکے مجھی سے پہ ادا کرتی ہے

بد تر از مردہ تو فرقت نے بنایا اسکی
کیوں پس و پیش اب آنے میں قضا کرتی ہے

ہو مرے سر میں جو سودائے بیان کر دی
خود بخود پانو ں کی زنجیر بلا کرتی ہے

چھوڑ کر سب خس و خاشاک چمن وا ہے نصیب
آشیانے پہ مرے برق گرا کرتی ہے

## دیوان سوم

چمکی پرچم کی جو بجلی بسمل پر بجلی
ڈی دھوم اوہ کا ل پر بجلی
ابی جانو نی بجھو کھائل پر بجلی
شب ہجر ن بنا کہ بجلی

# دیوان رند

الفت کے لفظ پر ہی وجہ پریشانی ہوئی
خانماں ویرانی کی وہ چشم سیہ بانی ہوئی

اے بیاری ابر رحمت لے نہ کی ایکی برس
مزرع امید اپنی خشک سے پانی ہوئی

کاٹ دی برسات ساری سکے سائے کے تلے
پوستین کہنہ درویش باارانی ہوئی

جا پہونچا کیا یاران عدم رفتہ کے پاس
سندرہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو ہبر واشد طبع گرفتہ سیر باغ
اور سنکر نالہ بلبل پریشانی ہوئی

خلعت عریان تنی بستوں نے پہنا چوبدن
ٹھیک تیرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی

ناخدائی بحر الفت کی ہے زیبا عشق کو
لیگیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی

ہو چکا تھا میں سبکرو جان عالم میں شمار
سل مری چھاتی کی تو کیوں گرانجانی ہوئی

ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چاردہ
روز روشن سے شب تاریک نورانی ہوئی

روح کو جسم مثالی العبد مردن بھی ملا
ہم سے باقی جو شوخی فانی تھی وہ فانی ہوئی

شوق حیرت سے میں خود حیرت کا پتلا بنگیا
عمر ساری آئنہ سان صرف حیرانی ہوئی

کشور دل کو دیا تاراج کر کے بیچ پیچ
عشق تیرا نام کر کے ہاتھوں عالم ویرانی ہوئی

صدمے پر صدمے اٹھائے درد سر کے عمر بھر
پر کبھی آلودہ صندل پیشانی ہوئی

بہتر تین جبکہ افشاں اسنے ماتھے پر چنی
چاند سے افزون ضیا رو کے نورانی ہوئی

سیکڑوں مثل زلیخا ہونگے مشتاق جمال
دھوم تیری مصر تک اے یوسف ثانی ہوئی

خط نے مصحف دیا رو کی کتابی کو ترے
نئے تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی

عالم برزخ میں بھی مر کر بھی زندہ ہو عین
روح باقی ہو جو شوخی فانی تھی وہ فانی ہوئی

حسن گندم گون کی الفت کے اثر سے عبد مرگ
لوح تربت تھی جو سنگ سرخ کی دھانی ہوئی

ہو سکا کیسے نہ چرباتک شبیہ یار کا
آج کیا وہ دست کاری تیری اے مانی ہوئی

آج اس گل سے کیا دعوے نہ ہمچشمی کا
شہر سے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے

یاد ساقی مین کسے ہوش ہے میخواری کا
خون دل پیتا ہون مین ساغر و مینا کیسے

کیون نہ اغماض کرون حسن پہ چشم بد دور
ناز و انداز و ادا ہین تمھین پیدا کیسے

بار عصیان سے ہوا ہے مرا مردہ بھاری
دیکھئے اٹھتا ہے یارب یہ جنازہ کیسے

پیش ازین رند خراباتنشین تھی چھدے
بنکے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

سنی سرگوشیان غیرون سے اشارے دیکھے
آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے

رنگ و چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
جسنے ان آنکھون سے جور و ستم سارے دیکھے

قول کے چھلون کی اللہ رے کافر خوشی
پہنے سو مرتبہ سو بار اتارے دیکھے

رد صحبت نہوا ایک مریض فرقت
ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے

پانون ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلائین ابھی
ہتھ کھنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے

بوالہوس ہین کوئی عاشق صادق ہاتھ
چاہنے والے جو دو چار تمھارے دیکھے

دل تو کیا جان بھی کی نذر ترے اے جوبن
حوصلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے

رند سے جلتے تھے اقرار ہوے اے برعکس
قول سے فعل خلاف اپنے سارے دیکھے

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارونکی
پوچھتے کیا ہو مصیبت مین گرفتارونکی

غولکے غول ہین ذکا نوپنہ خمارونکی
مستیان کرتے ہین بن آئی ہے مخمارونکی

مرتے ہین بنکی ہے جان پہ بیچارونکی
خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی

تیغ ابرو کے مضامین ابھی کرتے ہین تلاش
راہ چلتی ہے مجھے دھار پہ تلوارونکی

## دیوان رند

روح تحریر ہے صورت سے جدا کارونکی
عشق بازون سے مجھے ڈال دیا زندون مین

جسکو دیکھا ہون ہمارے گنوارونکی
جسکو دیکھا ہون ہمارے گنوارونکی

ہون اسی دن سے گرفتار ادا کارونکی
ہون اسی دن سے گرفتار ادا کارونکی

اس نے لف و رسا مین ابھی کرکے تلاش
اس نے لف و رسا مین ابھی کرکے تلاش

ہی تو نیچے ہے بھلا تیغ کے گھنگارونکی
ہی تو نیچے ہے بھلا تیغ کے گھنگارونکی

زیبنی سر کے ہمارے دکھا دیجو ذرا
زیبنی سر کے ہمارے دکھا دیجو ذرا

قتل کی کھیل سے ہی ہاتھ کے دھو بیٹھے ہین
قتل کی کھیل سے ہی ہاتھ کے دھو بیٹھے ہین

لاش بھی ہوگی نہ ہمارونکی
لاش بھی ہوگی نہ ہمارونکی

قتل کرکے ہمین ہو ہو کے پشیمان بولے
قتل کرکے ہمین ہو ہو کے پشیمان بولے

ہم نے کیا کی تھی تمھارونکی
ہم نے کیا کی تھی تمھارونکی

بولون

## دیوان رند

کیوں نہ ہر پژمردہ تو ای غنچۂ گل خیر ہو
یارب اعمال کی اپنے یہیں ہو جائے جزا
لب شیریں سے ترش ہو کے کہے تلخ کلام
گل فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہو
تو خراماں ہو تو ای رشک سہی تم چلیں
کیوں نہ بدل ہو ئی رنگت ترے خسار و نکی
حشر پر کیسی تعزیر گنہگاروں کی
قدر سرکار نے کی خوب نمکخوار و نکی
جنسے بو سو نکی ترے اسے ہو ئے تکرار و نکی
چال پیدا ہو تو ای بت میں بھی سیار و نکی

رند کہتا نہیں کچھ حال تمہارا کیا ہے
زرد سے ہو گئے ہو شکل ہے بیمار و نکی

ہجر کی رات کسی طور نہیں ٹلنے کی
کیا عجب ہے جو گردوں میں شگوفا کر
ہجر میں بسکہ ملے دوست تاسف ہم دم
ای جنوں خانہ نشیں سے رخصت ہو مری
یار سے وعدہ ملاقات کا ہے بعد وال
عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا روگ
بات ہو بازی شطرنج محبت نہ دلا
نور کو میرے سیہ خانے سے رہتی ہے گریز
سوگ اتنا تو رکھا یار نے مجھ عاشق کا
قرص کافور سے کب ٹلتی ہے یہ تپ ہلکی
قوپ تا صبح قیامت بھی نہیں چلنے کی
وہ شجر ہوں جسے امید نہیں پھلنے کی
خو جو ئی ہے کف افسوس مجھے ملنے کی
فصل پہونچی ہے صبا کو نکل چلنے کی
دو پہر آج کسی طرح نہیں ڈھلنے کی
پل گیا کس کو تو تخ تھی مرے پلنے کی
مین کہ کہتا ہون یہ چال نہیں چلنے کی
شمع روشن کروں ہر چند نہیں چلنے کی
پان کھانے کی قسم کھائی اسی ملنے کی
مہر کے طور سے عادت ہے مجھے ٹلنے کی

بیٹھے بیٹھے ہو کیا منزل ہستی مین رند
کوچ درپیش ہے تیاری کرو چلنے کی

کر چکے جلد میرا کام تمام
دیر کیوں ہجر یار کرتا ہے

یار کو بر خلاف مجھسے فلک
ہائے پروردگار کرتا ہے

ناز تیرے ہیں سب اٹھائونگا
غمزے کیوں مجھسے یار کرتا ہے

چھپکر در پردہ جان عاشق سے
اس پری کا ستا در کرتا ہے

دام گیسو میں مرغ دل ہیں اسیر
گھر میں بیٹھا شکار کرتا ہے

کیا کہوں دل پہ کیا گذرتی ہے
جب یہ ستمگر یار کرتا ہے

آج فرصت نہیں کل آئینگے
تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دے چکا ہے رند
جان بھی اب نثار کرتا ہے

## دیوان رند

دی جان محبت میں کسی شوخ حسن کی
سونگھینگے ملک آنکے بو پیرہن کفن کی

سن آئے خوش الحانیاں کس غنچہ دہن کی
سنتی ہے جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی

خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانئے کیا کیا دل عاشق سے کریگی
ہر بار کی شوخی ترے بیباکیہن کی

انکار ہی تکرار ہو اک بوسہ لب پر
منحوس بنا تھیں تیری نے دہن کی

اس کاکل مشکین کا جو ملجائے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو ختا اور ختن کی

ہمچشمی کا دعوی کہیں کل اس سے کیا تھا
سنتا ہوں کہ آج آنکھیں نکلوا ہیں ہرنکی

کم بادہ بہاری سے نہیں یار کی رفتار
ہیں قدم یار سے رونق ہے چمن کی

حسرت لیے جاتے ہیں ہم اور مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی

## دیوان رند

گر جاؤن مر کے بن کسی کوچے مین کاشکے
جاگین نصیب تجھ کو لحدین میری لاشکے

لیچل یہانسے وحشت دل اب کسی طرف
اہل وطن محل مین مری بود و باشکے

کب جامہ زیبون کا یہ آگے خیال تھا
انسان کر دیا مجھے اوبت تراشکے

ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب
ٹکڑے اڑینگے کوچہ قاتل مین لاشکے

ناحق بدل تھی ہجر کی شب اس ملک کی یاد
کیا کیا اٹھائے لطف جگر کی خراشکے

لوٹیگا مفت دولت دیدار مہربان
ہتے چڑھے جو آپ کسی بدمعاشکے

عاشق بنے تصدق خوبان کے واسطے
ہم لوگ آدمی نہین پتلے ہین ماشکے

خضر و مسیح گور تلک ساتھ ساتھ تھے
اللہ رے مرتبے ترے کشتے کی لاشکے

ہو گنجفے مین دہر کے ہر فرد بیمثال
انسان کھائی دیتے ہین کس کس قماشکے

بہتر ہو زیست مرگ سے فرقت مین یار کی
اس زندگی سے موت ہی آجائے کاشکے

سیماب اشک خون سے کہتا ہے ہجر یار
ٹکڑے بھی لا بہا کے دل پاش پاش کے

موت ایسی سب کو چاہیے والو نصیب ہو
قاتل بھی ساتھ ساتھ ہو عاشق کی لاشکے

خالی نہین تکلف دنیا سے فقر بھی
گدڑی مین اپنی ٹکڑے دو چار تاشکے

ڈھونڈا ہے کس نے یاس سے کیا راہ رند کا
قائل ہین جستجو کے مقرر ہین تلاشکے

نہ یاد دہان و کمر جائیگی
یونہین عمر اپنی گذر جائیگی

بھی کب تلک چشم تر جائیگی
یہ ندی چڑھی ہے اتر جائیگی

ذرا دہ ہوا وصل سے اشتیاق
طبیعت مین سمجھا تھا بھر جائیگی

نہ دیکھے ترا دل یہ ممکن نہین
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی

## دیوان رند

کیا کہون کس طرح گذرتی ہی — دن کو فریاد شب کو نالا ہی
نت مرون زمانہ کہتا ہی — نام کیا آپ نے نکالا ہی
آکے آتی ہین قاف سے پریان — کیا موثر تمہارا نالا ہی
اے نی زلف یار سے بچنا — وہ گیا مجکو یہ وہ کالا ہی
نکلے پڑتے ہین آنکھ سے آنسو — کس کی زنجیر کا یہ تالا ہی
مار ڈالیگی بیہوشی ستم — مین نے ان ہوشیارون کو پالا ہی

کس شہ حسن پہ فقیر ہوے
رند کیسا یہ مرگ چھالا ہی

## دیوان رند

اپنا محبوب اپنا دلبر ہی — خواہ جلاد یا ستمگر ہی
جب سے رنجیدہ مجھسے دلبر ہی — خاطر آزردہ دل مکدر ہی
حال درد جگر سے ابتر ہی — کچھ نہ کچھ کو وقت میرے دلبر ہی
اسکے درویش باکمال ہین سب — ایک اک بوعلی قلندر ہی
قد دلدار کو کہون طوبے — سرو شمشاد یا صنوبر ہی
ہوش دو دو پہر نہین آتا — بیخودی بیشتر ہوا کمتر ہی
ہو تعلق سا قلق مرے دلکو — دم کی مہمان جان مضطر ہی
ماتم دل مین یون گذرتی ہی — دست اور سینہ سنگ اور سر ہی
زخم ہین دل مین یا جگر مین داغ — شکر ہی شکر جو ہی بہتر ہی
کیا کہون تجسے حال زخم جگر — چار دن خشک چار دن تر ہی
صاف رکھ دل کو ہم فقیرون سے — خاکساروں سے کیون مکدر ہی

چمن میں بھی ہوا نے صحرا میں بھی
کہیں بھی نہ تفریح حاصل ہوئی

کلائت چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری ابتو شامل ہوئی

قدم رنجہ اس نسیم تن نے کیا
یہ دولت مصیبتوں سے حاصل ہوئی

طبیعت رہی اپنی وقت پسند
وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی

دکھایا جو جوبن شہیدان نے نیک
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

کہو کچھ وہ لیجائیں اپنی طرف
یہیں بات کرنی بھی مشکل ہوئی

تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا
خطا اتنی مجھسے تو قاتل ہوئی

یہ ہیں تیوں بیماریاں جان کیساں
محبت ہوئی دق ہوئی سل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اس کا فرند
پری جیسکہ لیلی شمائل ہوئی

## دیوان رند

کمر نظر اسکی عطا پر تو حسنا سے پہلے
خوف کو دل مین جگہ ہے تیرے پہلے

ہیچ تھا نابود ہوا ہو مین فنا سے پہلے
مرچکا اسی ملاک ملوث قضا سے پہلے

سامنے تھا نہ کسی لف رسا سے پہلے
مین نہ گاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یون ٹھکراتے تھے تم کو غریبان کو کبھی
بچکے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے

کون کہتا تھا ترے قد کو بھلا سرو روان
کسنے تشبیہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل کبھی
تھوڑے تھوڑے سہوجاتے تھے حیا سے پہلے

کوئی تھوکا جو کبھی تاج سے اچھا ہے
پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی مرے ہونگے تلف
اڑکے آئیگا سگ یار ہوا سے پہلے

تھی نہ پابندی عشاق متین مد نظر
رہروکب چلتے تھے اس نوع ادا سے پہلے

# دیوان رند

ہوا نہ سامنا دنیا میں کس کس آفت کا — دو روزہ زندگی میں سو کروں ملال ہوئے
خیال آتا ہے جب دم الجھنے لگتا ہے — وبال جان کے لیے بنے لیے وبال ہوئے
پڑے ہے ہم سے میں بل تو رہے پہ جب دیکھو — بڑا غضب ہوا صاحب جو تو خوش حال ہوئے
قفس میں طاقت پرواز اگر کبھی صیاد — یہ منت ہو کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے
شب وصال کا کیا ماجرا بیان کروں — نہ پوچھیے یہ حقیقت عجب حال ہوئے
سوال کرتے تو کہہ بیٹھا آپ سے بوسہ کا — میں زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے
کبھی جو بیٹھے اٹھتے ہم اسکی گلی میں کبھی — وفور ضعف سے غش آ گیا نڈھال ہوئے
سنیں جو آپکی سر گوشیاں رقیبوں سے — ہزار رشک ہوئے کیا کیا نہ احتمال ہوئے
ہوگا ہمساز مانے دو سر اغ دوست — کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے
بتاؤ کس سے حق آشنائی صرف ہوا — تمہارے واسطے کس کس کے غیر حال ہوئے
عجیب حال بنا عارضے پہ فرقت کے — کبھی تو ڈھال ہوئے اور کبھی بحال ہوئے
دیا ہے عارض جاناں پہ خال نے جو حسن — تل اس طرح کے بھی چہرہ پہ خال خال ہوئے
وہ شوخ کرتا ہے منصوبی لگاکے شوخ آنکھ — کوئی پھنسے نہ پھنسے ہم تو پائمال ہوئے
مریض آپکے فی الجملہ رو بصحت ہیں — سنا ہے اگلی بہ نسبت تو کچھ بحال ہوئے
دعائے مغفرت انکی کرو اٹھا کر ہاتھ — تمہارے ہجر میں جن لوگوں کے ملال ہوئے
سوائے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا — لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے

لگا کر لے ہیں مجذوب کی طرح سے بٹہ
سنا ہے رند بھی درویش باکمال ہوئے

لیلیٰ کے دن اپنے پورے کر چلے — تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

پڑھ کے قرآن ہو مری روح کو بخشے تو ثواب
چین آجائے مجھے گور میں راحت ہو جائے

یک قلم درج ہیں حسن یکجا کے اوصاف
میرا دیوان ہے کیوں کان ملاحت ہو جائے

اپنے بیمار کے گھر چلیے کسی حیلے سے
تپہ چھٹا نہ رہے اسکی عیادت ہو جائے

دم نکلجائے جو فرقت میں تو بہتر ہے ورنہ
بات رہجائے تری نفع ندامت ہو جائے

ماہ سے عیسیٰ سے بجت کا جو سیکھے لے
ظاہر ہو جائے مریجان پہ آفت ہو طبیب

سرو قد گر میں اٹھتے تو بدلے زانو
میری تعظیم علی مراتب ہو جائے

تھا زلیخا کو نیا مژدہ وصال یوسف
مجھکو بھی عالم رویا میں اشارت ہو جائے

اپنے یوسف کی جدائی میں تعجب کیا ہے
مثل یعقوب اگر ضعف بصارت ہو جائے

کیا عجب شیدہ چشم فسوں سے اگر
سحر کو رشید اعجاز و کرامت ہو جائے

سسکے آواز مرے رونے کی صحرا کے کہا
یا الٰہی سے صوت آئے یہ غارت ہو جائے

اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت پہ فقیر
گالی یا بوسہ جو دیدیا ہو ندامت ہو جائے

ہاتھ سے اس فتنہ دوراں کے اٹھا گا کیونکر
حشر برپا ہو اب اسمیں کہ قیامت ہو جائے

آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہے اے رند
دیو بھی ہو تو اسی ضعف نقاہت ہو جائے

## دیوان رند

مشتاق شہادت سے کہا انصار نے تجھ کو
ہاں تجھ پہ فدا ہونے کی دور نہ کی کا تو نہ
بن جوش میں آتا ہے تو قاتل کو تڑپنے
حرت سے تڑپتے ہیں تجھے دیکھ کے قاتل

عاشق کی طرح آپ میں دیوار کو تکتے
کس میٹھی نظر سے میں تجھے یار کو تکتے

میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے
ہم چاک قفس ہی سے ہیں گلزار کو تکتے

کس رشک سے ہیں صورت بیمار کو تکتے

نظر لطف سے دیکھو ایسے کچھ مسکین ہو | آنکھ بیمار سے کیون اپنے سیحا بدلی

سنر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند
چتون اس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

رشک الفت کم ہمین کچھ کاٹ سے شمشیر کے | کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
رشک تا ہی دست مجھے طالع پاس نخچیر کے | بنکے تو وہ رہگیا آگے جو تیرے تیر کے
صفحہ کردیگا وہ کو لائق ہونہین تعزیر کے | آگے آمرزش کیا رہے مرہی تقصیر کے
تلخیکامی کے ثمرے سے ہون ان سے شاد | عہد طفلی مین پیا ہو زہر بدلے شیر کے
کوئے مجنون کو گدا ہی سلسل ایجیرن | ستتے ہین ہر زمین نالے سد انجیر کے
کان تک جھمکا رہیگی جسکے دیوانہ ہوا | کیا جنون انگیز تالے ہین ہی زنجیر کے
دل جگر دونون ہدف کرتے ہین تیر جانان | دیکھتے ہین ایکدن پلے تمھارے تیر کے
ناوک مژگان پہ تیرے جان قربان کیجیے | لاگ ہو مت سے دلکو تو رہے اس تیر کے
عشق بردوش ہمہ جان بلب ہین سکر دن | تیر کے زخمی ہین کچھ گھائل ہین کچھ شمشیر کے
شمع روشن ہوگی گلدہ سحر کا دیدہ سیاہ | وصل کی شب آئی جاگے بخت بیدار گلگیر کے
ہوگئے ایسے جوا مرد رنکے دست و دل | غرس و بنیاد زبان کرتے ہین آگے شیر کے
خود بخود نامہ لپٹ جائیگا کھل کر قاصد | نے پڑھے سمجھیگا وہ مطلب ہمری تحریر کے
آب باقی ہو اگر قاتل تو کردے حلق تر | لے رہے ہین ہچکیان لبسمل تری شمشیر کے
چل مثال تیغ وصف ابرو خمدار مین | آج دکھلادے زبان جوہر مری تقدیر کے
قید مین بھی ہین جنون فن وہی انداز مین | عالم چشم پری حلقہ پہ ہنر زنجیر کے
ہے یہ بیعنا برو قاتل علی کی ذوالفقار | بوچھے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

بولے یوسف کے سوا اسکو کیا لائی نسیم
اور یعقوب کے لائق کوئی سوغات نہ تھی

پھر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اسکی کرامات نہ تھی

یہ بھی احسان ہے تیرا جو دیا دوزخ بھی
میرے اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہ تھی

عمر بھر نے دمشوں کے روتے گذرے
اسنکے کیلئے کوئی سوا ایسی کوئی برسات نہ تھی

نشے سے صورت تصویر تھا بیخود بیہست
تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہ تھی

وصل کی شب بھی ہی حاصل کی حسرت دل کو
تب وہ بیدار ہوا جب نیند سے رات نہ تھی

ایک کلمے میں کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مرا جان تری بات نہ تھی

چشم بد دور نظر بھر کے نہ میں دیکھ سکا
نور کی چیز تھی اے شوخ تری گات نہ تھی

ہاتھ پہونچا ہو دسا ملت حنا کے ورنہ
پاؤں کو ہاتھ لگانیکی کوئی گھات نہ تھی

کیا سبب آپکے تشریف نہ لانیکا ہوا
راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی

کیا تعجب ہو جو دو جام دے سب سے سوا
کب مرے حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہو اے رند
پیش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

## دیوان رند

پری کا مکھ ہو تیرا حور کا سا جسم بنایا ہو
خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے خوب بنایا ہو

شب مہتاب میں وہ مہ وش جب یاد آیا ہو
تو محکو صبح تک خنجر شماری نے جگایا ہو

مجال عیر کیا ہو وہ نگاہ نیکر و نگا
مجھے جسنے کہ مشت خاک سے انسان بنایا ہو

کبھی جو جو وش لڈار کے کوچے سے گذرا ہو
بہار باغ جنت کا مزا دل نے اٹھایا ہو

کیا ہو خواب سے بیدار اکثر اس پری رو کو
مگر فتنہ خوابیدہ کو میں نے جگایا ہو

جلائے ہیں بخوست نے ہماری سیکڑوں گلشن
وہاں بجلی گری ہو آشیاں جس نے بنایا ہو

## دیوان رند

یاد رکھے اسکو مشفق دیکھیگا صبح وشام
کیا کریگی جامہ درپی مہربانی آپ کی

کفر و اسلام مین باقی نہین اب امتیاز
کلمہ گو ہو ای بتو ساری خدائی آپکی

پاس خاطر ہو خدا کو بھی تمھارا اے بتو
کیجیے خون مسلمان اب جو آئی آپکی

مرنے تکلف ہو جیے للہ مشفق دکھلاے
نقد جان حاضر ہی یہ ہی دھائی آپکی

شکر ہی تمکو شہ خوبان کیا اللہ نے
جس سے سنتا ہون وہ دیتا ہی دہائی آپکی

کیون پھانسی مرے گلے کو کون کاٹے دیکھیے
آج کل کرتی ہی کیا مے اعتنائی آپکی

دیکھکر روے منور شک آئے حور کو
ہاتھ ملوا لے فرشتون سے کلائی آپکی

ترک الفت رند سے اب بے جہت بہتر نہین
شہرہ آفاق ہوگی مرے وفائی آپکی

چمن مین آمد آمد ہی جنہ ان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی

خوش آئی ہی انھین اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہی کاکل میان کی

کریگی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ شیر جی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین ہم
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہ رو عدم کے
نہین اس راہ مین جا جت کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین اے عشق نیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

وہی آزار ہی پھر جس مرض سے
کئی بار اد مسیحا گو رجہانکی

الٰہی جلد بھیجدل اس مکان سے
اچھٹی ہی سیر مجھسے لامکانکی

مثل گندم ہوئے ہیں سینے چاک
جیسے محرم کسی کی دھانی ہو

تحفہ ماتم ہے آشیان ہر مرا
زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہو

نہ کہو گے جو حال دل ابھی رند
گھٹ کے مر جاؤ گے جوانی ہو

فصل گل آئی ہے خوں سلسلہ ہیجان ہوئے
یارب اب آباد کہیں خانۂ زندان ہوئے

گاہ بیگاہ ادھر بھی رخ مژگان ہوئے
اس طرف بھی کرم خنجر برّان ہوئے

رشک فردوس بن گلشن ہے ترا وہ غیرت حور
یا تلی در یا کسو زیبا ہی جو رضوان ہوئے

طبع قاتل کی طرح موت بھی ہے مجھ سے خلاف
کیوں نہ برگشتہ دم خنجر برّان ہوئے

سبز تربت میں اگر اس مہ کو ہو فسانکی تلاش
کہکشاں سورج کی کرن صورت افشان ہوئے

قد کشی جب تجھے زیبندہ ہے او سرو چمن
یار کی طرح اگر تو بھی خرامان ہوئے

خط آزادی اسیران محبت کو ملے
خط گلگوں یار کے عارض پہ نمایاں ہوئے

گھولے اوراق گل غنچوں کے صبا نے سب ار
باغ میں بلبلوں کو درس گلستاں ہوئے

گو تہی کاسہ ہیں ہنگام یہ اے دست جنوں
چاک جو جیب کا ہو تا سر داماں ہوئے

دیدۂ و دل نے کیا عشق پریرویاں فاش
راز کس طرح تنگ ظرفوں کے پنہاں ہوئے

زلف سر دہ رخ اپنے فقرا کو دکھلا
یا الٰہی سحر و شام غریباں ہوئے

ہنس کے تلوار لگائی ہے مجھے قاتل نے
دہن زخم مرا جا ہے خنداں ہوئے

شوق نظارہ بر جا ہے مرتے دم تک
جان لب پر ہو مگر رخ سوئے جاناں ہوئے

جانتے ہیں یہ ستم ہے ہوا کار ثواب
ہاتھ سے انکے اگر خون مسلماں ہوئے

شرمگیں چشم کا شہرہ جو رہا یوں چندے
چاہیے سارا جہاں شہر خموشاں ہوئے

## دیوان رند

مثل تصویر اگر پاتے نہ گویا خاموش رہتے
یاد میں چشم کے میں بھولا دو جہاں کا افسوس

اپنی خاطر کے لیا آئے فراموش رہتے
بیچتے جی تو بھی میں خاطر میں لاتا کوئی

دامن دامن ہوا اگر کا تو نہ کیوں پاس کرتے
چشم گستاخ کیا اسکے کوئی کہنے سے

پہلے ہی قدر وفا سے میں ہوں آگاہ
روز نو لوگ کیا ہے کوئی پوچھتا

تنگ کی طرح اشارہ بھی ہیں ابرو کے
آنکھیں چشم غزالاں میں ہیں مشکوٰ کوئی

فصل

مجھکو در کار ہین چادر گل کو تر پوش مجھے
داغ حسرت ہی مرے رکھنیکا ہے پوش مجھے

آج گلشن مین کون آتا ہی — گل جو پھولا نہین سماتا ہے
دیکھون طالع کی اب سائی کو — میری بگڑی کو کیا بناتا ہی
دل دیا اب تو ایک کافر کو — دیکھے کیا خدا دکھاتا ہی
عمل خیر کرے کچھ غافل — وقت فرصت اگر نہ جاتا ہی
رو کے کرتا ہون عرض حال اگر — تو ہنسی مین مجھے اڑاتا ہی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہی — خضر رستا کسے بتاتا ہی
شوق انتظار ہے جہان مجھے — کو بکو در بدر پھراتا ہی
شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ — ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
نہ ملے گا زیادہ قسمت سے — رنج بیہودہ کیون اٹھاتا ہی
عشق مین رکھہ نہ زندگی کی امید — یہ مرض کو ہی جھٹکاتا ہی

تم بھی سوے عدم چلو اے رند
قافلہ روز یان سے جاتا ہی

اسنے صید حرم کو مارا ہی — آہو وحشت زدان چکارا ہی
ماہ نو بام پر دکھاتا ہی — صبح پر اب مرا ستارا ہی
رہتا ہی شکل یار کی دل مین — پری کو شیشے مین اتارا ہی
آدمی میرے منھ پر آیا کیا — بال ہا دیو کو آنارا ہی
رات کو وعظ کہہ کے بولا شیخ — الف شبگون نے مجکو مارا ہی

ہنسنے تھے کبھی رکھکے جسکے منھ پر
سو منھ کو چھپانکر آج رونا پڑا ہے

دے گھر میں آنے کی اسکے خوشی ہے
گھر و نین رقیبوں کے رونا پڑا ہے

مرے ساتھ سوتا نہیں یار آکر
اسی بات کا ہائے رونا پڑا ہے

پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہے
کسی سمت الٹا بچھونا پڑا ہے

مسہری پہ ہوتا ہی تابوت کا شک
نہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

کرو چل کے آبا داب گور اے رند
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے

آزاد ہوں آگاہ ہوں بیسمہ پیر کے قب سے
کچھ کام نہیں مجکو حسب سے نسب سے

ہر کون بچاے جو مرے قہر سے یارب
مجھسے ہی امان مانگتا ہوں ہیبت غضب سے

شانوں سے ہوں نیچے کبھی وہ کاکل مشکین
دل منتظر آفات تمامی کا ہو کب سے

جان بازی کی معرکہ عشق میں کس روز
سیدھا نہیں ہا چار قدم آگے ہی سب سے

امید بخشش کی تو ہو داد کی تیرے
اور خوف بھی ہو دل میں تو ہو مر غضب سے

حرف شکر کے شکوانہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہے باہر ہو تو مر بھی رب سے

غنچہ دہنو ہم تمھیں کیا یاد کریں گے
دو بوسوں کے شرمندہ نہیں ایک کے لب سے

دم بھر نہ رہے پیچ افسوس ہوائی مرغ
ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہو جب سے

دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچاے جو مجھے ہجر کی شب سے

آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہوں اس شک پر زیادہ کا ہے سے

بزم چلنا تو یار سے نہ یا نہیں مجکو
باہر ہو اور سر و چمن حد ادب سے

مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے اے رند
سائل ہو یہ درویش شہنشاہ عرب سے

## دیوان رند

## دیوان رند

راہ طلب میں کس کی ہم خستہ جان تھکے
سر سے چلے ہیں پاے تک یہ تن جان تھکے

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہ بد
اٹھ بیٹھ بڑھ کے جو تجھے وہ زبان تھکے

مجنوں سے اب چلا نہیں جاتا خدا کرے
ناقے کا پانوں ہاتھ ترا ساربان تھکے

تو ایک رکے بھی اے مرے یوسف آیا ہاتھ
کیا کیا تلاش میں ترے کنعان تھکے

در دیس ہیں مقام ہمارا ہے ہر جگہ
سمجھے ابھی مکان کو تکیہ جہان تھکے

گرنا نہ تھا بہار میں اور برق بیوفا
ہم جمع کر کے خار و خس آشیان تھکے

دو چار گام یار سے ہے دولت سرے دوست
تو ہیں یہ پانوں دیکھو تو اے کرمان تھکے

دشت گرد ہوں میں کہ ہمراہ میرے رند
اہل زمیں چل نہ سکے آسمان تھکے

---

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے
دل کے پردے میں وہ ہر وقت عیاں ہوتا ہے

حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی تیکرنگی
جو ستمگر ہے یہاں وہ وہاں ہوتا ہے

اثر عشق ہے ترک محبت پر بھی
زخم بھرتا ہے پر اک داغ نشاں ہوتا ہے

قول ہے پیر مغاں کا اسے سب یاد رکھیں
تا ابد نام جواں مرد جواں ہوتا ہے

زیست کرتے ہیں بسر خوف و رجا میں اپنی
ہر گھڑی وسوسۂ سود و زیاں ہوتا ہے

روے انور پہ عبث زلف گرا دیتے ہیں
کبھی خورشید چھپانے سے نہاں ہوتا ہے

سب کو وہ طفل حسین صورت یغما ہے عزیز
اسکا مشتاق ہر اک پیر و جواں ہوتا ہے

درہم و زر ہے احوال سے ہوتا ہے ثبوت
نام سے مرد کا دنیا میں نشاں رہتا ہے

ایک پر زاد کے دیوانے ہیں مدت سے
عقل کہتے ہیں کسے ہوش کہاں رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزاں رہتا ہے

## دیوان رند

اُسکے گشتے ہین زندہ جاوید — ہستی اُنکی عین ہستی ہی
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب — ہے زبانونکی ہند پستی ہی
خاکساروں کی ہی یہی معراج — سر بلندی ہماری پستی ہی
کئی دن سے ہی گھات مین صیاد — عندلیب آج گل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو تصویر مین — کوئی روتی ہی کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہی رہ ہموار — نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
حسن دکھلا رہا ہی قدرت حق — بت کو بھی ذوق خود پرستی ہی
جان دیکر ملے تو مفت سمجھ — ہر طرح جنس حسن سستی ہی
زلف اسکی سیاہ ناگن ہی — مار رکھتی ہی جسکو دستی ہی
کھلین گی آنکھین نشہ اتریگا — حسن تک اور پری یہ مستی ہی

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اِس زندگی پہ ہستی ہی

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے — جی مین ہی در بانسے اسکے آشنائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اس حور کے — شانہ سان گیسو پیچان تک رسائی کیجیے
میری نظرون مین ہین اب تک آپ ہی نازنین — پھیرے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے
پانون پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے — پالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے انکے تنگ آ کے ہیں لوگ — فیج ہون یا اب اسیرونکی ہائی کیجیے
زنگ دل ملتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد — تا کجا آئینہ رو لیو انسے صفائی کیجیے
خون ہو جائین لہو تھوکے گو صاحب گو کیا — آپ سنھدی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

## دیوان رند

سرو و مگس تلک کی غذا شہد و قند ہے
خوان کرم سے تیرے ہر اک بہرہ مند ہے

ٹھیلے بھی جان لوٹ چکے قصر تن کہین
کب سے پڑی طلسم عناصر مین بند ہے

اسکی رسائی عرش اسکی مصر تک
یوسف سے میرے یار کا رتبہ بلند ہے

ہر عیب سے اگرچہ مبرا ہے اوسکی ذات
اتنا کہو تمکا یار مرا خود پسند ہے

اندیشہ کر نہ دل مین نشیب و فراز کا
ہموارہ راہ عشق مین پست و بلند ہے

شاعر کے بعد کرتے ہین اسکے سخن کی قدر
خلق جہان کو دیکھا تو مردہ پسند ہے

پیر و جوان فریفتہ اس طفل کے ہوئے
حسن و جمال یار بھی عالم پسند ہے

ہے سیر باغ خلد تصور جمال کا
آنکھین جہان کھلین وہین فردوس بند ہے

رخسار آتشین ہے خال سیہ ہے سوز
جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ پسند ہے

شیرین لبونکے ہاتھ سے کھائین ہین سیکڑون
مجروح نمکسر کیطرح ہر زخم خند ہے

شاعر ہی کہین گے تری زلف و چشم کو
یہ آہو سیہ ہے وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجھے مرد رند ہون
کچھ کار گر یہان نہ نصیحت نہ پند ہے

کس دن ہان بات کو صرفہ عمانہ تھی
یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی

مرتے تھے یون نہ شنہ دیدار انکر
قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی

نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی

کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا
کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی

کعبے کو جاتا کسلیے ہندوستان سے مین
کس بت مین شہر ہند کے شان خدا نہ تھی

کشتی عیش ڈوبی جو سال تھا نہ تھا
دریا مین تھا ہے کہین جو ناخدا نہ تھی

رخصت حسن پہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
ناز و انداز وہی ہے وہی دلداری ہے

نشہ مین قتل جو کرتا ہے گنہگاروں کو
یہ بھی اس قاتل بدمست کی ہشیاری ہے

بوالہوس سن نہ سکا کہیں منہ سے کریگا میرا
ایسے ویسے پہ تو مردہ بھی مرا بھاری ہے

واہ رے بازو و سفاک ترے ہے ترش تیغ
ایک چرکا نہین جو زخم لگا کاری ہے

اسقدر زار کیا ہو تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مرے بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہین دزد حنا سے
بہتر ہے جو چمنی یار کی ہو سیم کے عصا سے

ٹپکیگا لہو ابکی برس رنگ حنا سے
بھی گئی ہین کیا یار ہن شہد ادا سے

اعجاز مسیحا کا ہی وابستہ رفتار
جی اٹھتے ہین مردے ترے گھوڑے کی صدا سے

قمری بھی فراموش کرے نعرہ یا ہو
گلشن مین ہم آواز اگر کھینچین ادا سے

دریوزہ دیدار حسینون سے کیا کر
بیکار بنائے نہین نرگس کے یہ کاسے

ہین بیخبر ارباب جہان موت سے گویا
بیٹھے ہین اک ٹک دیدہ بسمل فنا سے

تکلیف کفن دونگا نہ ہین اہل وطن کو
ہوئیگا مرا سامنا جنگل مین قضا سے

بیماری فرقت سے گذر جاتے ہین آیک
عاشق کوئی مرتا ہی کبھی اپنی قضا سے

ڈرتے نہین موذی سے جو ہین آپ سے باہر
کھٹکا نہین دیوانونکو خارکف پا سے

عاشق ترا دنیا سے گیا تشنہ دیدار
لب تر نہ سکندر کے ہوے آب بقا سے

جاتے ہین ترا باغ بہار کہ تجھے بلبل
سر پھوڑنے لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے

دوڑا تو غزالون نے مری گرد نہ پائی
وحشت مین کہا چار قدم آگے صبا سے

شل ہو گیے ہاتھ اپنے بان گھس گئی انگلیان
ہر گز نہ ہوا ربط اجابت کو دعا سے

## دیوان رند

قمری صورت کابت پیغا کوئی اگر دس مانگے
لیوے ہو مجھ سے کابت پیغا کوئی اگر دس مانگے

یاد ہے تیرا قتل کی بوا بچی قاتل تیرا
لیکا کیونکر ذوق شہادت تیرا
بولا اسکو کہ دیدار آتی ہے یان کی مرا
پاس شرم ہے تو فوش قدیکا کے گلشن مین
تیرا بو کا سا قد یاد آتا ہے گلشن مین

# دیوان رند

لباس شاں فرزلفت باہل دولت کو مبارک ہے
غریبوں کی بھی کٹیا میں کبھی شاہی چادر ہے

تو اک دن آکے لپٹا تھا کہیں یاد گلبدن آئی ہے
چلی آتی ہے بو پھولوں کی اب تک تیر بستر سے

صفت یہ ملک دندان جانانی میں لکھونگا
کہو غلمے سے کلی جلد کرلے آب کوثر سے

سحر تک میلد میں بیتابیاں بے لیکے رویا ہوں
صراحی سا گلایا داغ گیا تیرا جو ساغر سے

خیال گوہر مقصود میں جب رونے لگتا ہوں
گذر جاتی ہے اکثر موج اشک اکثر مرے سر سے

پیام وصل شیریں لیکے آیا ہے تو اے قاصد
یقین ہے آج خسرو منھ ترا بھر دیگا شکر سے

جو ہوا اے رند وہ رشک چمن عریاں مرے آگے
تو ڈھانکا کیں نے قد لیلیٰ کو میں پھولوں کی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
جسطرف کو میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل میں ہر رنگ میں نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر میں کر دو تین لیتا رہا
اسپہ بھی تازہ نہ اک آنسو نظر آیا مجھے

یاد میں سلک دندان کے جب رونے لگا
گوہر غلطاں ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے
سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تک اک نور کی نہر تھی فقط
نہ کلائی سو بھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب [illegible]
صاف آئینہ سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کہ نسا آئینہ [illegible]
چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اسکے کھیلنے [illegible]
خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

[illegible]
آنکھ کھولی جب سے میں نے تو نظر آیا مجھے

[illegible]
کر میاں میں جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

جاتے ہیں اب وہان کہ جہاں سے نہ آئینگے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپا ہونگا خونمیں کاٹونگا اپنے گلے کو بار
دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے

اک شعلہ ہی مگر ہو سے میں جلتا ہوں ایکی
تم آگ لینے آئے تھے کیا آگے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے اے یا جہ شاہ حسن
عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہاں تک نباہ کوئی
در سے ترے چلے چلے اے بیوفا چلے

موہوں کے سفید سیہ کاریوں میں رند
کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

## دیوان رند

کشتہ تیغ تغافل ہی جو دل اک شہر ہے
کون زندہ ہی جواب اس کا کمر بستہ ہے

اسکو گلدستہ کہوں یا قد موزوں تیرا
یار مصرع کسی استاد کا چستا ہے

ہی جو منظور اُدھر ہو اب اِدھر کی دنیا
اجڑی جاتی ہے پر بستی وہ نگر بستا ہے

امتحان عاشق جانباز کا اب چھوڑ نہیں
زر خالص کو کسوٹی پر کوئی کستا ہے

نشہ افیون کا سا ہو جاتا ہے ہوں وہ بیخود
یاد گیسو میں جو کالا بھی کبھی ڈستا ہے

جادۂ راہ عدم ہے تری تلوار کی دھار
محکم جاتا ہے اسی راہ پہ وہ ستا ہے

خواب غفلت میں گذرتا ہے مرا عہد شباب
نوجوانی پہ مری پیر فلک ہنستا ہے

پیچ پر پیچ لگاتا ہے دوپٹے کے عبث
ہر گرہ کا کہیں قاتل ہے سرا تکستا ہے

دل کو میں اک نظر لطف پہ دے ڈالونگا
مال مفلس کا ہی لیلو تو بہت سستا ہے

مرے جی اٹھنے میں پازیب کی جھنکار کے ساتھ
شور محشر تری رفتار سے وابستا ہے

اسکے اشعار مرے بولا وہ ہو کی ایمان
کیا کوئی رند بھی یاں شاعر دلچسپ ہے

## دیوان رند

ہم اور تجھ آپ کہتے ہین ہم کام سائی کا — ہم تشنہ کو بی پلانے ہیں تیغ و ہم کو بی پلاتا ہے
کدھر بیجا بگا کس شت کے کاشو تکو دنگا — الٰہی پھیر مرا تلوا کھیچا تا ہے
گئی تاچ توان اب وز شور و نالو تی ہے — زبان تک آہ آتی ہے نہ نالہ لب تک آتا ہے
ستم کرتا ہے چرخ سفلہ پرور اہل غیرت پر — جو کانو نے سنتے تھے وہ تکھو نے کھاتا ہے
اکیلا کیا بناؤن مین محبت اپنی جانب سے — مثل ہے کوئی بھی اک ہاتھ سے تالی بجاتا ہے
عداوت تجھ سے نہین کم دوستی اپنے عالم کی — جو میرے سر کو سلامت بھیجا کھاتا ہے
ہوے جاتے ہین لہو سے جراحت بند ہے نا کے — تو قاتل تیغ کو کس آب شیرین مین بجھاتا ہے
عدم آباد سے تا ہنا لگا ہی ملک ہستی تک — اودھر سے کوئی آتا ہے ادھر سے کوئی جاتا ہے
ہنوا غازہ پر نازان مآل کار کو دیکھے — یہ تیلا خاک کا کیسون آسمان سر پر اٹھاتا ہے
فلک دعوت ہتی چلی آستان پہ ہین گلہ ہیں — یہ چرخ نے مروت در بدر کس کو پھراتا ہے
نظر کرتا ہون گاہے بام پر گہ در کو تکتا ہون — وہ شوخ کبھی زمین و آسمان کو بھی جھکاتا ہے
اٹھا لونگا اسے اک روز سر پہ بیس مین اکبر — سمجھ کر نا توان محکو فلک ہر دم دباتا ہے
ترا عاشق ہون چشم قابل نظارہ رکھتا ہون — مین جب دیکھونگا تجھے تو ان ترائی کیا سناتا ہے
حباب بھر بجاتا ہی ہر اک عطر کے شیشے — وہ میرا گلبدن ہے ہاتھ مین جا کر جو آتا ہے

بگانے رند کی تک ہین عزیز و اقربا ای رند
لحد مین سوے جب جا کر نہ اٹھتا ہے نہ آتا ہے

دگر گون رنگ گلہاے چمن ہے ہر طرف سے — گئے جاتے ہین سر و بوستان قد متوالے سے
عجب کیا آئے جو شیرین کی بو فرہاد کے جو سے — یا لیلی کی آواز آرہی ہے کوہ مجنون سے
زیادہ ہو مین دیوانہ جنون مین متوالے سے — مری زنجیر بھی بھاری ہی بھر زنجیر مجنون سے

# دیوان رند

اوپری ہو تیرے دیوانہ سے عالم کو خبر
جاگتے جاگتے اور اور رہیں لیتے لیتے

آج دیکھا تجھے مشتاق تھا پر مدت سے
عاشق زار زمانے میں نہ نکلیگا کوئی

پھر ملاقات کا بھی کوئی تو ٹھہرے گا طریق
جلوہ یار ہر اک شے میں نظر آتا ہو

عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا اس نے تری
تو نہ موسیٰ کی طرح ہو مشتاق جمال

مر چکا تھا تپ فرقت سے جلایا اس کو
گور پر کون تھا پانی کا چھڑکنے والا

جب میں سوتا ہوں تو سو جاتے ہیں تکیے آکر
بھاگتے پھرتے ہیں چھاتیں سے سودائی کی

کٹ گئی ہائے مصیبت شب تنہائی کی
دھوم جتنا تھا تری خوبی و رعنائی کی

دوسرا تجھسا قسم ہے تری یکتائی کی
راہ تو نکلے کہیں اس سے شناسائی کی

تو ند دیکھے تو یہ تقصیر ہے بینائی کی
دل بیتاب نے تیری رسائی کی

بند ہو جاتی ہے آنکھ اسکے تماشائی کی
سچ تو یہ ہے مرے یوسف نے مسیحائی کی

ابر رحمت نے تری خاک پہ فشانی کی
خندہ مستی کو تری ہیں پریاں ہے سودائی کی

دن تو ہر ہر کسے کٹا ہجر میں اسکے اے رند
جھلنی ہے ابھی آفت شب تنہائی کی

تا بہ ہر اک نگہ کب لاتی ہے تیرے نور کی
اوپری تجکو خدا نے دی ہے صورت نور کی

بار عصیاں سے خمیدہ ہو گیا ہے قد راست
اسقدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے

مجھ سے کیونکر نکہی کا ہے میرا خمیر
خط کے آتے ہی دنیا عاشق کو ہو سر یار نے

دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی
تیری ایڑی پر کروں صدقے میں چوٹی حور کی

بوجھ اٹھانے سے کمر جھکی جاتی ہے فرد کی
اوپری تجھپر نکیوں نگراں ہے حور کی

مجکو گشتی میں پلائی ہے شراب انگور کی
شام کا وقت آیا اجرت ملگئی مزدور کی

کیونکر کہا بتت کے ہو فرخ سر یار کے
حسن کے ہاتھ ہی لی ہے تو الوں کی باگ اس نے

لاکھوں فون شہیدان کے ہیں بھرا تیغ کا
تجھی منصف ہو تو کس کو ہو قاتل ترا

جم قاتل دیکھنے کے قابل ہے

## دیوان رند

غارتِ گلشن سادہ ہے خطِ نو رستے ہی باغ و بہار
دیر سے جاتے ہیں کعبے سے آتے ہیں دیر
گو چہ دلبر میں ہو اسکو بھی ڈر آسیب کا
کسلئے کرتا ہے تدبیر مداوا اے مسیح
بدمزاجی نے سبب کی کیا تھا میں نے جو کیا
وہ غضب سے بھی جو آمرزش کا ہے امیدوار
ہوش و خشت میں کبھی کرتا ہوں سجدہ کا جو قصد
کیا بھلا سیرِ چمن کو جائے وہ نازک مزاج
گر دوانِ شارع پہ خونِ ناحق منصور ہے
بوسے عطر آئی دماغِ جان معطر ہو گیا
ناتوانی نے لگائے ہیں تن لاغر کو پر
دو عذار اسکے میں و خطِ خط گلزار کے
خاک اڑائے پھرتے ہو جو یا مکان یار کے
بچکے چلتی ہے ہوا بھی سایہ سے دیوار کے
موت کے لچھن نظر آتے ہیں اس بیمار کے
چاہنے والے ہیں کچھ تو کر رہیں سرکار کے
نام ہیں قصار و حجام بھی غفار کے
آنکھیں دکھلاتے ہیں زلفیں پڑ کے دیوار کے
درد سر ہوتا ہو جسکو عطر سے گلزار کے
حق کہونگا گو مجھے ٹھہرائیں قابل دار کے
لب پہ لعلیں تیری کیا کھلتے ہیں حقے عطار کے
سایہ میں کے ہمراہ چلے یار میں دیوار کے

نئے ستون پر چڑھکے اب فرہاد سے کہتے ہیں رند
مزدوری کو کرے کیا مالک ہوتے کہسار کے

ہو نہ مایوس یاس کا صلہ ملتا ہے
راہ بر کرتا ہے رہزن کا سا فر سے سلوک
کس طرح ڈھونڈھوں سکا لیں تجھے جو یا تیرے
کل کو فی الجملہ تسا بد کعت پا سے ہے ترے
جسکو دیکھا تری الفت کا وہ سودائی ہے
شاکی چھوٹا ہے ہر بار مجھی سے ہر بار

بندگی کرنے سے کہتے ہیں خدا ملتا ہے
خضر سے گو رکی منزل کا پتا ملتا ہے
نہ نشاں ملتا ہے تیرا نہ پتا ملتا ہے
وہ صفائی تو کہاں تنگ دلا ملتا ہے
جو مجھے ملتا ہے جو پاے بلا ملتا ہے
آسمان مجھکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہے

بجھ جن مری نظر میں تبدیلی ہر رنگ ہے
ہر گل بہ رنگ برگ خزاں دیدہ زرد ہے

اگلی سی گرمیاں نہیں جس نوجوان کی
تھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے

ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہے خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے

غنچہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجے
ہے یہ شب وصال کہ روز نبرد ہے

پڑتی ہے حرف بند ہوئی ہے گلی کی راہ
کوچے میں تیرے کھینچتا کوئی آہ سرد ہے

مر کر بھی میں بکاب سعادت کے ساتھ ہوں
قوس ہے آگے چار قدم میری گرد ہے

ملتا نہیں پتا تری منزل کا خضر کو
برسوں گذر گئے لہو ہیں صحرا لورد ہے

کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
ناداں شعار نعش کشی کر جو مرد ہے

آزار کیا ہوا تمھیں اے ریحانہ عشق ہیں
انکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہے

ہم حال اپنا انکو دکھائے چلے گئے
لیکن وہ ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے

دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر
دو ہاتھ نیچے کے لگائے چلے گئے

کوٹھے پہ وہ چھپ گئے تابوت دیکھ کر
ہم بھی کفن میں منھ کو چھپائے چلے گئے

اب تو اٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے

آئے تھے اس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر نہ پھیر لگائے چلے گئے

مشتاق انکی باتوں کا تھا وقت نزع بھی
بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے

ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے

برخاستہ دلوں کی کہیں دلگی نہیں
بیگانہ وار بزم میں آئے چلے گئے

تھی مدتوں سے ہنسنے اور انسے بگڑ چکی
اپنی طرف سے بات بنائے چلے گئے

## دیوان ۲

## دیوان رند

جسکے سبب نظر آیا نہ کوئی عالم مین
تیرے آگے کوئی ترکیب طرحدار نہ تھی

پھر کہین جانکے مردہ مجھے سو بار اگر
موت بھی اس تن لاغر کی خریدار نہ تھی

چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تھی
مجکو مشکل تھی مرے جان تمہین دشوار نہ تھی

آہ کے ساتھ فنا جانکو بھی کر دیتا تھا
طاقت ضبط اگر تجھ مین دل زار نہ تھی

قتل مقصود ہوا تجھکو نہ میرا ورنہ
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نہ تھی

کونسے دل کو نہ تھی لاگ تری گان سے
کس کے سینے سے مرے جان سنان پار نہ تھی

آفت ہجر دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد
کب یہ عادت تری اے چرخ ستمگار نہ تھی

عمر دو روزہ کٹی رند نے سر دو پا مین
جو میسر ہوئی پاپوش تو دستار نہ تھی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے
یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کھلے

ہوگی کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کھلے
منزل پہ جاکے ٹھہرون تو سارا سفر کھلے

ممکن نہین ہر ایک پہ راز کمر کھلے
وہ مبتدا نہین ہے کہ جسکی خبر کھلے

خالی نجانے دار سر دہی کا بار کی
سینہ ترا کب تیغ سے جب تک سپر کھلے

افشاے راز عشق مین ہین سو طرح تپین
کانون نے بان اپنی اگر ہو خبر کھلے

صیاد نے یہ کیسے مرے باندھے بال و پر
متعارض ہے کیسکے اگر انکی پر کھلے

حسن و جمال یار کا عالم ہوا دوچند
کس کیا کہ خال خط رخ محبوب کھلے

زائل ہوئین مرا جون سے بالکل جراتین
ہنستے ہین یار سنکے مرے قہقہہ کھلے

ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اسطرح
جیسے زبان بلبل گویا سبق پڑھے

مقبول و مستجاب ہو تو دعا کا اثر کھلے
نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے

ہم جو کہتے ہیں سراسر ہو غلط
سب بجا ہو آپ جو فرمائیے

اُٹھ نہیں سکتے شہا یک جبر کے
آئیے اب یا مجھے بلوائیے

دن کو تو تشریف تم لاتے نہیں
شب کو بھی اک دن کرم فرمائیے

ترک عشق لا الہ رہ یاں کر دلا
کس سے کس کے واسطے گل کھائیے

کھڑکیوں بکتے ہو تو یہ کیجئے
جھوٹی جھوٹی مُنہ پہ قسمیں کھائیے

کچھ کروں گا میں بھی اب خدمت میں
چپکے رہئے منھ نہ اب کھلوائیے

دیدۂ سوزن میں بھی بھر آئیں اشک
زخم سینے کے اگر دکھلائیے

کی ہے جیسے بیوفائی آپ نے
یا لعوض اسکے خدا سے پائیے

ہاتھ پاؤں تو رہا ہوں نزع میں
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے

ہے فقط آنکھوں میں دم باقی رہا
اب تو صورت آنکر دکھلائیے

باغ میں او گل تجھے نظر آیا کیا
خون بلبل سے مجھے نہلائیے

یا غبان دشمن ہے گلچیں پر خلاف
آشیانہ باغ سے لیجائیے

وصل کی شب ہو تو دے اوشمع تو
دوش سے پہلے اور مجھے رلوائیے

بن چکیں نعلین بھی سر بھی گنہ چکا
آئینہ آگے سے اب سرکائیے

کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے
وحشت دل اب کدھر کو جائیے

دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو
کیا کروگے یاد لیتے جائیے

خوف رسوائی جو بیداری میں ہے
خواب میں صورت مجھے دکھلائیے

تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھرا گئیں
اب تو پردہ غرفہ سے اُٹھوائیے

زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند
آج چل کر اسکو گھر لائیے

## دیوان سند

صورت سے اک پری ہے آئینہ میں تو آکر
دیوانے ہم ہوئے ہیں پہلے سے تیری خاطر

ہے اژدہا زمانے کو ہو تا ہے وہ انقلاب
لاتی ہے سو طرح کی گردش دوران نئے نئے

ملک عدم ہے یا کوئی تاثیر کا نہ ہو
ہر روز و ماہ آتے ہیں فرمان نئے نئے

ایک تازہ گل کا سامنا ہوتا ہے ہر برس
دنیا ہے باغ و باغ دیدہ گلستان نئے نئے

بابندگی کے مقام کے ہوتے ہیں فیض سے
ہر روز آسمان سے ہیں احسان نئے نئے

اس زلف کے خیال میں آنکھیں تو بند کر
کھلتے ہیں خواب میں پریشان نئے نئے

کس طرح سے پھیر لوں نازک پر اسکے
قرنی ہے ناز و ظلم پہ پیکان نئے نئے

آنکھوں میں پھر رہا ہے وہ شوخ ہی کا سامنا
ہر روز و ماہ آتے ہیں فرمان نئے نئے

## دیوان رند

رہو گا کعبہ سا لی میں محمد شیخ و شاب کو
جب تو نکر نہ سکینگے دندان نئے نئے

پھر تا شیق دوست نگارین کسی طرح
کرتا ہی زور پنجہ مرجان نئے نئے

کر سیر چشم غور سے جو ذوق شعر ہو
مضمون دکھائیگا مراد یوان نئے نئے

ہنس ہنس کے بار بار کیو نکر دکھا ئین آپ
نام خدا نکالے ہین دندان نئے نئے

جیوا نہ قدیم ہون کیا میری قدر رند
پہیان نئی نئی ہین سلیمان نئے نئے

زیبا ہین جد گیسو کے نمار کے لیے
ہین پیچ و خم ازل سے بنے مار کے لیے

تسبیح کے لیے ہو نہ زنار کے لیے
گردن ہو میری خنجر خونخوار کے لیے

مندلا نہ او ہما تو تن زار کے لیے
یہ دشت استخوان ہین سگ یار کے لیے

تکلیف سیر باغ نہ دو دل کو فتنہ ہون
طبع شگفتہ چاہیئے گلزار کے لیے

جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا
چھوے پہ دار یاد کی تلوار کے لیے

پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

سوسن کا پھول فرط نزاکت سے ننگیا
یوسے کبھی جو اس گل رخسار کے لیے

جب آفتاب حشر مین تجکو بٹھائینگے
بھلسونگا تیرے سایہ دیوار کے لیے

وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
آنکھو پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے

او موت تو نہ آئی کہان تجھسے رہ گیا
سب آچکے عیادت بیمار کے لیے

تو جاے یاسمین تو غبار قدم ترا
سرمہ ہو چشم نرگس بیمار کے لیے

نفرت ہی ایسے غمزہ و ناز سے اقرار اب کرو
آخر کچھ انتہا بھی ہی تکرار کے لیے

کب سے کھڑے ہین ہو بہ ہو بت کدے مین ہم
چلتے ہین تیرے سایہ دیوار کے لیے

اللہ ری کشادی بازار مصر میں — یوسف کو تلاش خریدار کے لئے
تیری طرف ہو گیرو مسلمان کی بازگشت — مرجع تو ہی ہو کافر و دیندار کے لئے
قطرے عرق کے ابرو پہ ہیں پونچھ ڈالئے — پھالو لگا ہونا عیب ہو تلوار کے لئے
مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے — کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے
روز قیامت آج ہی سمجھو دکھاؤ شکل — وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لئے
جو چاہے آج کر لے عمل پر یہ یاد رکھ — اک دن جزا کا بھی ہے گنہگار کے لئے
سیخ کباب پر لب لعل کو چڑھا شتاب — ساقی گرگ مرد ہے میخوار کے لئے
کرتا ہے نیک و بد کی برابر وہ پرورش — واں ایک مرتبہ ہے گل و خار کے لئے
مجنون عشق کو ہے عبث پند و اعظو — ہے حکم شرع مردم ہشیار کے لئے
دوزخ میں بھیج دے مجھے چاہے بہشت میں — یہ اختیار ہے مرے مختار کے لئے
اک ماہ چار دہ کے تصور میں صبح ہو — کیا خوب یہ مشغلہ ہے شب تار کے لئے
اترا کسی طرح سے نہ آسیب کرے یار — پھونکے فتیلے سایہ دیوار کے لئے
دولت سرائے یار کو روتا ہو کر کے یاد — در کے لئے کبھی کبھی دیوار کے لئے
کرتے ہیں تاج وقت تلک آ کے ان سجود — کیا مرتبہ ہے سنگ در یار کے لئے
الحاجیان کعبہ تمہیں حج نصیب ہو — ہم جائیں طوف کوچۂ دلدار کے لئے
رہتے انبو شاہ نشیمن میں وہ فقیر — محتاج تھے جو سایہ دیوار کے لئے
پشتارۂ گناہ نہ باندھا بھی پیٹھ سے — کٹھکا ہے راستے میں گرانبار کے لئے
اصلاً نہیں جہان میں ترے جائے گفتگو — یوں مچتیں بیت بیت میں تکرار کے لئے
عاشق ہوں پر شمار یاد کا تقصیر وار ہوں — جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لئے

## دیوان رند

جو بیٹھا ہے بیان اور نظر چار سو ہے
وہ ترک آ نکلا ہے جو گل جام بکف ہے
لے دوش پہ بیٹھا ہے کسے سو ہے
جو الف میں چھپا ہے کسے پیدا کرے کا
ابجی ملفوظ ہے مخفی ہاتف غیبی
ذکر یا نون کی آب سے عطر ہے وہ
اسم پیدا کروں میں یوسف کی بو ہے
جو شیریں ہے تو میں ہوں فرہاد تیرا

# دیوان رند

اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید
مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہے

رولاتا ہے یہ مصرع درد آور رند
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

کل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیاں چھوٹیں
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے

تولنا تیغ کا عبث ہر بار
جو لگانا ہوا لگا بیٹھے

ہے وہ قسمت فقیر ہو جاؤں
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے

رکھدیا سر کو پائے قاتل پر
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے

چین بر دل نے کیا تجھے کھینچا
نے بلائے جو پاس آ بیٹھے

تعبد الفت میں رکھا معبد قدم
سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے

لگ چلا ہے تو پھر نہ رکھیو دلا
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے

کشتگان وفا شہید ہوئے
اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے

خاک ہو کر اگر اُٹھیں تو اُٹھیں
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

نکلے گھر سے طالب دیدار
راستو میں ہیں جا بجا بیٹھے

بوسۂ خط طلب جو میں نے کیا
خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے

ٹھہرا اب کوٹلوں پہ ہونی لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اُس پری کی رند
کیا عجب ہے جو زہر کھا بیٹھے

رخ سے پردہ اُٹھا دیا کسنے
جلوۂ حق دکھا دیا کسنے

دل سینہ مین بیتاب ہے جان آتی ہی لب پر
اب جان کر روئے کوئی یا دل کو سنبھالے

کیا کہتا ہی ہر بار مجھے قتل کرونگا
اک جان ہی میری ہے تو لے کر خدا لے

کیا خستگی حال پر عاشق کے ہو خنداں
توبہ کرو اللہ محبت مین نہ ڈالے

آنکھین تمہری مدہوش ہین تنہا ہو مرا دل
دو مست ہین بہتیرون کو اکیلے کے سنبھالے

آغاز محبت مین ہوا ہجر کا کھٹکا
دل بیٹھے ہی جاتا ہی تو پہلے جانے لالے

جانبر ہو یہ بیمار نہین آرزی فرقت
بیمار اسی طرح سے لیتے ہین سنبھالے

تاثیر کریگی ترا دل دکھنے لگے گا
پہونچے جو کبھی کان مین فریاد کے نالے

ڈرتا ہون لہو دیکھ کے غش آنے نہ لگے
تلوار لگا شوق سے پر منھ کو نہ پھیرا لے

لہراتے ہین مژگان رنجہ تو بان کے تیر ہین
زلفین نہین ہین وہ سانپ ہین یہ پاؤن کے چھالے

رو رو کے جدا ہوتے ہو مرے عشق کے مارے
تم آپ چلے مجھکو کیا کسکے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلہ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

سوتا ہی لپٹ کر کے وہ گلبدن اکثر
قربان گئے تھی مری کملی پہ دوشالے

جب یاد کیا ہی تجھے او غیرت شمشاد
بھر بھر دیے ہین کنوئین سے باغ مین نالے

اس بت کو خدا ہی نہ بنوا اس سے غرض کیا
او مالا دل عرش معلے تو ہلالے

اغوال ہوئے تیر نگہ پھر کیا تو نے
اگلے ہی مرے زخم جگر تجھے ابھی آلے

خدمت تھی مجھے دشت نوردی کی تو پھر میں
عہدہ یہ کسے ہوگا مرے بعد حوالے

یارب یہ بیمار ہین کس سا پہ نکے دعا لے
ایک ایک سے دلچسپ ہی جو عضو بدن کا

دل پڑگیا ہی اک بت نازک پہ کے پالے
دیندار ہون عزت مری رکھنا تو الٰہی

اجرا مین یہ سب علم محبت کے رسالے
یکیون رندکے دیوانگی کرین قدر نگار

## دیوان رند

ان شاء اللہ

## دیوان رند

اک قطرہ اشک کا بھی نہ لایا اثر کام
باران غم سے جب گل آدم بھگو چکے

کو دل مرا جیون پہ جوانون کی دل ہدو
ای رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انگیا نہ کرتی ہی جانی تمھاری
نہین پاس کوئی نشانی تمھاری

ہوئی رند نو زندگانی تمھاری
یہی ہی اگر نا توانی تمھاری

زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
غرض قہر ہی مہربانی تمھاری

نہ بھولونگا ہرگز نہ بھولا ہون اب تک
عنایت کریم مہربانی تمھاری

شبیہ آپکی کھینچ دے گا یہ مانا
ادا کس طرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی
خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری

وہی کہ رہا ہو جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہی زبانی تمھاری

برابر سمجھتے ہو غیرون کے مجکو
تو ہی مہربان قدردانی تمھاری

دل و دیدہ لپکا ہی پھنسنے کا تمکو
کہان تک کرون پاسبانی تمھاری

بس اب شکل دکھا دیجیا ہی غمزہ
بہت سن چکے لن ترانی تمھاری

عدم کو چلا کیسکے داغ محبت
دکھاؤ نگا سبکو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا تنو معرکون مین
وہی ہی مگر بد گمانی تمھاری

جگایا دل زار نے ہجر کی شب
سحر یک کہی ہی کہانی تمھاری

برا گر نہ مانو تو سچ سچ مین کہدون
تم اچھے بری بد زبانی تمھاری

کرم کیجیے آیے حضرت عشق
ہی خون جگر میہمانی تمھاری

عبث نے سبب بے جہت روٹھتے ہو
یہی تو بری خو ہی جانی تمھاری

دام ہمرنگ زمیں ہے جسے عنقا و بلبل
بال و پر نوچ کے کرتی ہے رہا صیاد اپنی

شکر کرنا مری جانبازی میں شاکر ناصح
سر سے مارا ہے زمیں پر کہ گرا تیشہ فرہاد پر

خوش قدر دنگی ہے پس از مرگ بھی الفت ہائے رند
خاک سے میرے اوگاتے ہیں بنفشہ اب بھی

نسخہ نذر سناں کو عبث جیا کر کے
جھپو صورت آشنا کر کے

صاف کر قلب الفت اکر کے
دیکھ اس آئینے کو صفا کر کے

کیا ملا عرض مدعا کر کے
بات بھی کہنو بی التجا کر کے

خاک اس در کی اوڑھ فریض عشق
چاٹ جا نیت شفا کر کے

حق اسیری کا تیری اوصیاد
جاؤنگا دام دام ادا کر کے

پاس دین کفر میں بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کر کے

ثمر مطلب حصول مطلب ہے
بیٹھ رہ ترک مدعا کر کے

گور میں بھی جگا نہ دوں نے
حشر سر پہ مرے بپا کر کے

صبح دم انفعال عصیاں سے
خود پشیمان ہوا دعا کر کے

تیرا اوبت ادا سے شکر کیا
طاعت فرض کو قضا کر کے

پا یا شانے نے تیرے عقدہ کشا
کر دو زلف یار روا کر کے

ہوں زہ طاہر اتنا ہی صیاد
صدقے سر سے پرے ہوا کر کے

شاں روح اللہی دکھاؤ کبھی
لب مسیحا کو وا کر کے

ہجر میں تجھ سے امید سحر
رات کاٹی خدا خدا کر کے

سوا غیر سنج خاک حصول
تجھ سے او بیوفا وفا کر کے

## دیوان رند

اون عشاق اوش کر کے
اکی صدقے میں دم نخ فاموش
قدر بیری تیغ کی جیسی
کس کا ہر دو ہونا وی میں رند

## دیوان سند

قسمت وصل اگر عشق میں بگڑی ہوگی
ایسے ایسے تو ہزاروں ہی بکھیڑے ہوں گے

میں ہی تنہا نہیں کچھ ہو مجھ پہ جو آئی ہے
حسرت بوسہ میں لب پہ تو ہزاروں کے دم

پاؤں پڑتی ہے عبث آبلہ پائی میری
ابھی طے کرتے ہیں پر خار بیابان کتنے

چند خونخوار ہیں مدت سے ہمارے درپے
دشمن جاں ہیں کئی جاں سے عزیزاں کتنے

مر گیا ہوں میں کسی کے تغافل کے لئے
ختم کروانا مرے نام پہ قرآن کتنے

کیسا غل کرتے ہیں کوچے میں تیرے نام پہ آج
پارہ پارہ کئے چاک گریبان کتنے

خط نو خیز کے دو چار تو سودائی ہیں
ہیں رخ و زلف کے حیران و پریشان کتنے

تو گزر کر سر پیمان دلیوانوں کی دشت کی راہ
فصل گل آتے ہی خالی ہوئے زندان کتنے

اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا اشک محیط
ایک اک قطرے سے بپا ہوئے طوفان کتنے

یاد آئینہ رخ نے تو بنایا حیران
دیکھیوں جھک کے کوئیں چاہ زنخدان کتنے

ماہ کنعان کی زلیخا ہی فقط گالک تھی
میرے یوسف ترے موجود ہیں خواہاں کتنے

ربط ہے کافر و دیندار سے یکساں مجھ کو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہیں مسلمان کتنے

پھر جنوں کہرے لگا پھاڑنے پھر آئی ہے
آ گئے چیتھڑے ہو ہو کے گریبان کتنے

کوچہ یار میں اے رند لعقول عاقل
تشنہ خوں ہیں مرے گرد مسلمان کتنے

الفت نہ کردن گاہ اب کسی کی
دشمن ہوا اب جس سے دوستی کی

حالت کہوں اپنی بیخودی کی
دل دیکھے سنو جو میرے جی کی

اول اول بھلا یاں کہیں
آخر آخر بہت بری کی

سر دھنے ہے سینہ کوبی میں دل
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی

جو حال پوچھے وہ علیلے مرا تو کہدینا
زیادہ ہو اسے درد جگر کہی جن سے

منع کرے ہے قربان صدقے ہوتے دے
پھر انہین مین ہے گرد سر کہی جن سے

ترپ ترپ کے ہجر کی شب چوٹ کا کسک کہی شباہ
لہو اگلتا ہے زخم جگر کہی جن سے

جھڑی کیطرح سے باندھا ہے تار اشکون نے
ہر اک شرہ ہے رگ ابر تر کہی جن سے

سحر خود کرے ہے کا تو شام کا کل کا
بہی وظیفہ ہے شام سحر کہی جن سے

رہا کرو انکو قفس سے کہ نہیج کر صیاد
پھر گئے ہین کہی رے بال و پر کہی جن سے

عیان ہے طرز نگہ سے چراتے ہو پھر کہین
پھری ہوئی ہے تمہاری نظر کہی جن سے

جواب صاف لے دیکھئے کہ خط کا بہی آنا
گیا ہوا ہے مرا نامہ بر کہی جن سے

تطرا کہین نے پردہ رشک ماہ ہوا
اڑا ہوا ہے جو رنگ قمر کہی جن سے

قفس سے جاؤن چمن مین کیطرح صیاد
جواب دے چکے ہین بال و پر کہی جن سے

پڑا ہے سابقہ کس کوچہ گرد سے کیون رند
مین دیکھتا ہون تمہین بیدرنگ کہی جن سے

## دیوان رند

ناز ہے غمزہ ہے یا عجاز ہے
سحر ہے افسون ہے یا انداز ہے

وہ ہے آئینہ معشوق نما ہے
چشم بد دور اب تو اور انداز ہے

کیا کرون اظہار سر عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

مین پھڑکتی ہون قفس مین اور
توڑتی پر حسرت پرواز ہے

ہجر کی شب تا سحر اور شک ماہ
شکل انجم چشم عاشق باز ہے

تو نہ آنا اسکی باتون مین دلا
جھوٹا ہے مکار ہے دمساز ہے

حکم ہے چھیڑون نہ ساز بند سے رند
کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

# دیوان رند

ز رشک عیش تری مر گیا اشتیاق
خیال نا کام تن سے تو نہ گئی

تیر کیتی ہو گو قفس مین ہو
منقار بلبل سے گل کی بو نہ گئی

نہ جیتا تجھسے کو ہہ قاتل
مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی

آب و گل مین جو تھی وفاداری
خاک بھی اڑ کے کو بکو نہ گئی

مرتے دم تک تری تلاش رہی
نا طلب گو تجھ جستجو نہ گئی

ہو نہ پانا کیا مین تا دم مرگ
تشنہ شیرین کی آرزو نہ گئی

مر گیا پر دماغ سے میرے
نکہت زلف مشکبو نہ گئی

تیز رو تو بھی ہو نسیم مگر
پیچھے آگے تھل کے تو نہ گئی

اشک بہ نکلے وقت رخصت یار
شکر کرتا ہون آبرو نہ گئی

جیتے تک آگے پھر گئی اولٹی
نارسا آہ تا گلو نہ گئی

مثل پروانہ جل کے خاک ہوے
پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی

نہ چھپی تجھسے نوے جا مہدی
جیب سے عادت رفو نہ گئی

کب نہ شد شد رہا اگلی مین تری
کب نظر پھیری چار سو نہ گئی

جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا
تیری بد خو یہ حیلہ جو نہ گئی

عمر بھر شعر عاشقانہ کہے
ہاتھ سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے مین اتاری رند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دلکو ہوا اضطراب کے بدلے
وہ لطف کرتے لگا اب عتاب کے بدلے

طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے
حیا کے پردے مین رخ پر نقاب کے بدلے

کرنہ گواب سے تبدیل ہو تے موسمین کے
ملیگی گور میں راحت عذاب کے بدلے

صنم سمجھ کے لئے پوجے ہے سنگ اسود کے
گنہ نہ سمجھے ہوئے ہیں ثواب کے بدلے

آگے جو خاک سے مجھ مست کی سو کاوش
شراب بنی سے پیگے شہاد کے بدلے

بھی ہو خیال تو صوفی کا حال ہو کا غیر
جو پڑے تو بنے نہ مطرب رباب کے بدلے

چہرہ سفانے دیکھا نہ حسن معنی کو
کیا تجھے نظر نے انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغان ہوں مری عبادت ہے
مجھے شراب سے دھوئیں غسل آب کے بدلے

مین تھوکتے نہین ہو پہ ساقیا نے پیر
پیو بگا نہ پیر اہل شراب کے بدلے

بھی ہو فرشتہ مکرون قطرہ عرق سے تر
جو ایک شیشہ سے کوئی گلاب کے بدلے

مین پیر دین کو جیا تی جواب دے لونگا
گر دو تو سو تے کے بت اور کر شراب کے بدلے

ندیے سکے ہو اعمال کی مکافاتین
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھسے نکیرین جب کرینگے رند
مرا الہی پیر ہیگا جواب کے بدلے

## دیوان رند

ملا تھا جن کو ہوئے سے پہلے
جن بھی دیے چلا مرون خطا ہے
جن دو قون کا سے لکھ کے بیچے جاتے
ہاتھ تی جاتی ہے دلاوے ہے
نقش تر اکے مین ہیں ان جن بلاتے جاتے
قیس و فرہاد تھے مین ہیں کہ دو ہرا
ہم کہ ہر حرف جن مین کہ دو ہرا
چاہیے ترک کر دیا ہے تجھین
رنگ و بو پر فریفتہ ہو کر

نقش مسجد ہے ہو فیض بدل گئی
دیوانہ وار کیون نہ ہو مین عالم
فکر کی طرح سا تھا دا دیکھا
ن مرشد سوال کی جب تو بدل گئی

عالم پسند ہو گئی جو بات تجھ کی
جو حال تجھ بن آج کل وہ دماغ میں جلگی

وہ شوخیاں گئیں ترے شباب کی
صورت کے ساتھ خو بھی تمہاری بگڑ گئی

اب آس طرہ کا دل سے خلش دور ہو گیا
وہ کھٹکا جس جگر میں تھی سو کل گئی

سوز غم فراق کی تاثیر ہے یہ تین
اوسے کیسطرح تجھ میں تپ لگ کے چل گئی

وقت سحر جو اٹھ کے وہ آغوش سے گیا
تابش ہو کل روح بدن سے نکل گئی

یاد آگئی جو جنبش ابروے یار نسیم
بیساختہ چھری سی کلیجے پہ چل گئی

## دیوان رند

یارب مجھے بلا کے وہ پاؤں آپ آملے
مطلب بر آئیں دل کے مرا مدعا ملے

جب گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملے
کیونکر دماغ پھر ترا گلگوں قبا ملے

ہر گز نہ گھر فلک سے عنایت کی چشم تھی
فاقہ تھا ہجر کش کا اگر یہ شفا ملے

رکھو دکھا کے اپنے سامنے یوسف کی بھی مثال
کاٹوں میں اپنے ہاتھ جو صورت ذرا ملے

جیتا ہوں اور مرتا ہوں ہر روز فراق میں
اب موت آکے یا مجھے عیسیٰ شفا ملے

گلچیں سے کہدیں کوئی یوسف قبا ملے
گلشن سے کیوں کوئی ترا عاشق جدا ملے

لاتم ہو ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
پتھر میں ہیں جو نہ شان خدا ملے

مدت سے آشیانہ و گل کی خبر نہیں
پوچھوں چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھا یا طرہ کیا چیں جبیں سے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

بٹ جائے دو تھوں ہاتھ تبر کی ملے سے
اتری ہوئی جو پانوں کی تیرے حنا ملے

مرتا ہوں ہجر یار میں کوئی تو ساتھ کھنچے
وہ درد ہو تجھے کہ نہ جسکی دوا ملے

ہو برخلاف جب ترا اہل محل قبول
پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے

کوئی دن مین خون ناب ہو کر بہیگا
دل اب پاکسنے سے پھوڑا ہوا جاتا ہے

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون بر نہار رسوا ہوا جاتا ہے

بت کرین آرزو خدائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پانون تک اسکے
یار رستے سے پھر گیا آکر
بحر خون کی ہین مچھلیان پانچون
جو یہین سے ہو خاست ہون
معرفت آجائے قید مین صیاد
لب لیلین کی گر صفت مین لکھون
تیرے کوچے مین بادشاہون نے
نہ دلایا دلا و تسلسل اشک
رنگ تا تک کہین بدن مین نہین
نہ یکھے آن منھ سے کہ گر واعظ
خاک ہو کر نکالا اسکا غبار
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
وصوم ہو یا صلوۃ عذار و زمین
کاسہ زانو کا جام جم ہے مرا
خط کو مسند دا کے آج اشکل نے
کیا کرین آرزو خدائی کی
طالع بد نے نارسائی کی
بخت برگشتہ نے برائی کی
انگلیان پنجہ حنائی کی
رسم اٹھ جائے آشنائی کی
آرزو ہو گئی رہائی کی
سرخ رنگت ہو روشنائی کی
سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
سیر بن بار کی کلائی کی
انتہا ہو گئی صفائی کی
قاصی کھل جائے پارسائی کی
اور صورت نہ تھی صفائی کی
خضر نے کس کی رہنمائی کی
گوری گوری تری کلائی کی
سیر کرتا ہون مین خدائی کی
گلشن حسن کی صفائی کی

## دیوان پنجم

## دیوان رند

چھوڑ رنگین کہا کر رنگ گلگوں کا مجھے
ذرا بند نقاب دے گلگوں کیجئے

اپنی تصویر اور مری اک صفحے پہ کھینچ دیجئے
آپ لیلیٰ بنیے اور بندے کو مجنوں کیجئے

لائے طوفان جو مژگاں سے محیط اشک کے
تو غریق بحر خوں رند مسکوں کیجئے

نقش رہنے کیجئے تسخیر صحرا چاہئے
کیجئے سحر اس پری پر پڑھ کے افسوں کیجئے

کیا تکلف ہے اگر تیشے سے کاٹا کوہ کن
کوہ سے ٹکرائے سر کو تو ہامون کیجئے

اس لب لعلین پہ قربان کیجئے قوت کو
مفت کے ان داتوں پہ ملک مکنون کیجئے

سر پہ لیجا نا نہیں ہمکو اٹھا کر زیر خاک
جمع کر کے مال کو کیا مثل قارون کیجئے

گر اثر باقی ہے سر گشتگی کا بعد مرگ
گنبد مدفن کو گردان مثل گردون کیجئے

ولولے جوش جنوں کے گر ابھی دکھلائے
ہوش حیران سر سے تیرے اور فلاطون کیجئے

اس غزل میں رنج اصلاً مجھ کو ابھی جانے دیجئے
چشم عبرت کر سوئے قصر فریدون کیجئے

وصل میں تا چند بیٹھے رہیے پابند حیا
شوق سے حد ادب پائوں بیرون کیجئے

قبلہ ہم کر چہ شاگردان آتش ہیں ہمیں رند
مفتی کے ہوش اڑیں سید او مضمون کیجئے

چنبیلی و سروش مجکو نہ دکھانی چاہیے
چاند مکھڑا ہو دوپٹا آسمانی چاہیے

سرخ ہو جائے یہ رو گر زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

سوے سر گریے لیکن تن پر گرانی چاہیے
اب دکھائی زور اپنا ناتوانی چاہیے

روکے کیوں کہتا ہے ای یعقوب لے تسبیح کو
پھر ملیگا آکے یوسف زعفرانی چاہیے

مشکشف ہمپر ہوا شبکو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو اتش بانی چاہیے

گریہ ہی ہر دم کا ضبط نالہ ہائے کر مجھے
پھوٹ نکلے قلب بیکر سوز نہانی چاہیے

فرد ہو نے مثل ہر یکتا ہو تو اور شریک جس کا ہو
وہ بھی ہو شوق ہم آغوشی میں تم ہم شکل ہو جاؤ

پانوں پر سر کے ہے جھک کر دو ستم ہے
جان جاں آغاز سے بہتر ترا انجام ہو

دانت کھٹے اہل عالم کے ترے شیریں کرے
ہونٹ چوائے تری شیریں ادائی چاہیے

بار بار اپنے پسینے میں بجھاتا ہو وہ رند
تیغ ابرو کا ترا ہو جائے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہو
ہر مد آہ صورت شعلہ بالا بلند ہو

بوٹا سا ہو نہ پست نہ اتنا بلند ہو
کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہو

گو خاکسار خلق ہیں پر تبہ بلند ہو
سید ہیں خاندان ہمارا بلند ہو

کیا پست فطرتوں کی رسائی ہو ہم ملک
واقف ہوں میں دماغ تمہارا بلند ہو

یارب تو پار کیجیو برا بحق نوح
پل سے بھی آب موجۂ دریا بلند ہو

کیا آشیانہ پھونکا یا باغبان نے
جو دود و آہ بلبل شیدا بلند ہو

دن رات آہیں کھینچتا ہوں جس کی یاد میں
قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہو

تیری نہ بحث تجھ سے ابھی اٹھ کے آپ سے
شمشاد سے تو ہے وہ سراپا بلند ہو

کر کے پھول آنکھیں ہیں ابر دیں شعلہ فشاں
گل سے بھی شاخ نرگس شعلہ بالا بلند ہو

جلتا ہوں سوز عشق سے خاموش مثل شمع
ہجر میرے لب پہ آہ نہ نالا بلند ہو

کرتا ہو شہسوار کوئی تیزہ بازیاں
بالنسو غبار دامن صحرا بلند ہو

چھالے پڑ چکے ہر سر انگشت میں مرے
اک شعلہ جائے نبض مسیحا بلند ہو

## دیوان رند

تمام زلف پلیسا بلند ہو
دو چار جا تس نا آئے بھی ہو گا قد دراز
قبول جفوہ اگر ایسا بلند ہو
سوز قرا تعلل کو جلاتا ہی شمع ساں
اسکے بجائے دو اسرا شعلہ بلند ہو
بیلا تکا گر کے تن پر ہوا کے رند
پر شور ہاسے واسے کا پلیسا بلند ہو

خیال آگیا رخ کا تصور خط مین
کل بہشت ملا مجکو غبار کے بدلے

کیا ہی علیش تو مین نے اٹھائے بیداد کونسا
غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے

شب وصال مین کیون ہو بہزار جان سے
ثرا جیان ہے ہون بوسہ کنار کے بدلے

خدا نخواستہ کسی چاہ ذقن کا ہون مین مرک
کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے

اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش جی مرا
پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بھرا بانہون سے اس طفل شوخ نے اے رند
ثرا پاؤن سے اک لگنا سوار کے بدلے

## دیوان رند

اٹھا ہی پردہ فقط اک نقاب باقی ہی
ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہی

ہوا ہی پھر تجھے الفت کا خوصلا اودل
کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہی

چھپا نہین ابھی سر رشتہ عشق کا کل
ہنوز رسلہ پیچ و تاب باقی ہی

ہزار شکر ہے قیل و قال دنیا سے
فقط محمد کا جواب و سوال باقی ہی

ابھی نہال بچھورونگا عشق بازی کا
یہی ہین ولولے جشتاب باقی ہی

پلادے بادہ کشون کو اٹھا نہ پھر ساقی
صراحی مین کئی ساغر شراب باقی ہی

حلال کر کے وہ کہتا ہی اپنے بسمل سے
ترب لے اور اگر اضطراب باقی ہی

جو تھکوا تا ہی جلد آؤ دیکھ لون صورت
فقط دم آنکھون مین شمع حباب باقی ہی

دیا باد نوش ہون ساقی جگا دونگا
کہ اب بھی مے پہ مجھ مین شراب باقی ہی

ابھی تو خوب بہشت مین میکدہ پیا
چرا ہا دوام ہوائے شراب باقی ہی

وصال یار ہو کیا بات مجھ سی رند کی
مجھے لحاظ ہی اسکو حجاب باقی ہی

الفت ہی تیرے کوچے کی بنی ہے روح کو
مرجاؤں میں تو کاہے کو قاتل نہیں مجھے

جیتا رہا میں ہجر میں مرجانے کی ہوا
او موت تو نے اس سے کیا غافل نہیں مجھے

یاد آتے ہیں کسی کی مجھے گودنے کو رنگ گال
کانوں میں کھلکھلے ہیں گل یاسمیں مجھے

اس بوریائے فقر کی توقیر دیکھنا
جھک کر سلام کرتے ہیں مسند نشین مجھے

وہ دن گیے کہ جان نکلتی تھی آپ پر
اب کیا گھمنڈ کرتے ہو پروا نہیں مجھے

میں رو سیاہ حشر کو ہوں تو غدر فہم
دکھلائے نور ماہ یہ داغ جبیں مجھے

مطلب ہو کیا جو کرتے ہیں ہر دم پھر طلب مجھے
کھلتا نہیں بلا میں کہ کانکے سبب مجھے

منھ سے لگا کے وہ پکارتے ہیں جب بتب مجھے
آزردگی کا کچھ نہیں کھلتا سبب مجھے

کہتے ہو عاشقو نہیں عیش اپنے واسطے
تمکو غرض نہیں ہو تو پروا ہو کب مجھے

دیتے نہ ہو جیے نہیں منظور اب مجھے
تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے

کیونکر بیاں میں آئے تلک اسکے فراقمیں
ہوا اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے

مجھپر نگاہ قہر ہو غیر و نپہ چشم لطف
ہر مہربانیوں سے تمھاری غضب مجھے

تم فرش گل پہ چین سے سوتے ہو صبح تک
اختر شمار یوں میں گذرتی ہے شب مجھے

دنیا میں جیتے کا ٹکا نہیں ہے بھا
قہر خدا ہوا ہے تمھارا غضب مجھے

کیا تجھسے چشم لطف کی ظالم ہو امیدوار
ملوا ئیگے یہ پھر اسی شوخ سے جا بجا

بغداد سے پھر نہ چلا وہ شوخ دل ربا
گستاخ کرنا اسقدر اور نے اور مجھے

امکان کیا جو الفت کیسو رخ چھپے
دیتے جو کوئی حاصل جیں دو جہاں مجھے

## دیوان رند

## دیوان رند

مست پڑے جو بساط اپنی سو وہ نذر کیے
ہم مرے دین سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی پر
منھ پہ تیرے بھی ہوائی ہوائی چھوٹے

کوشش کریے ہے ہمیں دین نہ کیونکر جاوے
کب تلک یہ ہے ابر کی چادر چھوٹے

زلف دلدار سے دل چھوٹے کہاں کا ہرگز
جس طرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

موج میں تار رگ جان ہر مجھے ایسا ہی
بضعیں چھٹ جائیں گر ہاتھ سے ساغر چھوٹے

غیر کے ہاتھ سے لکھوائی ہو مہندی اسنے
ابتو فوارۂ خون اسو مژہ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی تری الفت سے نہیں
دیکھنا ایک دن اس قید سے مر کر چھوٹے

پہلے دھیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل پھنسا بیٹھے ہیں اب کیسے کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہیں اس قاتل خونخوار سے ہم
ہاتھ سے جسکے نہ دم بھر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی چاند ایسا بھی آکے کہ بلوئے جس سے
ساتھ ہو گیا ہی ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوق کے بھائیں ہیں رند
رو برو رہتے ہیں جو روٹھ کے کیونکر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہے یہ گوارا اے رند
پہ خیال رخ دلدار نہ دم بھر چھوٹے

دام کے ڈر سے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دل کہیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یوں لگاتی ہے دو آنکھ دل عاشق کو
جسطرح سے کوئی مکھ بچکے نہیں تیر چھوٹے

ہو وہی جوش جنوں گو کہ گئی فصل بہار
دست و دامان سے ابتک نہیں تم چھوٹے

طوق زنجیر کا غل ہے نہیں نذر الماس
قیدی خیرات میں امسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہا کا ہیں کیا اجال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت میں ہوئیں سب سے ملاقاتیں بند
اقربا چھوٹے مرے جان برادر چھوٹے

کیا ابلی وبا میں بھی پہنچ جائینگے اے رند
دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

واہ کیا شکل ہے ہر بت کی شباہت کیسی
آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی

دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی
پیار کیسا ہے مریجان یہ الفت کیسی

کون عاشق ہے ترا یار محبت کیسی
ابتو یہ یاد نہیں تھی تری صورت کیسی

ہڈیاں میری بجلیں تی ہیں ہوئیں ہیں
آج پھر کی ہے تپ ہجر نے شدت کیسی

رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
سانس لینے کی بھی مہلت نہیں فرصت کیسی

بے سبب دشمن جانی وہ ہوا ہے میرا
بغض للہ ہے اس بت کو عداوت کیسی

ٹل جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا
درگذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی

بل کے پانی نہیں پی سکتا ہوں تھی نا کیسا
سانپ کے عارضہ ہجر نے طاقت کیسی

کیوں نہوں مستحق لطف و سزاوار کرم
کی ہے سرکار میں بندے نے وفا کیسی

تم جو تو کہکے پکارو سر محفل مجکو
فخر ہو جائے مرے واسطے ذلت کیسی

مٹ گئے جسکی تمنا میں ہزاروں لیکن
کھینچی تصویر ہے اے صانع قدرت کیسی

تم بھی تو چندی میں اے چاند کبھی آؤ
دیکھو درگاہ میں ہوتی ہے زیارت کیسی

بجھے سے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی اے رند
جان تک دے یدون اوسے دولت کیسی

تنگ آیا ہوں اس حور کی بیداد گری سے
اولجھاؤ نگاہ اب تو کسی دردسری سے

قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا
درگذرا میں باز آیا تری نامہ بری سے

بجھ جاؤں کوئی دم میں اگر میں تو عجب کیا
بہتر ہے مرا حال چراغ سحری سے

## دیوان رند

اردو کے دیوان اشعار کو بجائی
انھوں جائینگے اگر دیر ہی ہو جائیگی
تنگ اہل محلہ میں مری نوحہ گری ہے
پیٹ کی اس بستی دل سخت میں کرن
کچھ ہوں میں اوا مری بات ہے
اگلا ہی جانا نہ اجھولا نہیں
ملو اسکے میں پھر سب مجھے
دیوانہ ہوں ہو الفت کسیوے
بجلی نہیں اس سانپ کو میں جانکھلا

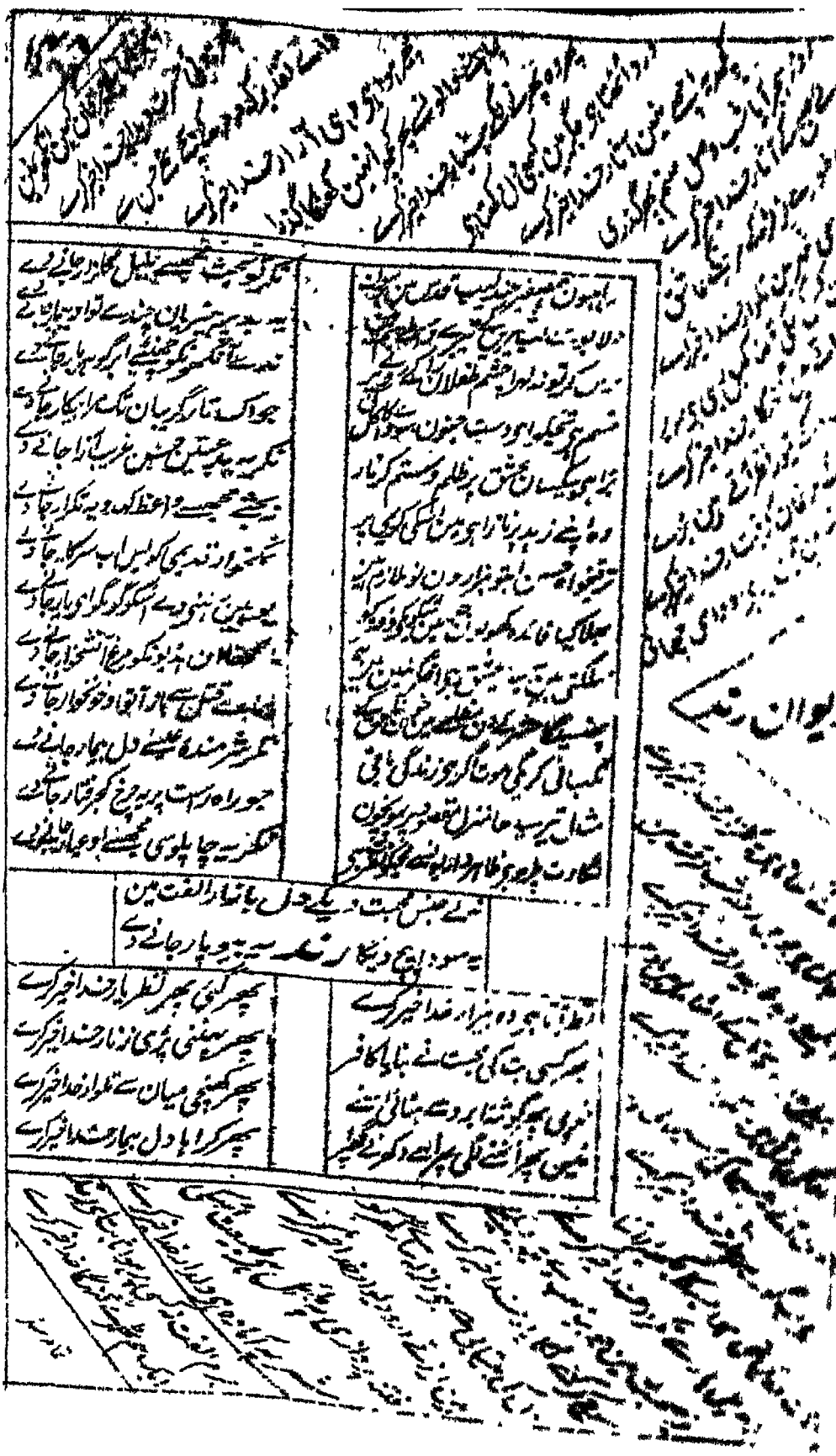

## متفرقات

تیرے سوا ہے کون جو میری مشکلات کا
تنہا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا

مضمون آبدار کے یہ تک مستمر رقم
بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منہ دوات کا

تسبیح تیرے نام کی ورد زباں رہے
ثابت ہو جب تلک کہ یہ پرشت حات کا

ولہ

عدم کی سیر کی دنیا میں اگر اک جہان دیکھا
خدا شاہد زمانہ پست جسمیاں دیکھا

ولہ

مٹ جائے دغدغہ کہیں روز حساب کا
منہ اسطرف کو پھر بھی نہ کیجے آفتاب کا

ولہ

دیکھ کر افتادگی سب نے غریب دل کیا
خاک ہو کر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا

اہل ایماں کی ہوا بعد فنا یہ منزلت
کب کسی نے مردہ سوسن کو گل تر کہا

ولہ

کیا مذکور اسکے سامنے جب طوطی کا بل کا
بھلا یا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

ولہ

اک پری پیکر کا پھر دیوانہ وشیدا کیا
بھر غضب میں محبوب الٰہی نے کیا کیا

پوچھتے کیا ہو شب فرقت میں ہم نے کیا کیا
رات بھر جاگا کیا میں یا یاں گرایا کیا

ولہ

پیالے نے بلبل شیدا تو دشیانہ اٹھا
جس کے تیرے مقدر کا آپ ہی دانہ اٹھا

ولہ

## دیوان رند

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

آج اس کو ہمکنار کیا ۔ خوب لپٹا بہت سا پیار کیا

ولہ

دم ندے آپ پہ کس طرح سے عالم اپنا ۔ آئینے مین تو ذرا دیکھیے عالم اپنا

ولہ

غفران پناہ رند جہانسے گذر گیا ۔ اچھا ہوا عذاب کشا در سر گیا

ولہ

کفر ہم جسکو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا ۔ جسپہ پوجتی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا
اب بھی آجاؤ جو صورت تمہے دکھلانا ہو ۔ دم کوئی دم مین مرا ورنہ مہمان نکلا

ولہ

دل مبتلاے گیسوے خمدار ہو گیا ۔ یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا
دق کا فراق یار مین آزار ہو گیا ۔ عیسے سے اپنے چھٹکے مین بیمار ہو گیا
رویا جو پھوٹ پھوٹ کے سوتی مین آنکھ ۔ اندھا تمہارا طالب دیدار ہو گیا
مرمر کے پہلے تھے مرض عشق سے بچے ۔ کیون رند پھر تمہین ہی آزار ہو گیا

ولہ

نہ پایا کون مکان مین تجھ لامکان کو پہنچا ۔ تری تلاش مین مین بھی کہان کہان پہنچا

ولہ

کچھ زیادہ ہی قلق اور بیقراری کل سے آج ۔ ولہ اے مسیحا خیر ہو حالت ہماری کل سے آج
ہو گیا انتظار کا کل مین مرا انتقال آج ۔ کھینچکر بھاگا ہی بلبل نے مرا دامان آج

## دیوان رند

ولہ

پھر ہوئی ہے یاد وہ خوار دنکو ہوئے سیر باغ
تو بھی آمادہ ہو ساقی برائے سیر باغ
قدرو نے سے سروگل کا کاٹنا منظور تھا
اب کھلا اے رشک گلشن جو عاکسر باغ

ولہ

سنو زبان الٰہی سوال سے واقف
جبین ہو عرق انفعال سے واقف
خدا کرے نہ تمھیں میرے حال سے واقف
ہو مزاج مبارک ملال سے واقف

ولہ

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق
خط دیکھ اس سے کہیو زبانی سلام شوق

ولہ

دل کو لئے لیتا ہے محبوب جو ان ایک ایک
مل ہو رہتا ہے مجھے آفت جان ایک ایک

ولہ

پیدا جو آئینے میں بھی ہوتی صفا ترے دل
سینے میں اپنے کھتا سکندر بجا ترے دل

ولہ

کیجئے کرتے ہو جن لوگوں کی غمخواریاں
خوش نہیں آتی ہیں بندہ کو یہ ظاہر داریاں

ولہ

بغیر ماہ کے لطف مے و کباب نہیں
پیالہ زہر کا ہے ساغر شراب نہیں
وہ صنم کو نسا ہے جو کہ انتخاب نہیں
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیرے نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہے کافر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہے بام پہ پروانہ کر تو عاشق سے
حکیم سے مسم اللہ کو حجاب نہیں

# دیوان رند

ولہ

ابھی عشرت میں ہم آؤں سر بزم جہاں تم رونا
تمہارے رنج میں زاروں و زندان تو بھی ہم رونا

سب اعلیٰ سے ہے اسفل مے عشاں تو بھی ہم رونا
دست غلمان سے پلا پنجہ مرجان تو بھی ہم رونا

کھولدوں بیچ کو میں مسجد و بتخانہ کا
تم کو کیا ہے جو دل گبر و مسلماں توڑوں

اپنے محسن کے تئیں احسان فراموش کروں
وہ نہیں میں کہ نمک کھا کے نمکداں توڑوں

ولہ

اب عزیزاں تک چھاتے ہیں مرے لگنے لگے ہیں
بیتیا بیوں نے دلکی کیا پالوں نکالے ہیں

ولہ

رنج کو پوشیدہ عشرت حاصل کرنے میں
اچھی صورت کو چھپا کے ہیں برا کرنے میں

ولہ

انہیں آئی جوانی تن میں کیا کیا کرشمے ہیں
تن شفاف ہے یا چشمہ مہتاب کے نیچے ہیں

سر راہ بادہ خواری عبث ہے محتسب کا ڈھونگ
ہمارا ہاتھ ہے دست و گریباں تار دامن ہے

ولہ

ہمارا جو قتل کے در پے ستمگر دیکھتے جاؤ
تڑپنے پر یہ بسمل کے جگر دیکھتے جاؤ

ولہ

کبھی دنیے جو رخ دکھائے نہیں ہو
سبب کیا ہے جو تشریف لاتے نہیں ہو

ولہ

ہوئے ہیں عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل غمیں دیتا ہیں اس بات پہ آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

ولہ

مشق کر مشق کہ لطف سخن پیدا ہو — خود بخود شعر میں بیساختہ پن پیدا ہو

وله

پھنسے ہیں پنجے میں صیاد کے سر پر باندھ — ذرا تو کیجیو پکڑ قاتل کمر کو باندھ
قفس میں جی مرا لگتا نہیں صیاد — جو پھر پھر کر کہوں تو میرے بال و پر باندھ
نمک بھی تھوڑا چھڑک دے تو چٹ زخم پر باندھ — نہ ٹانکے دے تو چٹ زخم پر باندھ

وله

نکلتی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ — اپنا بھی کوچ ہوگا تمہارے سفر کے ساتھ
سویا نہ صبح تک خط و خال کی یاد میں — آنکھیں تمام رات لڑائیں قمر کے ساتھ
کیا دوز خبر میں ہیں پھنسے ہیں غریب کی — سعد و نحس ہیں بھی تمہارا کمر کے ساتھ

وله

یہی زندگی ہے تو مرتے رہینگے — سدا دن مصیبت کے بھرتے رہینگے

وله

فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی — او جان جہاں جان تو لیوں ہی نہیں جاتی

وله

پابند یہ مرغ جان تنہا نہ قفس کا ہے — پھندا بھی تو گردن میں اک تار نفس کا ہے

وله

بیان کیا کیجیے کیا واردات اتنی ہے — وہ بولتے نہیں کچھ منہ سے بات اتنی ہے

وله

پایا جو اپنے ذبح کا خریدار رک گئے — ہم منت تیرے ہاتھ جفا کار رک گئے

## دیوان رند

وله

وله

وله

وله

وله

وله

وله

وله

وله

ولہ

اسکو نسبت دیجے اسکے رخ پرنور سے — خور بتر کہیے اسے اسکو بتر خورشید سے
پھر شب مہتاب مین سامان عشرت ہو نصیب — بادہ اگر ناب چھلکے ساغر بلور سے
تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیرین سے — کوہ کن بھی کم نہین بیکار کے مزدور سے
غیر نے کیا کیا بٹھائے ضبط لیکن بیٹھے — ہین ملاقاتین اسی معمول سے دستور سے
بعد مرد ان گلشن جنت جہنم ہو گیا — پھر گئی انکھو مین صورت تیری کل جو حور سے
وجد جنسیت سمجھ اسکو جو اکثر شیخ جی — وجد مین آتے ہین آواز خر تنبور سے

ولہ

وصل کی شب ہین ہی قاضی حاجات رہے — حشر کے روز تلک صبح لنورات رہے
ترک اب ہو جاے اب اس سے کہ ملاقات رہے — دم نکلجاے بلا سے پہ مری بات رہے
قصد کرتا نہ بوسہ پہ بڑھا پیکا دلا — مغتنم جان جو اتنی بھی ملاقات رہے

ولہ

خدا کے واسطے ملنے کسی قرینے سے — ہین خاک چھان کے ہاتھون کی کئی مہینے سے
وہ ماہ رو سنین ملتا کئی مہینے سے — الہی موت دے گذرا ہین ایسے جینے سے

ولہ

آئے نہ عیادت کو بھی بیمار کی اپنے — لی خوب خبر تمنے گرفتار کی اپنے

ولہ

طلبیت اسکی عبث مجھسے بے نیاز پھری — بیانوبند سے ناحق نگاہ ناز پھری

ولہ

جان بلب ہوا دل بیمار اسکے واسطے — نکلی جاتی ہو یہ جان زار اسکے واسطے

ہاتھ آئی ہو نہ محسوس انگلی ہوتی ہو
کسی انسان کی ایسی بھی نگہ ہوتی ہو

آج رخصت ہے مری کوچہ دلبر سے نسیم
در و دیوار چسمرت کی نظر پڑتی ہو

ولہ

مچھری کس لطف سے پھیرے ہے گلے پر اپنے بسمل کے
جو بن مجھ تا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے

دکھاؤنگا اگر میں زور اپنی وحشت دلکا
تو چوری کی طرح توڑونگا حلقہ کی سلاسل سے

گریبان چاک کر ڈالا کئے تکرے سلاسل سے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ رہجائیگا قیس نر اکیلی تیرے ناقے سے
غزال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے

جنون نے بعد مجنوں محکو بھیجا بیابان کو
روا نہ ہوتا ہو عامل ہمیشہ بیعدل کے

کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی الٹیگی پھنکر پاس ساحل کے

ولہ

لا لسان اب چل کے سیر کوہ و صحرا کیجئے
تا کجا داغ جنون کو دل میں اخفا کیجئے

گلشن حسن لطافت کا نظارہ کیجئے
ذرہ برد بٹھلا کے آور اسکو دیکھا کیجئے

راز پنہان محبت کو اب افشا کیجئے
خود بھی رسوا ہو جیئے مجکو بھی رسوا کیجئے

اور بگڑے سے بھلی لگتی ہو صورت آپکی
سو پریشان رکھئے پاکر دل مکو میلا کیجئے

دامن کہسار کہ دشت میں تنے کیجئے
چیتھڑے دامن کے اندخار سے لیجئے

ولہ

کیوں ان رنگ حنا ہاتھ سے کہ گران ہو
کل ہاتھ میں لینے سے لچکتی ہو کلائی

ولہ

موت اپنی بھی تجھسے یاد جو آئی ہوتی
گور کن مٹی میں مٹی نہ ملائی ہوتی

## دیوان زند

## دیوان رند

تشنہ ہیں تو توانائی تعزیر حمایت ہے
فریاد رس عالم ہنگام کفالت ہے

ولہ

ایما ہے کن ابرو ہی چشمک ہے اشارت ہے
معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت ہے

مرنے کو آسایش تدبیر کو زحمت ہے
ہر طور سے مشکل ہے ہر طرح قیامت ہے

چنگاریاں اشکوں میں نالوں میں حرارت ہے
عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہے

آتی ہے صدا اسکے کشتوں کے بدن سے
یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے

ولہ

آکر رو وصل یار دیکھے کب تک ہے
حسرت ہو جس کو دیکھے کب تک ہے

ولہ

توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحب جمالوں سے
وفا پائیگا اور دل ایسا بھی لیگا تو کن خیالوں سے

بچیں تا سکو میاں میں تعلق یار کے میں تمکو
اگر اس شوخ کی بندھتی نہیں نا رشتہ بالوں سے

رہے ہے جو صدا آسایش میں گردن اٹھائے ہے
مصیبت دیکھے کو ہو نگر سے نازونکے پالوں سے

ولہ

طفلی میں بھی یہی تھی بطینت جو آج ہے
یہ رند بھی قدیم سے عاشق مزاج ہے

ولہ

جسے دیکھا سو ملک عدم سے آرہی ہے
چلے جاتے ہیں ہم آنکھیں ہیں جو ہر اہ تمہارے

ولہ

اپنی کلغونکو جو تم ہاتھ لگانے دیتے
راہ گیسو میں ہر اسیدان کئی شانے دیتے

اسقدر سبز قدم ہو نہیں کہ گلچین مجکو
ہر گلگشت چمن یک نہیں آنے دیتے

بات کرتے تو میں گالی بھی تمہاری سہتا
پانوں بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے

ولہ

اب چھوڑ دے حجاب کو پردہ اٹھائے
مشتاق ہیں جمال کے صورت دکھائے

ولہ

کون زاہد ہے تو فاسق کسے کہواتا ہے
سب وہی کرتے ہیں جس کا مرتو فرماتا ہے

ولہ

حضور قلب سے کسدم دعا نہیں ہوتی
تری جناب میں کب التجا نہیں ہوتی
نصیب شربت عناب لب نہیں ہوتا
میں وہ مریض ہوں جسکی دوا نہیں ہوتی
مقام ضبط کا ہے دل شکستہ ملال
کرے جو شیشہ بھی ہاں تو صدا نہیں ہوتی
کوئی غریب مگر قافلے سے چھوٹ گیا
جو بلند آج صدائے درا نہیں ہوتی
کدورت آئینے کی دور ہونے سے صیقل
صفائی قلب کی بے اتقا نہیں ہوتی
گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال
جو استخوان کو بھی تو رون صلا نہیں ہوتی

ولہ

بخط ہر ایک کو جسکے تہ شمشیر ہے
مملکت میں ماہر وہ بنکی بڑا اندھیر ہے
ایک سے ہیں نامور نامرد اپنے عہد میں
ہر سگ دیوانہ اپنے زعم میں شیر ہے
کوئی کافر پوچھنے والا نہیں اس ظلم کا
بیگنہ خون مسلماں ہو یہ کیا اندھیر ہے
میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہے جنت ہی کو
نعمت دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

ولہ

تسیم گیسو مسکین یار آ ہی گئی
تن عروس کی بو ایکبار آ ہی گئی

ولہ

## دیوان رند

صبر اجل کا ذوق تمنا تری لانی ہے
اندھیرا ہے ذوق مجھ نا توان زادکش
ساقی سے پیشتر بھرا ہوا ہے آئے آئی ہے

ولہ

پانوں پڑ کر بھی تو نہ مانا روٹھنا تیرا
ہم منا لائے تو کسی دن چھوڑ جانا تیری

ولہ

رونے کا فوری کی انکھوں میں پانی بھر آئی
دو روز دانش شعور دیکھ کر دم میں کیا کیا

ولہ

نزاکت ہے جو صورت آشنا کی
مجھے ہوتا ہے کل کو سو ہوا دار

ولہ

ایمان ضعف سے ہوا نہیں چاک
اب اور درست جنون دوشت ہے

اشعار فارسی

ولہ

یوں مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
ہوکے آئی ہے صبا آج تو کس گیسو سے

صبح تک شام سے کرتا ہوں تو ذکر اسکا
رات بھر لگتی نہیں میری زبان تالو سے

فکر نے تجھکو دیا منزلہ اسکندر کا
شکل ذکر ہی عیاں آئینہ زانوں سے

رند مشرب ہوں مرا مہر و محبت ہی طریق
نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے

گرسنہ مضموں ہو تو بھیجو جو میں نکلے کوئی
کمر باندھ کو بادسوں نے سو باندھے

ترک خونریز کہوں تو دم شمشیر اسکی نین
کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے

ولہ

اگر ترے کوچے میں گدا شاہ ہوا ہے
شاید تری دیوار کا یا ظل ہما ہے

ولہ

سنتا ہی نہیں وہ بت گمراہ کسی کی
ایسا سنو بہرے کہیں اللہ کسی کی

سر دینے کو بیٹھے ہیں بہت جانثار تیار
مشکل کروں آسان کبھی اللہ کسی کی

جلتے ہیں عدو کیوں نہ ہو اس شعر پہ کیا کا
الفت نکرین تیرے ہو خواہ کسی کی

در خانہ جلا آؤنگا اکدن ترے گھر میں
سنتے کا نہیں بندۂ درگاہ کسی کی

ولہ

سحر کو ہم ہیں درد و داغ جان جان ہجر
وصال یار میں شب ہائے ہجراں ہے

پسینا حسن ہے چاہ ذقن کا
نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنواں ہے

ولہ

تھی الگ کسی زلف گرہگیر سے آگے
اک سلسلہ تھا مجکو بھی زنجیر سے آگے

دیوان رند

## قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا یوسف بیر علم — قاسم حوض جہاں ہست و اللہ علی
رونق افزائے قسیم نمود سال این — جام پر آب دہید حوض چاہ علی

## تاریخ سبیل قادر علیخان

پانی وہ کربلا میں ہوا ہے سبیل کا — قادر علی جو خان ذوالاحترام ہے
مقبول کیوں نہ سبز ہو پانی کو دیکھ کر — دل سے پسند طبع شہ تشنہ کام ہے
شیریں ہے اسکے آبدہی کیونکر نہ ہو بیان — ہر انجورہ پانی کا شربت کا جام ہے
آرزو خیال کیجیے تاریخ اسکی نظم — شاعر ہو عین بحر ندی بیر کام ہے
پانی پیو سبیل کا تم یاد رام ہے — پانی پیو سبیل کا ۱۲۹۳

## رباعیات

عاشق کو اپنے آپ سے بیگانہ کر دیا — پیر جاندہی مشکل کے حل کر دیا
خیال کے کہوں میں کیا نہ کر سکے — جسطرح سے ہو سکے بیان آو کر دیا

## غزلیں

تنہا ہے کبھی بار کو میں جاتا ہوں — اب ہے دو دو کر کے جاتا ہوں
کہتا ہے وہ مسکرا کے اے رند خراب — میں تیری انہیں باتوں سے گھبراتا ہوں

## دیوان رند

## دیوان میرزا

وہ شیخ دیکھتے ہین جا بجا بام کے تماشا
مشتاق گلی مین ہین کھڑے دار و رسن کا

انبوہ سا انبوہ ہی ہنگامہ ہی برپا
عشاق سے ہی کوچہ معشوق مین میلا

رستہ نہین ہی بھیڑ کے مارے کئی دن سے

کس وقت ہمارا دل بیتاب نہ ترسے
رہتا ہی یہان چار پہر یار نظر سے

کیا شب کو ملاقات ہوا شیخ سے نیمر
وے صبح تلک نہین وہ بات کو گھر سے

خورشید کے انداز مین سارے کئی دن سے

بس چپکے ہی بیٹھے رہو کچھ منہ سے نہ بولو
فقرے یہ کسی اور کو دو قسمین نہ کھاؤ

گر ان کو تمہارا کرب آنکھون کو چرا دے
ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ

بگڑے ہوئے تیور ہین تمہارے کئی دن سے

یہ عشق فسون کار رہا رنگ ہی لایا
اب آپ کو بھی ہنسنے لگا اپنا پرایا

لیلیٰ جسے سمجھے تھے وہ مجنون نظر آیا
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا

گھیرے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے

اینے کے مانند نظر آتے ہین حیران
مستی ہی نہ کاجل ہی نہ مہندی ہی ہی یہان

کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ ہی مانگ مین افشان
کس گتھ کا کل کا کیا سوگ سر جان

کیسو نہین کیون منہ سے ہمارے کئی دن سے

سب خشک نظر آتے ہین اور چشم ہی تر ہی
ہر بات مین بھرے ہوئے نقش صور ہین ہر ہی

کس کے لئے رہتے ہو یہ عالم ہی یہ عالم
کس چاک گریبان کو کیا آپ نے رفو ہم

کپڑے بھی نہین منہ سے اتارے کئی دن سے

شکر ہے کہ ہر گام ہی شکوہ کرین کیونکر
افضال الہی سے کرم انکے ہین ہمپر

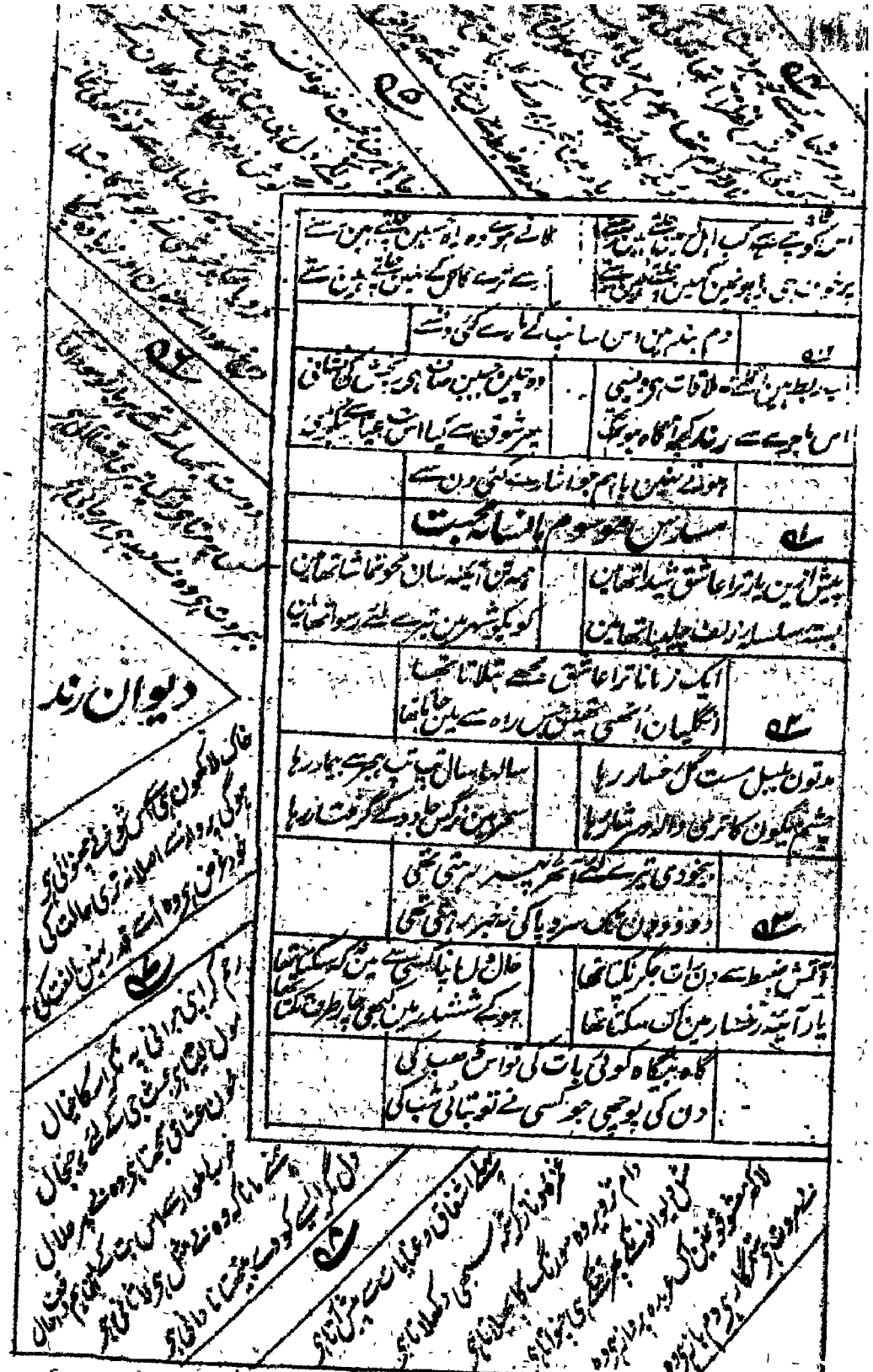

## دیوان رند

دیکھ جائیگا تو مان کسیکا کہنا — یاد آئیگی آپ مجھے جب ہو کسی کا کہنا
آنکھیں تھک جائینگی شب سا اثر جائیگا — ہاتھ مل مل کے کہیگا کہ کوئی کہتا تھا

جان اور دل دیکھ کے نادان نہ شیدا ہو تو — دوستا یہ تجھے سمجھا چکے مخلص رہے تو

مطلقاً پند نصیحت نہیں کرتی تجھ پر — گستاخ رہا تھا ایکبار ایک کی تین تیکھی
عشقبازی کا مزہ جب جو چکھا تھا تیں نے — جس بگ بیٹھ گیا کاٹ دے آپ پھر

ہیں کہاں خواب فراموش خورشید جمال — جسکا دل ہو ترا سا پکے اسے آرام کہاں

دلمیں کہتا تھا مجھے جیسے تھا ارمان کبھا — حور آئی تھی نظر یا کوئی انسان دیکھا
پھر نہ اکبار بھی اسکو کسی عنوان دیکھا — حیف صد حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا

وصل کی طرح سے اس شوخ ستمگر کا ہو — نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گھر کا ہو

ڈھونڈھنے والے کو دنیا کوئی دلدار نہیں — آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے سو جاؤ یہیں
وہ لوگدرنہ ادھر ہی سے گذر جاؤ یہیں — عشقبازی ہی یہیں بھلا نام تو کر جاؤ یہیں

جمع دنگل کو رہے شاید وہ پہلوان آئے — پیٹنے اور کے جنازے کو اٹھانے آئے

دن تو ہر طرح سے ہو جاتا تھا حاصل لیکن — لالہ تھی آفت تازہ شب فرقت دلبر
مردنی شام سے چھا جاتی تھی آنکھوں پر — رونق کرتا تھا شب ہجر کی ہر مرد کے سر
ایک جا پر نہ قرار آتا تھا بیطاب کیطرح — لوٹا کرتا تھا بیماری نے اب کیطرح

جیتے باقی مجھے نہ اتنے بھی رہے ہوش بجا
بجز اسی ہوش طلبی مجھ سے عبث ہے آنا

۱۹
آگیا بیتنے کے ہونٹوں پہ مرا دم بعد کر
بڑا اطراف کا عالم ہوا بیتابیں جیٹ کر

دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال
کچھ تسلی ہوئی کچھ غم ہوئے لگے سنبھلنے حواس
دل مشتاق تھا اس کی تڑا جو کا جمال
جان مجبور کو وہ چند ہوا ذوق وصال

۲۰
درمیان نامہ و پیام مریجان ہوئے
قول و اقرار ہوئے وصل کے سامان ہوئے

شکر ہے شکر ہوئے ہجر کے ایام تمام
رفتہ رفتہ کی ہوئی تجھکو ملانے کی خبر
کر چہ آغاز برا تھا پہ ہوا نیک انجام
صبح وصل آئی نظر کر دیا ظلمت شب کی

۲۱
لائے تشریف مرے گھر میں سراسر کیا
جو تصور میں تھا تجھسے وہ اندازہ کیا

آتے ہی ڈالدے گلے میں ہیں
اپنے آنچل سے مری آنکھوں کے آنسو پونچھے
منھ پہ تبسم کرکے ہوئے دیر تلک کہتے رہے

۲۲
رنج ہوتا ہو نہ رو تجھکو مرے سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو تجھکو مرے سر کی قسم

جشن شادی کا ہی ہنگام مگر حال تباہ
ہنو خلق تمسخر کو دیں ہمیں ہائے خدا
مجھکو بھی رنج جدائی تھا نہایت واللہ
عالم الغیب مرے حال سے کامل گواہ

مجھکو یاد نہیں آنے کا تو کب واقف ہو
جو مرے دل پہ گذرتی ہو خدا واقف ہو

## دیوان رند

اسکے دیوانے ہین ہم جانب شیدا ہو
جان دین اسپہ کوئی ہم سا اگر پیدا ہو

واسطے اپنے جو بدنام ہوا رسوا ہو
کسطرح اس سے محبت نہ ہمین پیدا ہو

بوالہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہو
چاہنے والا زمانے مین کہان ملتا ہو

واقعی مجھسے اسی طور سے تم پیش آئے
جو ند دیکھے تھے وہ الفت کے ہر دکھلائے

چین آرام جو صاحب کی بدولت پائے
لا بیان ہین وہ زبان کہونکر لائے

لاحتین وہ کسی لبر سے نہ پائین مین نے
لذتین سا تھ تمہارے جو اٹھائین مین نے

دل ہی تھی مری ہر وقت تمھین مد نظر
حال پر ہی ہی مین ہوتی تھی لبر تجھ پر

اٹھنے دیتے تھے نہ تم پاس سے محجوب مجھ
بیشتر زانو کو کرتے تھے مرے بالش سر

میری ہی فکر تھین ہر شام سحر رہتی تھی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی

عاشقانہ غزلین بیٹھے سے پڑھوا تے تھے
کتنا خوشگو ہی تو تعریف بھی فرماتے تھے

پان میرے ہی لگائے ہوئے خوش آتے تھے
اور سے بیکے گلوری کبھی کھاتے تھے

سر سے مین دیتا تھا مستی مین ہی ملواتا تھا
منھ سے ہی مین ملتا تھا گلے مین ہی بیتاتا تھا

یاد ہر بیٹھے سونے کو جو ای حوالتا
سر مرا رکھتے تھے بازو پہ بٹھا کر کیا

اور کہتے تھے مرے ساتھ لیٹ کر سوتا
صبح تک بون ہی پڑا رہیو تو کروٹ نہ لینا

تھا ہی صاحب کے سونے کا قرینہ ایسا
لب پہ لب رہتے تھے اور سینہ بسینہ ایسا

۳۹ اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے
دھیان میرا مگر دل کو سنبھالو اپنے

۴۰ بھلے سنتے تری مکری ہوئی باتیں ہر بار
بجز امید بھی دل بھنگیا گھسے دلدار
یکلخت نے لطف ملاقات سمجھ کر بیکار
رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار

۴۱ صدمہ ترک ملاقات گوارا کر کے
کیا کروں بیٹھ رہا تجھسے کنارا کر کے

۴۲ نہ مکرتا تو مرے جان بھلا کیا کرتا
کیا بخبر اسکے علاج دل شیدا کرتا
وصل میں ہجر میں کسطرح گوارا کرتا
کب تلک ظلم و ستم روز کے دیکھا کرتا

۴۳ ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا میں نے
خار الفت کو ترے دل سے نکالا میں نے

۴۴ شور کو اور غیرت شمشاد یہی سمجھا یا
کسنے ان سرو قدوں سے ہی بھلا پھل پایا
پھول سے رنج کا ترے دھیان مجھ کو بھلوایا
باغ ہستی اور زمانے کا نہ دکھلایا

۴۵ دل لگا جسمیں اسی شغل میں مصروف کیا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا

۴۶ یکقلم دل سے مٹی یار محبت تیری
مضطرب اب نہیں کرتی مجھے قدرت تیری
یکلخت یہ یاد نہیں کبھی تھی صورت تیری
کون عاشق ہے کسے باقی ہے الفت تیری

۴۷ ہمکو تم بھول گئے تم نہ ہمیں یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

۴۸ مدتے پھر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے
مہربانی کی کرم بندے پہ فرمایا ہے

جب کی بات کا ناچیز نے انکار کیا
نامۂ شوق قلم
اے دل ربا
انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرور دوران
سرور دل و راحت قلب و جان
سلامت رہے سلامت رہے

## دیوان رند

مجھے آہ و زاری سے یان کام ہے
مین کیونکر کہون جسکو آرام ہے

سنین نے اثر ہوتی عاشق کی آہ
کرے ہے اور کرے دل مین جا بے راہ

زبان پر سلاتے ہو گو حال دل
نہ جانے کوئی تا کہ احوال دل

مگر جی مین واللہ رہوگا خیال
وہ محرم یان سے گیا ہے وصال

اڑاتا تھا آکر جو کوچہ مین خاک
وہ دیوانہ یا نہ سے گیا دہ ناک

مجھے بھی یہی رنج ہے اور ملال
اسی بات کا ہر گھڑی ہے خیال

رہا ہجر ہی وصل کی رات بھی
عبث وصل سے ہو گئے متہم

مین ناشاد اک شب سنجاتا اگر
سنوتا جدائی کا رنج اسقدر

عبث دل لگا کر غضب مین پڑا
مصیبت مین رنج و تعب مین پڑا

ہا درمیان سیر سے آنکہ یاب
نہ سر کا دوشالے کا رنج سے نہ آب

تصور یہی دل مین کرتا ہوا
چلا جاتا تھا آہ مین بھرتا ہوا

قلق جسکہ از حد زیادہ ہوا
تو روزہ رکھے بس اس حال کو پہنچا

## غزل

مجھے اسکے کوچے سے آنا تھا کیا
گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر مین
یہ کیا ہو گیا مین نے جانا تھا کیا

اسے دوستی جو نہ منظور تھی
مرا اپنے گھر مین بلانا تھا کیا

مرے حال پر گریہ تھی چشم لطف
تو پھر پھر کے آنکھون مین آنا تھا کیا

دکھانا نہ تھا پھر جو منہ چاند سا
تو اک بار صورت دکھانا تھا کیا

| | |
|---|---|
| سرنگا فرسے پاس تا قبر انسان | کرونگا مین تعویذ دل جز جان |
| اور اکثر خوف قسمت مین گھبراونگا | اُسے لال کرکے گل کھاونگا |
| یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین | بھیرون بیسرون جان ثنا دمین |
| یقین سے بریلی کو جانا ہو تحقیق | قدم اپنا آگے بڑھاتا ہون مین |
| جو باقی رہا میری جان مم مین دم | تو پھر آکر دیکھتا ہون قدم |
| بجا لاؤنگا سب حق بندگی | غلامی کرونگا مین ثانی زندگی |
| نہ چھوڑونگا تجھکو کسی حال سے | مین قربان ہون جان اور مال سے |
| جو ہر تو ہے تو مین ہون جوہری | مین دیوانہ ہون تو اگر ہے پری |
| اگرچہ نہین تجھسے ہرگز گمان | کہ ہو غیر کے حال پر مہربان |
| ولیکن مین مجبور ہون اے حور | کہ عشق مین بدگمانی ضرور |
| تیرے مہری مہنگی جیب تک نہ پائے | مجھے پیچھے جو اور سے دل لگائے |
| کہا شاید مین جیتا پھر آیا وہان | ہوے غیر کے بس مین تم میرِ جان |
| یہ سنتے ہی جی سے گذر جاونگا | یقین جان نے موت مر جاونگا |
| ذرا دھیان حیران ہے اپ کو | نہ سنا کوئی کچھ ہے اپ کو |

یہ خط ہو مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ بہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا سایستہ بر یور دار کبریا ہے خدا وندی واجب التعظیمی است

## دیوان رند

گمان نہ رہتا تجھے بارگاہ
فلک سے شہا آل طاہر و اصحا
کیا راصول فقہ رضوی امام
تحفۃ التقلید ہست کہ بشر
نیان قطع یا این ضلال و ادیان
باطلہ نمودہ و تردیان شیخ شہر
مذاہب مفسوخہ بحکم فرمودہ
اما بعد بر راے بیضا ضیاے
ارباب فراست و اصحاب
کیا ست مختی و مجتنب عنانا و
کراین نہ مایہ بیع بمبر بدا زایام
در روز و شب بطالہ و دوا دل ما ساختہ
بجی سود اے خود و بخن در سر بود
مقتدین چہ فارسی و چہ ہندی و عرف
اوقات می تود و اصلاح یحصل
قلب دری کی یہ مرقت و یات
عاشقانہ پرسش از صدر زیادہ و از نقد
از یہ

از بر نموده مانند عندلیب فصل بہاری از ہر مدرشعر خوانی بلند بیساختہ باستماع ابیات عاشقانہ حالت وجد طاری میشد و دل عشق منزل مثل مرغ بسمل بیتابانہ میطپید گویا مانند قیس مجنون عشق ابتلائے بحر از بطن مادر ہمزاد آورده بود بالاخر ہوای سا عری در سر افتاد و اکثر اوقات مرائی و سلام و ریاحیات در عزاے مولا و مولے الکونین ابا عبداللہ الحسین منظوم میکرد و تخلص فائنمود و بشیر گوہر بہائی لیاقت ہم بیان بیان در سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم ترتیب داده بود و از سیر مستحسن خلیق کہ در زمرہ گوئی عدیل و نظیر ندارند شغل مشاورت میداشت بعد چندے بہ یوصوف روانہ فرخ آباد شدند و ہم آنجا بتاریخ ہفتم رجب ۱۲۴۶ ہجری از فیض آباد وارد دار الخلافت لکھنؤ گردیدند از حسن اتفاقات باجناب مولائے معظم و مکرم زبدہ شعراے عالم خلاق المعانی نہنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فارس میدان سحر حلال صیرفی دیار بلاغت محک عیار فصاحت چکیدہ قلم اعجاز رقمش را اگر مغز قلم گویم بجا بست نژادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیبا ست ابلغ البلغا و افصح الفصحا جناب خواجہ حیدر علی صاحب متخلص آتش مدظلہ العالی اتفاق ملاقات افتاد لبصد ذوق و کمال شوق استدعاے ملمذ بخدمت فیض موہبت شان نمودم از روے فور مہربانیہا و اقتضاے حسن اخلاق کہ بجبہہ مرضیہ و شیوہ سینۂ ذات بابرکات ست عرض اتم مقبول گردیدند ازان روز در داخل زمرہ شاگردان عقیدت گزین و حلقہ بگوشان ارادت آئین گشتہ استفادہ غزل گوئی از جناب معزی الیہ حاصل کردہ و میکنم و تخلص خود کہ اسم با مسمی یافتم حسب الارشاد جناب مخدومی رسند قرار دادم و اجزاے سابقہ کہ مثل عزیز مید اشتم روبروے اخوان زمان بالتمام در چاہ انداختم و ازینجا از ابتدائے شاگردی جناب مخدومے لغایت آخر ماہ رجب ۱۲۴۶ ہجری رطب یابس موزون کردم و داخل کلیات ہذا نموده موسوم بہ گلدستۂ عشق ساختم التماس بخدمت منصفان زمانہ آنکہ اگر بمقتضاے بشری خطاے رفتہ باشد از دخل بجا بدرستی آن پردازند مصرع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود و این خوشہ چین مزرعہ را بدعاے خیر یاد فرمایند

تمام ہوا دیوان پہلا

# دیوان ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپکو کھو یا مگر جو یا خدا کا ہو گیا
روز جیسے منکشف فقر و غنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہونا ہی کبھی
عرض کرتے کرتے جو موقع التجا کا ہو گیا

حال رخ کے عشق میں مجھ سے جو عاشق کر گئے
سنکھیا کا عالم اس صحت شفا کا ہو گیا

کیا اثر پھیلا ہی میرے نالۂ جانسوز کا
شعلہ آتش ہر اک چھونکا ہوا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہو کی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

اس نگاہ تیر سے دل ہو گیا جسدم دو نیم
میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے ادبت تجکو کیا معلوم ہوا
مفت تیرے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا

حور کے غمزے سے جنت میں کہاں خوش تھے ہم
اسی پریرو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

بت پرستی میں جو آئی اس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس میں عالم بکا کا ہو گیا

یاد آیا ہے کہ معشوقہ نہیں بھی تھیں الفتیں
قحط اپنے عہد میں مہر و وفا کا ہو گیا

تاں منظور تھا ہر چند پہلے سے ولے
حیلۂ معقول صاحب کو حنا کا ہو گیا

پا بپیچے اس شوخ کے پر بنکے اڑنے لگا
باد یا اس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا

خار و خس تھے ہو میں پیدا جس تلک تھے سر و گل
کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا

ہی یہی عالم تجھ سے یار کا تو دیکھنا
کچھ دنوں میں جو وہ قد بالا بلا کا ہو گیا

## دیوان رند

[illegible]

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کروں تم سے جو ہو دل کا

کرے ادھر کو سرشک عارضہ دل کا
بہت قریب جگر سے ہوا فاصلہ دل کا

مسیح وقت بگڑتو معالجہ دل کا
کہ جاں کا سل نظر آتا ہے عارضہ دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہ ہیں یہ طول پکڑ جائے عارضہ دل کا

طریق عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یار و مددگار و ناصر و ہمدرد دل کا

تپک رہا ہے لہو ہیں مدت سے پلکوں پر
مسیح قابل نشتر ہے آبلہ دل کا

فسردگی طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب میں بھی محکوم ولولہ دل کا

گرانہ کردہ الم ایسے حرف ناانصاف
حساب سے بھی ہے بالا شمار نالہ دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے گیا لب تک
مگر زبان پہ آیا نہیں گلہ دل کا

کہا تو کرتے ہو تم پر تجھے یقین نہیں
کہ دیکھ لو تو اگر کر دوں میں معاینہ دل کا

صفائے بخشا ہے آئینے پر بھی فوق اسے
کہ ایسی صورت ہی پر مقابلہ دل کا

جھکایا چاہتا ہے شغل عشق بھی واعظ
کہ یہی ہے کام جو باقی ہے مشغلہ دل کا

دو روزہ زندگی میں جانے کیا ہو
مجھے ہلاک کیا اس نے ہو مدعا دل کا

نجات حشر سے ہو جائیگا
پڑے گا سامنا اک روز محکمہ دل کا

خلق کا ہے یہی عالم وصال ہو کہ فراق
سری نہ چھوٹیں ہیں یاد عادلہ دل کا

نوائے چنگ سے ہیں گوش آشنا جسکے
خوش آئیگا نہ انہیں زمزمہ دل کا

سبیل عشق کا سالک ہے خضر راہ رند
لگا ہے لگا ہے تجھے دھڑکے پہ رہنما دل کا

ہر رنگ غنچہ ہے مرہون مصلحل ہر غریب
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بخیر خدا انہیں کرتا رہے جو بند سے
کیا ہے تجھ پہ شکل میں بارہا دل کا

ہم شبیر میں جو چشم سے نکلے — ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھا
دل کہ ہر اہو محبت سے جہانکی — اس دل کو دلِ یار کا کاشانہ سمجھنا
جو لکھا ہی اسے رکھ چھوڑ و بوطالب — وہ خط غلامی ہی نوشتانہ سمجھنا
ہوں پھولوں چوبیر کھیے میں وسیع — نا قوس بغل میں ہی مصلا نہ سمجھنا
دکھا دیجیے غش آئیں تو کہیں — عاشق ہوں میں عاشق مجھے موسا نہ سمجھنا
ہ نا دان تو کسی سے — اسوقت میں اپنوں کو بھی بیگانہ سمجھنا
ل نہیں سمجھانے سے ناصح کو سمجھ تو — کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا
ہوا عاشق نظر آجاے جو کوئی — اس چشم فسوں ساز کا دیوانہ سمجھنا
ہوں تو نکلے زباں ابھی پیچ سے تیرے — الجھا مجھے اور زلف چلیپا نہ سمجھنا
کے جو قدم ہو نہ گرے راہ وفا میں — یہ بھی مدد ہمت مردانہ سمجھنا
ت تری ممکن نہیں سن کھل جا — یہ گور کن آیا ہی مسیحانہ سمجھنا
حال میں رستا ہوں تم خوش ہو کر — سیدا ہوں مجھے عاشق شیدا سمجھنا
ہو سے تو ہوش ہے یاد کھر ابھی — ساقی جو بہک جاؤں تو دیوانہ سمجھنا
جاے کوئے دھیرا گر یا نو نکلے بچے — ای شمع رخو مرقد پروانہ سمجھنا
یکھو کسی چہرے پہ یسیو کوئی بلند — افعی ہوا سے زلف چلیپا نہ سمجھنا
ہو اگر رتبہ عالی کا جہان میں — ادنا سے بھی خود کو کبھی اعلا نہ سمجھنا

ای رشک نہ نکلتا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اس سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤ کہیں بس میں نہیں ملتا — کیا ظلم ستمگر ہیں ستمگر میں نہیں ملتا

## دیوان ندا فاضلی

گھر میں نہیں ملتا ہے زمانے میں نہیں ملتا
باروں کی محبت میں کسے زیست ہے منظور
جاؤں گا کہاں تک سے تجھے میں نہیں ملتا
رندان خرابات کی ہر شام یہی ہے
ہم لوگ سے پیمانے میں نہیں ملتا
دشت میں نکلا ہوں تو ہوا غیر نہیں ہے
اس گنبد دوراں کا دروازہ نہیں ملتا

## دیوان بیخود شاہجہانپوری

مزا دے اسے اٹھا جاتا ہو لطف زندگانی کا
مجھے پیری میں یاد آتا ہو عہد عالم جوانی کا

برنگ فصل گل مہمان ہو موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا
پھیلا پڑتا ہو جوبن اب یہ عالم ہو جوانی کا

حقیقت میں یہی ہو قول اہل تجربہ شاہد ہو
سنا تھا ذکر موسیٰ سے جو پیری ان نرالی کا

تری خلوت سرا جسے بنایا خانۂ دل کو
دیا ہو دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

کسی سے وقت خواب افسانۂ الفت سنتا ہو
اڑا دیتی ہو نیند افسانہ اثر ہو اس کہانی کا

ہنسی سے گل بیان ہوتے ہو دو پر بحکمۂ دو ہے
غضب ہوگا اگر لب پر یگا پذیرائی کا

قد بالا دکھانے اپنا وہ گلشن میں جا بیٹھے
ہوا ہو کاسنا منظور سرو بوستانی کا

یہ افسانہ عشق و محبت تا تمام ایک
کیا ہو خاتمہ بالخیر کسے اس کہانی کا

بنی ہو شاخ گل سبز چمن اک بزم عالم ہے
ملا ہو بلبل نالاں کو عہدہ خوشخوانی کا

جدا ہوتے سمن بیں سے اثاثہ موش ہے پیدا
نتیجہ یہ ہوا حاصل ہمیں شیریں بیانی کا

دل مضطر کو فرقت میں بری تسکین ہوگی
کمال مہربانی ہو جو چھلا دو نشانی کا

پس از مدت جو آئی بھی طبیعت کو گماں آئی
نہ پہونچے خط جہاں موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش میں لیٹے تھے
نہ دیکھی انکی صورت بھی برا ہو ناتوانی کا

ہوئے میں تو وہ پابیکار رعب حسن سے یکسر
نظر آتا ہو نقشا اور کچھ بہزاد و مانی کا

اسے حور و پری بتلاتے ہیں جو لوگ ان میں
کہیں روح مجسم بھی لقب ہے میر جانی کا

زبان قاصر ہو کیونکر شکریہ اسکا ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا

فراق یار میں مذکور مرے کا کیا ہو ساقی
جلن تیزاب کی ہوتی جو پیتا گفو پانی کا

گھلا کر میرے جسم زار کو اسکی جدائی میں
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا

کارخانے جتنے ہین دنیا کے سب ہین بیکار
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستے ہنستے دل لگی کے واسطے پایا ہے رنج
سرو کا قد اس سہی قامت کے کاشانہ ہوا

یوسف مصر محبت کیسا ارزان بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ یعانہ ہوا

جل کے اسنے جان دی پروانے کر کے رکھ گئی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق دندان کی خطا پر قتل جو مجکو کیا
اسلیے شمشیر قاتل مین بھی دندانہ ہوا

مین نے جانا کاسہ سر ہو کسی مےخوار کا
واژگونہ دست ساقی مین جو پیمانہ ہوا

مژدہ باد اے بادہ خوار دور واعظ ہو چکا
مدرسے کھودے گئے تعمیر میخانہ ہوا

نہ ہنسا روز ازل سے ہون مین وہ رشک مزاج
اسلیے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

## دیوان رندانی

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا

او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا

مجھکو دیا سر ضعف نے قاتل کے قدم پر
تلوار اگر اسکی اگلجائے تو اچھا

بہتر نہین ہو صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہلجائے تو اچھا

اک سل ہی کلیجے پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا بھار آہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عبث شہر کی گلیون مین ہی برباد
مجنون کسی جنگل کو نکلجائے تو اچھا

او آتش دل پھونک دے تن یا خس خاشاک
بہ جائے تو بہتر ہو یہ جل جائے تو اچھا

ہر مرتبہ ڈسنے کے ارادے مین ہے وہ زلف
اژدر یہ اگر مجکو نگل جائے تو اچھا

پھر رکنا ہی دشوار رہی جب آئی تو آئی
ایسے مین طبیعت جو سنبھل جائے تو اچھا

نابوت مرا تم کے اٹھا دیکھا یارو
وہ بھی کف افسوس مسل جائے تو اچھا

## دیوان سوم ثانی

گر گئے کٹ کٹ گئے کیسوں سر و جیں او تری
آج کیا باغ میں وہ غیرت شمشاد آیا

رہ کے بیساختہ سر پیٹ لیا شیریں نے
کہ کے پرواز کے جب تیشہ فرہاد آیا

فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے
میں تو مجبور ہوا عالم ایجاد آیا

میرے مرنے کی قسم یہ تو بتا دو یارو
بعد مردن بھی کسی کو میں کبھی یاد آیا

صحبت شعر سخن ہو گئی برہم اے اثر
بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مرنا اچھا
اسنے کاندھا دیا اگر جو جنازہ اٹھا

رہبر و قبلے سے پھرا پیر مغاں کعبہ ادھر
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا

شکر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہو رہا
آب و دانہ تیرا اے بلبل شیدا اٹھا

بان آہ سے نالوں نے جو سیم شب ہجر
مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی چلا اٹھا

بارہا میں نے کہا وہ کی طرح سے کھینچا
جس کمان کا کبھی رستم سے نہ چلا اٹھا

طرفہ اکتے ملک سا تھ ہے تالب گور
دھوم سے کشتہ قاتل کا جنازہ اٹھا

قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی
دور سے جب کوئی صحرا میں بگولا اٹھا

جوش وحشت میں جو دریا کی طرف چلا نکلا
قد آدم مری تعظیم کو میند ھا اٹھا

ہجر کی شب جو تری گریبان یاد آیا
منہ سے نکلا دھواں دل سے وہ شعلا اٹھا

تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
پردے پڑ جائینگے آنکھوں پہ جو پردا اٹھا

نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
آتش طور نہ بھر کی نہ وہ شعلا اٹھا

ضعف اسے کہتے ہیں سینہ سے لہو تک نہ بہا
سو جگہ راہ میں نالہ مرا بیٹھا اٹھا

کوچہ یار سے جب گھر کو چلا میں اپنے
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا

حضر راہ جہاں شمع ہدایت ہیں یہ خار
چھوڑ دی گر پیروی آل پیمبر ہوگا

گر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائیگا

کس سے رنگ گل بھی مثل بو جدا ہو جائیگا
راہی اکدن قافلے کا قافلا ہو جائیگا

کب گمان تھا درد دل کا جان با ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوا ہو جائیگا

دل جو وحدت کے فرسے سے آشنا ہو جائیگا
عین کثرت میں ترا عالم جدا ہو جائیگا

جھیدکرتے ہیں فلک میں نے اپنے تیرا ہے
ایک دن چھلنی یہ لوہے کا تو ہوا ہو جائیگا

رشک لیلیٰ سونگھ لیگا گر مرے کشتے کی خاک
شیر کتے کی طرح سے باوفا ہو جائیگا

بچ کے لہو فانسے پہونچ جائیگی ساحل تک بخیر
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائیگا

ہاتھ لگنے کی نہیں اکسیر کی بوٹی کی طرح
شوق اگر اسکو ہوا قحط جنا ہو جائیگا

یہ نکیر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
کیا معاذ اللہ اویسٹ تو خدا ہو جائیگا

لگ گئے یاں بیمار فرقت ہو گئے جو تندرست
او مسیحی گھر ترا دار الشفا ہو جائیگا

کیمیا سنہ رخ کرنے سے نہ ہو دیگا کبھی
دیگا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا

عالم وحشت میں بکتے ہیں جو دلکا حال کہے
لڑا پانے تکلف بر ملا ہو جائیگا

بیٹھنے دیگی نہ چھپکر حسن کی شوخی اسے
آج اگر پردے میں ہے کل بر ملا ہو جائیگا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند روز
مرکے یکسان رتبہ شاہ و گدا ہو جائیگا

عین ہستی میں سمجھتے تھے کہ ہونا ہو فنا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا

باغبان اتنا بہار باغ ہستی پر نہ بھول
دیکھ لینا دو ہی دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا

ہے یہی گر یار میں عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلا ہو جائیگا

## دیوان سندھانی

فرد فرض فنا آشنا ہوا کشتا کیونکر نہ ہوا
خواجۂ فقر کے در کا جو گدا کیونکر نہ ہوا
بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر نہ ہوا
کہتے دی ہیچ نمائی کے دی ہیچ نمائی
یہ عصا موسیٰ نکلا اژدہا کیونکر نہ ہوا
وادی الفت میں آپ آوارہ کیونکر نہ ہوا
فکر تو در گراہ ہے وہ رہنما کیونکر نہ ہوا
تو بہ کر تو اوبہ تن بجد سکا کیونکر نہ ہوا
بن جو بیٹھے کانپ ہو وہ تن بجد سکا کیونکر نہ ہوا
دلوں رندوں کی خراب کرنے لگا ہوا
طالب دیدار فرقت سے تڑپنے کیونکر نہ ہوا
لطف آنا تیرا تیرک میں کیونکر نہ ہوا
فقر کا قصہ کمی سے منقضی ہونا نہیں
فقر پر قربان ہونے کو فنا کیونکر نہ ہوا
شاہد اس نادی فلک پر جلوہ فرما کیونکر نہ ہوا
فرد فرض سندھانی فقر پر قربان کیونکر نہ ہوا

مطلع آثار الفت پہلے کچھ پیدا تھے
عشق ہوجانیکا باعث پوچھتے ہین لوگ سب
سرمہ بین خون شب ہجران سے جاتے ہین نکل
بھول کر بھی مین نہین لایا زبان پر حرف عشق

عقل حیران ہی یہ درد لادوا کیونکر ہوا
کیا سبب اُنکو بتا دین کیا ہوا کیونکر ہوا
چھپا ای شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
راز الفت یا الٰہی بر ملا کیونکر ہوا

سنتے ہین چندے خادم ہی وہ بیت اللہ کا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

ہون ہی نائب محمد کا سو ہے بوتراب
ہی ہوا از اکسیر خالص خاک پائے بوتراب
ہی ہلا شک مرتضی حاجت روا مشکلکشا
ہی علی کا حکم ہی لاریب و بیشک فرمان حق
کیون نکرتے اپنا نائب کیونکر جاتے وہان
سر بکف سوئے شب ہجرت نبی کے فرش پر
خاطر مین یہ تھین جو عین جنگ مین کھینچی حسام
کیا بشر سے ہوسکے مداحی شیر خدا
نور سے اللہ کے پیدا ہوے بارہ امام
مثل قنبر مین بھی شیدا ہون علی کے نام کا
کرمی خورشید محشر جب جلائیگی مجھے
مارؤالا ہی فلک نے دیکے صدمے پیسکر
ہمسری کا وہ کرین دعوی رہے فہم و تمیز
جنکو قنبر سے نہو رتبہ چہ جائے بوتراب

کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورا کے بوتراب
بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کے بوتراب
کی ہی سارے مرسلون نے التجا کے بوتراب
جو مشیت ہی خدا کی ہووہ رضا کے بوتراب
کیا پیمبر سے نہان تھا التقا کے بوتراب
دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوا کے بوتراب
ذوالفقار آئی فلک پر سے ہوا کے بوتراب
حق نے کی قرآن مین مدح و ثنا کے بوتراب
ہین علی سے مہدی دین تا بقا کے بوتراب
جان و دل سے ہون غلام باوفا کے بوتراب
چھپ رہونگا حشر کو زیر لوا کے بوتراب
اوڑھین ضغطہ نے مجکو ردا کے بوتراب
جنکو قنبر سے نہو رتبہ چہ جائے بوتراب

## دیوان رند ثانی

گئی عدم کو سکندر و شہ و گدا مر کر
تمام عمر بسر کی نظارہ بازی مین
تمہے نہ نالۂ دل گور مین بھی بعد فنا
جمال دوست گر ہی مشاہدہ منظور
نکام آئین دم عرض مدعا گل سے
ہوا پہ جائیگا مردہ بھی مثل جوہر پاک
کہون مین حال دل اس غیرت پری کیا

نہین رہا یہ گلی جسم کیچلی کی طرح
رہا مین حیرتی حسن آرسی کی طرح
ہر استخوان سے صد انگلی بانسری کی طرح
صفا رکھ آئینۂ دل کو آرسی کیطرح
دہن مین گر کے رہا مین ہمن سوسنی کیطرح
وبال دوش ہوگا مین ہر کسی کیطرح
جو دو گھڑی نہ تنکے پاس آدمی کیطرح

## ولہ

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میر کے بعد
عشق باز یکا بھی چرچا نہ رہا میر کے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہی تو یہ ہی
کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میر کے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میر کے بعد
کون بولیگا بشانے سے ہو وقت اکر یگا
خوب بل کھائیگی جو زلف دوتا میر کے بعد
سب نکلجائیگا دعوائے خدائی دلسے
بندگی کرنے لگوگے بخدا میر کے بعد
چادر گل کی مین امید رکھون تجھسے کیا
فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میر کے بعد
مجکو مرجانے کا اپنے ہی غم ہوا ہی یار
کون دیکھیگا ترے ناز و ادا میر کے بعد
نغمہ سنجی کا مزا میری ہی دم سے ہی فقط
روئینگی بلبلیں لے برگ نوا میر کے بعد
سینہ رکھتا کوئی مرد پہ بھی رونے والا
بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میر کے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر
گھس لگانے کو ملیگی خاک میر کے بعد
یاد رکھیے گا مجھی تک مین ہون سارے غم سے
بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میر کے بعد

## دیوان سوم ثانی

کسکو بولا و سگے کیسوا کے دوا میر کے بعد
کون سیدھا بیگا یون بری طرح اکڑا کے
سب سے بیٹھ کی تری زلف دوتا میر کے بعد
اسکے گا اچھی بھوئی کی گدائی تو
گو بہ ظاہر بسی کی شان فقر امیر کے بعد
یاد آئیگی بہت تجھ میری وفا میر کے بعد

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پھر چمن میں جمانی بہار

رفتن ہمیں کہ نثار دیوانہ ہوں غزل
باغ میں ہر سال آکر یاد آتی ہے بہار

ہو نگران کو مجھے الفت اس سے میں ہوں
میرے گلشن میں ہمیشہ تشریف لاتی ہے بہار

در پے ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے
جائے بلبل چہچہے کے نغمے سناتی ہے بہار

میں تو مجنوں از راں ہوں میرا کیا اندوہ ہے
ہوشیارو کو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار

چشم عبرت بیں ہے یہ کس باغ کی زیر زمیں
ہر برس آکر تجھے غافل سمجھاتی ہے بہار

پا بر نجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
حیف ہے ابکی برس کیا مفت جاتی ہے بہار

ہو گلیاں آخر خزاں کو نثار شک چمن
دیدۂ گریاں ہے جو آنکھیں بچھاتی ہے بہار

بادہ خوار و چھوڑ دو گھر فصل گل ہے جانِ من
جاتی ہو سب بھلیوں میں رہنے جاتی ہے بہار

محبوبے ہیں مرغ چمن سب اپنے اپنے پیچھے
وہ پری گلشن میں مجھی آج گاتی ہے بہار

چشم بر رہ منتظر بیٹھے ہیں مرغان قفس
برگ گل شاید چمن سے لیکے آتی ہے بہار

یاد آتا ہے قفس میں ملطف گلگشت چمن
داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار

گل کھلے ہیں ہر طرف تو چھپے کر شاد ہو
یار بن مجکو تو بلبل پھاڑ کھاتی ہے بہار

باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ
غنچہ و گل ساتھ لیکر اپنے جاتی ہے بہار

آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار میں
صورت گل پیرہن میں کب سماتی ہے بہار

کھاتے ہیں گل چھین کر چھلا کسی محبوب کا
ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار

کر یک شب تاب سمجھے ہو جنھیں جگنو نہیں
اپنی منت کے چراغ اگر جلاتی ہے بہار

اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر
ہر برس اکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

داغ سودا تن کو دے یا سر کو کر دے جوں چمن
دیکھے ابکی برس کس کا گل کھلاتی ہے بہار

کہانسکے افسانہ قیس و لیلیٰ — عبث کرتے ہو حال مین ذکر سابق
کیا وہ زمانہ وہ لوگ اٹھ گئے سب — نہ معشوق ویسے ہے اب نہ عاشق
شنیدیم نام و نشانمیش ندیدیم — چو عنقاست معدوم یا رہی افق
مریجان مدت سے مرتا ہون تجپر — ترے چاند سے مکھ کا عاشق ہون عاشق
ہوا رشک لیلیٰ کی فرقت مین مجنون — مرا حال اور قیس کا ہی مطابق
عبث فوق دیتا ہی تو خود کو نادان — کیا ایک کو ایک پر اسنے فائق
وہ منشی بنے قدرت حق تو دیکھو — جو مکتب مین پڑھتے تھے انشا کے فائق

دعا ہی یہی اور یہی ہی تمنا
نجف مین مرے جاکے یہ رند فاسق

پڑتی ہی آکے جان پر آخر بلائے دل — یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
غصہ ہی غم ہی خون جگر ہی غذائے دل — کھائے بشوق جتنی کہ ہو اشتہائے دل
یارب اسی طرح کوئی اسکا ستائے دل — ناحق عبث کسی کا جو کوئی کھائے دل
آئے نہ مے مریجان کسی پر جو آئے دل — کچھ مشغلہ ضرور ہی آخر بلائے دل
تیرے بغیر کسکی تمنا کرے بشر — تو آرزو ہے جان ہی تو مدعائے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار — لیتا رہا مین ہاتھ سے تھامے ہوئے دل
کرتے ہین یار شکل آتش ہجران یہ کارخط — ایسی لگی ہوئی کہو لیونکر بجھائے دل
تو ایک بار جسکے گلے سے اگر لگائے — سینے مین خرمی سے نہ پھولا سمائے دل
جو کچھ سلوک تم نے کیے اس غریب سے — کیون ہو تو قبا تو یہی تھی سزائے دل
تاب و توان و صبر و خرد سب کے جلدنے — رکھتے ہین کائنات مین ہم سا سوائے دل

قصیدہ برسات
قصیدہ در مدح نواب گورنر جنرل بہادر
قصیدہ در مدح نواب لفٹنٹ گورنر

اشکوں کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
ای ریزہ دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

وہ لطف و مہر کی چشم نگاہ کرتے ہین
جو ذرہ ہوا سے رشک مہ کرتے ہین

عبث و اب مرے جانب نگاہ کرتے ہین
مین لٹ چکا ہون مجھے کیون تباہ کرتے ہین

تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین

پھری ہے کم نہین تم پھری نظر حسینون کی
حلال کرتے ہین یا گاہ کرتے ہین

ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک
خدا نے چاہا تو اب بت بھی راہ کرتے ہین

کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار
جو قول ہارے ہین اسکا نباہ کرتے ہین

ہلینگے لوح و قلم عرش تھرتھرائیگا
ترے جلے بھنے اہ دل سے آہ کرتے ہین

خبر بھی ہے در دولت پہ مستغیث ہین سب
تمھاری ثالثین اب داد خواہ کرتے ہین

دل انکے ہین جو محبت مین گمراہ ثابت ہین
جگر مین انکے جو مجھسے تباہ کرتے ہین

تو ہی ہو رہبر و اماندگان کہین مالشوق
یہ بھولے بھٹکے تجھے خضر راہ کرتے ہین

مزا اٹھائینگے عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل مین اہ ہو کچھ لیھو
ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین

غفور اسکو سمجھتے ہین تجھکو کیا واعظ
ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین

وہ ایک خط بھی نہ لکھیگا ہم عبث قاصد
وفور شوق سے دفتر سیاہ کرتے ہین

فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤ تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شب فراق مین ہمسے تو نالہ رسا نہ ہوا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

حسین بکرمین تو بکرین مجھے ملال نہین
بھوین ہین صورت محراب ایک سال نہین
تپ فراق سے باقی بدن مین حال نہین
ہزار دن تھو کرین کھائیگا موج آبی
شہادتین ہی کافی جواب کے بدلے
چھڑکدے پیس کے زخم جگر پہ اوطراح
الجھ کے بالی کی مچھلی پڑی پھرتی ہے
خدا نے بخشا ہی حور تجکو جسم لطیف
وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی
دیا طلاق مرے جد نے زال دنیا کو
ہو دیکھ لے اوسے واجب ہی سجدہ کا
بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
یہ شعشدی گریبان مین نہین سر سے کج
یہ داغ مہر علی ہی جو نیر اعظم
یہ سب ہی عشق کی سحر نمائی اور فریاد
ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا یہ انجام
کرو شبوت نہ آزردگی مرے جانب
خدا کی شان ہی حور و پری مین شان
سدا ہی ایک صدا از غنون ملکو مرے
مصنف ہو تکا ہی کچھ فخر و جلال نہین
تمھارا کعبہ ابرو تو ہی ہلال نہین
فراق ہی سہی اس سے اگر وصال نہین
ارے کبک دری تیری چال نہین
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہین
اگر ہی مشک گران نون کا تو کال نہین
وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیون کا جال نہین
ہین تو آدمی کا بھی پہ احتمال نہین
حسین اور بہت ہین جہان مین کال نہین
کسی طرح سے یہ بیوہ مجھے حلال نہین
لہو کا جلوہ حق ہی ترا جمال نہین
مری نظر مین تو فاروق کا بھی مال نہین
ہمارے آپکے بد سے بھلا حال نہین
جس آفتاب کو محشر کا بھی زوال نہین
بھار تشنے سے کاہے کو کچھ کمال نہین
بخیر عشق سے آغاز کا مآل نہین
تمھین کو نیچ ہی مجھے مجھے ملال نہین
مگر شہر مین تو یہ حسین ہمتال نہین
یہ ساز وہ ہی کہ محتاج گوش و شمال نہین

## دیوان کندھائی

بالا صدا دوہی بجوڑا کر زلال نہین
ان بیچ یا مین مرچ بھی اچھی نہین
فراق روح بدن ہوا کر وصال نہین
کبھی بھی ساتھ نہ چھوڑا کسی نے بھی
کوئی کرے نہین اسکے مقابلے کی شے
تون ایسی بانکی نہ ہوگی کسی کی سکتی نہین
کسی کی سکتی ہی کسی سے نہ چھوٹ نہین
سوال نہ ہوا دیدار اس سے کیجیو
کیا کا حصہ ہوگا ہری کی مجال نہین
ہو جسکی ہی جو ہوا اسکا کوئی مثال نہین
وہ بیمثال ہی اسکا کوئی مثال نہین
فراق نظیر کی ہی یہ اول مجال نہین
گزرہ زلف کی کار بال نہین

## دیوان بیدل ثانی

نہ صوفی وجد سے واقف نہ حال سے حوال
یہ عالم ہے کسی کامل میں حال قال نہیں

کبھی وہ منزل حق تک خضر کا گام نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اس رہ میں پامال نہیں

زمین سے عرش تلک جا ہے عرش سے فرش
بجز بشر یہ فرشتے کوئی بھی مجال نہیں

نگاہ بد سے ہو محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار پڑا ہے ہر غزال نہیں

پھر اور الفت گیسو سے آپ کو ای رند
تری بلا میں پھنسے ہو تمہیں خیال نہیں

قدم نہ خاکسار و مہر پر کی مجال نہیں
کہ شیر آپ یہ ہمیشہ شغال نہیں

بچانے تیر مژہ و ابرو کی مجال نہیں
خدنگ ترکش رستم ہے تیز زال نہیں

اٹھی ہے جسکے کہ دل دار سے مرا آغوش
فلاسفہ سے ہوں کہتا خلا محال نہیں

کریم جو مجھے دنیا ہی بانٹ کر کھاتا
مرے طریق میں تنہا خوری حلال نہیں

لہو شہید محبت کا رنگ لا یگا
اڑا دو چشمکیو میں تم یہ وہ کلال نہیں

میں اک بھڑک میں تو رکھدونگا تور کر صیقل
بنا ہی ڈور کا فولاد کا تو جال نہیں

تو نگر و نکو مبارک ہو زینت دنیا
ہماری کملی تو جو پشم سے جو شال نہیں

حباب وار ہوں آمادہ فنا ہر دم
سوا سے حال مجھے فکر ماہ و سال نہیں

جو دیکھے تو قور ہوں تیری راہ میں ثابت
ولی نہیں ہوں نہیں درویش باکمال نہیں

خمار ہی سے تو دنیا کی جیفہ دنیا
مجھے تو تیسرے فاقے بھی یہ حلال نہیں

عیاں ہے شغل تمنا کی جلد سروری
چھلکے کا بھوسے ہرا ہو یہ وہ نہال نہیں

دیے سے بوسے کے یا دہن پر لو بار
سخی کے مال کو ہیچ کہتے ہیں سوال نہیں

عروج نشہ میں فنا کی پسند ہو یاں
گرون توڑ دے ساقی مجھے سنبھال نہیں

# دیوان آندھانی

## دیوان نذر ثانی

چاہیے اسکو بھی پاس خاطر ابرو
یاد رکھے جسکے چشم آب گہر ملتی نہیں

ناوک مژگان کی لیکر جراحت کسی کی
چشم سوزن کو بھی جو آب گہر ملتی نہیں

سرو قد کا ہو نمونہ ہر عقیق دانہ دار
ڈھونڈھتے تو ایسی نگینے کی انگشتر نہیں

مثل عنقا اکثر و نکا نام سے ہوتا ہے نشان
کہتے ہیں کسیکو ہر دنیا میں پر ملتی نہیں

یکقلم خالی ہوا مرجان حق الحاقی سے باغ
نام کو بھی بلبل خوش الحان پر ملتی نہیں

دل میں اسکے گھر کرے تاثیر کچھ اپنی دعا
کیوں اثر سے جاکے آہ نے اثر ملتی نہیں

کیوں سلیمان آپکے حلقے میں کیا رہتی ہے انگشتر
وہ پری اک ات مجکو اپنے گھر ملتی نہیں

وار اسکی تیغ کے پر پر پر ہر کے سنتے ہیں پر
اس سے بڑھکر کوئی فولادی سپر ملتی نہیں

سر بکف باندھے کفن میں کو بکو قاتل کی چلا
راہ آنے کے لیے اوسوت گر ملتی نہیں

گھر میں بیٹھے سے برآتی ہے کوئی امید دل
جیب تک اے دست انسان ہے بڑھے ملتی نہیں

اب تلک سو مرتبہ وہ ہاتھ سے چکتا قتل پر
کیا کرے قاتل کو خود اپنی کمر ملتی نہیں

مشعلیں سو شمع بادی ہیں مگر مستعفی
داد انکی کسلئے ہے داد گر ملتی نہیں

اپنا وہ الفت تمہاری ہے نہ الفت کسی کا
جسکو انکھیں ڈھونڈھتی ہیں وہ نظر ملتی نہیں

ایک قاصد روز کرتا ہوں میں قاصد دوان
نامہ بر جاتا ہے جو اسکی خبر ملتی نہیں

کیجئے دربار کسکا روزوان ہر رستا ہے
نذر گذرانے کسے انکی نظر ملتی نہیں

رہبر کی شب ہاتھ میں لیکر چراغ ماہتاب
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں وہ راہگذر ملتی نہیں

پارہ ہائے شیشہ دل ہیں بھرے طاقان میں
کسکے سر مارون کہ ان شیشہ گر ملتی نہیں

فصد کسکی لیجئے کیسطرح نشتر دیجئے
رگ ترے سودائی کی جو دو سر ملتی نہیں

بیسر و سامان رہا ہو گیا ہاتھ و نذر
کوچ ہے اور زیست ساز سفر ملتی نہیں

# دیوان آرزو شاہجہانی

لاحاصل و بیخائدہ ہو تیری مشقت — پائیگا نہ دو گز سے کفن اور زیادہ
خس پوش کیا سبزۂ خط نے مرے یوسف — نے فیض ہوا چاہ ذقن اور زیادہ
صدمے ہوا اٹھائے ترے اوشام تلک ہی — یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ
جلوے ہیں یہی تیرے تو اے رشک مسیحا — چمکیگا ابھی میرا سخن اور زیادہ
لطفی ہے جوانی نے تصرف جو کیا ہے — گذرا کیا کافر کا بدن اور زیادہ
لمبول شب فرقت تری زلفوں کی خدا دے — پیدا ہوں خم و پیچ و شکن اور زیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر اے یار سے اسکو — مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ

## دیوان پنجم ثانی

کیونکر نہ جو یار ہے اس حسن کی آفت — ہو رکی کل ہو کا مہ کی پریزاد کی آفت
مژدہ کہ قفس تجکو مبارک بلبل — آج چھوٹی تھی بری طرح سے صیاد کی آفت
دم آخر ہو جو آنا ہو تو آیک دن نہ — بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آفت
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا کیا — دیکھا نہ کس کو چمن میں تری یاد کی آفت
پھوٹ ڈالوں میں سو اے گنج و تغذ ار — ہو جو ہاتھ کبھی یہ گل خمشاد کی آفت
آج کل سے نہیں منظور نظر تھہرا ہوں — عہد طفلی سے پڑی مجھپہ تو صیاد کی آفت
جزو مشقت کبھی دم بھر بھی راحت پائی — کس گھڑی سے پڑی شیریں تو بھی فرہاد کی آفت
شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا — کام لاکھوں میں کرے اس ستم ایجاد کی آفت
از گئی نیند مری زلف سے شب کو — نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آفت
مرض ہجر نے اس رتبہ کیا زار و نحیف — ڈھونڈتی پھرتی ہے مجکو مرے صیاد کی آفت
کس طرح دیدۂ مریخ سے دیکھا ہے شگال — از رد ہنے سے بھی ہوا سرخ ہے ہلال کی آفت

آویزہ گوش یار کا اسکو بناؤنگا
آجائیگا جو کوئی ذرا رسا ہو اور ہاتھ

اٹھتے ہیں دیا سے نگار میں جو یار کے
تا چار ملنے لگتا ہوں نے اختیار ہاتھ

کیلا اگر درخت سے منتر پڑھے ہزار
آیا نہ واقعی کبھی سو بے بار ہاتھ

بشانے کی طرح اسکو بھی لپکا سا رہ گیا
جاتا ہی سر سے زلف جو نے اختیار ہاتھ

میری خطا ہو انکو عبث یاد ہے ہیں آپ
تقصیر مرا دفن ہوں کہ تقصیر وار ہاتھ

بہتر ہے میری لاش کو اسطرح دفن ہو
مردہ درون قبر بروں مزار ہاتھ

کھا نہیں اگر تو رشتہ پیری میں بخ نیو
پھاک کفن کے واسطے ہیں تیز رہا ہاتھ

ایدوست دل جو کہتا ہے کر تے ہیں بیع دہی
مجبور ہوں جو پانوں تو نے اختیار ہاتھ

سر گرم چاک پیرہن ہم کو چھوڑ دیں
غالب میں پانوں بھی تو ہیں نہ کنار ہاتھ

مولا مرے عدو نے اٹھایا ہی سر بست
اک چھوڑ دو ادھر بھی شہ ذوالفقار ہاتھ

## دیوان بند ثانی

خلوت سرا نہ پائی تھی رند ایسی محمد بیگ
مر کر لگا ہی گوشہ کنج مزار ہاتھ

منہ نہ دکھانکو اب تو صورت دیکھ لی
دیکھ لی اے حور طلعت دیکھ لی

شکل بدلی اور صورت ہو گئی
اک نظر جسنے وہ صورت دیکھ لی

ایک بت سجدہ نہیں کرتا تجھے
بس مسیحا تیری قدرت دیکھ لی

ہجر عیاں حال سگ اصحاب کہف
جانور کی آدمیت دیکھ لی

یار دن بھی تو نہ تجھسے دیکھ سکی
آپ کی صاحب سلامت دیکھ لی

جانتے تھے ہم نہ ایذا ہجر کی
وہ بھی صاحب کی بدولت دیکھ لی

گھورتے ہیں اب نگاہ قہر سے
چار دن چشم عنایت دیکھ لی

## دیوان سوم

ایک سے ہین ایک بے لاکھ تناسب
اصف سلیمان مرد جری کے واسطے

غم نے اس درجہ کیا دل مین ہجوم
جا نہین ہے خندہ می کے واسطے

اور کیا ہو یار کی آنکھون سے کام
خلق ہین جادو گری کے واسطے

یار رکھنا شرط اور مشرب طہی
آدمیت آدمی کے واسطے

سنج و اندوہ و ملال و درد و غم
صدمے ہین یہ آدمے کے واسطے

سیرہ مدفن ہوگا تھا کیون فلک
آہون کی کیا جری کے واسطے

رہ گئے وہ ایک ذرا سی بات مین
پہرون رو ئے اک گھڑی کے واسطے

جی نہ گھبرائے ترانے مشغلے
عشق کر لے دل لگی کے واسطے

کیا مجھے پیدا کیا ہی اے خدا
ان بتون کی بندگی کے واسطے

بیکسی میرے لئے پیدا ہوئی
مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

بولا مرغ نامہ بر کو کر کے ذبح
یہ سزا ہی ایلچی کے واسطے

دھدگی مین جان اٹکی ہو مری
ہاے کس چینا کلی کے واسطے

پار یاب خلوت محبوب ہو
کیا شرف ہی آرسی کے واسطے

مرقد تیرہ مین کافی ہو مجھے
داغ سودا روشنی کے واسطے

کیجیے ہر دم عیش تن پروری
اے اجل کس زندگی کے واسطے

خامہ قدرت نے کھینچین وہ بھوین
راستی یہ ہو کجی کے واسطے

حشر کے دن رند کو بخشا ئیو
یا علی روح نبی کے واسطے

برباد نہ جائگی یہ فریاد ہماری
کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

ردیف کا لفظ پسند آتا ہے اسی پر شعر
اکثر غزلوں پر پڑھتے ہیں آزاد ہماری

جھوم جھوم آتی ہے گھٹا ساونکی — ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہے ہوا ساونکی
صورت ابر ہوا پھر ہے فراہم ساقی — لے آ ہی بھکوی ہوش ربا ساونکی
خون عشاق میں پھر پڑنے لگی گندھ ہنکی — رنگ لائی ترے ہاتھوں میں حنا ساونکی
کوکے اس سمت پپیہا ہے کہ بل کھاتی ہے — صورت چلمنے ہیں رت آئی ہے کیا ساونکی
لہلہانے لگا جنگل ہوئے سبزے پیدا — روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی
ابر سے بالیدہ ہوں اشجار کھلا ہے ہر گل — کم نہیں باد بہاری سے ہوا ساونکی
وقت یار میں یوں لگتی ہوا شوکی جھڑی — زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی
دیکھیے کالی گھٹا ہجر میں ہے کیا کرتی — جان پہ کس کی ہو نزل یہ بلا ساونکی
پھول الے کے چھپے شہر بند دلیں شوخ ہے رنگ — کیا رچی ہاتھوں میں مہندی نے حنا ساونکی

گلوں میں دلیس کی آواز چلی آتی ہے ردیف
دماغ میں بستی ہے کوئی طور لقا ساونکی

سائل ہوں اے کریم تو دے نور العین مجھے — عشق علی و حب حسنین و حسن مجھے
جوش جنوں میں ہے یہ وبال میں بن مجھے — کیا پھاڑ تو نہ کھا سے مرا پیرہن مجھے
آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے — مارا قضا نے کر کے غریب الوطن مجھے
دندان بھائیں نقش لب سرخ یار پر — دکھلائیں کندہ کر کے عقیق یمن مجھے
وحشی جو سمجھے ہیں کسی شہری غزال کا — آنکھیں یہ دکھلاتے ہیں جنگلی ہرن مجھے
ہے نفس میری فکر میں فکر نفس میں — میں ہوں ہرن کو تاکتا ہوں آہرن مجھے

دیوان آتش ثانی

## دیوان سوم ثانی

حیران سی ہو جھجک رہی ہے — نرگس کسی گل کو تک رہی ہے
آئی ہے بہار بچے چھٹکے — کیا پھولوں کی بو مہک رہی ہے
میخانے پہ منھ برس رہا ہے — بجلی کیسی چمک رہی ہے
باقی ہے ابھی اثر جنوں کا — سودا تو گیا ہی جھک رہی ہے
پوچھو نہ جلن کا دل کی احوال — اک آگ پڑی دہک رہی ہے
نرگس کو آنکھ اٹھا کے دیکھو — کس پاس سے تمکو تک رہی ہے
لیلیٰ مجنوں لگا لے رہی نام — دیوانی ہوئی ہی بک رہی ہے
پیغام بہار آن پہونچا — بلبل کیا کیا چہک رہی ہے
نرگان کا جو دل میں ہے تصور — اک پھانس پڑی کھٹک رہی ہے
ہو جا بیگانہ رام رفتہ رفتہ — وحشت تو مٹی جھجک رہی ہے
باقی جو یہ جان ناتوان ہے — کیا نندن میں ہی سسک رہی ہے
آنے کی ترے ہی منتظر ہے — او موت کہاں تو تھک رہی ہے
کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت — کندن کی طرح دمک رہی ہے
روے رنگین عرق فشاں ہے — شبنم گل سے ٹپک رہی ہے

ہم رنگ ہیں بزم اپنی کس رات
نے جام دی و گردش رہی ہے

خاموش ذات عشق کو بلبل لئے ہوئے — گل مست ہے چمن میں پیالہ پیے ہوئے
امسال فصل گل میں ہے پھر چاک ہو گئے — اگلے پرکے تھے جو گریباں سے ہوئے
ہم بھی ہوا میں اک گل نوخیز حسن کے — برسوں بھرے ہیں چاک گریباں ہوئے

## دیوان رند ثانی

ذرا دیکھ عبرت سے سوتے ہیں غافل ۔۔۔ ہزاروں نہیں ہیں کفن کیسے کیسے

تجھے دیکھ کر چوکڑی اپنی بھولے ۔۔۔ چکارے ہیں ہرنی ہرن کیسے کیسے

کسی کے نہ ہتے جو سہارا ہو بھر میں ۔۔۔ رہے گھات میں راہزن کیسے کیسے

خدا نے بنائے ترے گیسوؤں میں ۔۔۔ خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے

عدم جا کے ہستی کی یاد آئیگی کیا ۔۔۔ اٹھاتے ہیں رنج و محن کیسے کیسے

ہمیں بھی کبھی عشق کے ولولے تھے ۔۔۔ دکھاتے تھے دیوانے پن کیسے کیسے

نہ کی حرف بھی سوزشِ دل نے ضبط ۔۔۔ جلے میرے داغِ بدن کیسے کیسے

یہ رنگت ہے تیری سی بو ہے نہ تیری ۔۔۔ ہزاروں ہیں یاں گلبدن کیسے کیسے

کھلے بند کے آن گورے کو کیڑے ۔۔۔ بہ بھجینداور نورتن کیسے کیسے

جلائیں نہ کیوں غول صحرا میں مجنوں ۔۔۔ ہوئے ہیں غریب الوطن کیسے کیسے

دکھاتے ہیں دیوانے جب دشت و وحشت ۔۔۔ تڑپتے ہیں طوق و رسن کیسے کیسے

نہ ہو سنگ ٹھہرے جو یاقوت لب کے ۔۔۔ ہوئے زرد لعل یمن کیسے کیسے

جہاں گل تھے اک خار بھی واں نہیں ہے ۔۔۔ اجاڑے خزاں نے چمن کیسے کیسے

لڑیں سب سے وحشی نگاہیں نہ کیونکر ۔۔۔ جمے ہیں یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمیں رند کل اتفاقاً
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

چڑھی تیرے بیمار فرقت کو تپ ہے ۔۔۔ بشدت قلق ہے نہایت تعب ہے

مرض محبت ترا جان بلب ہے ۔۔۔ تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے

وہ آفت ہے آفت ہے آفت ہے آفت ۔۔۔ غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب ہے

مسیحا کی ہے رندانون آنکھ سیدھی
پھرا ہے برا عشق بازی کا لپکا
وہ زلف سیہ دیکھ کہتے ہین عاشق
رہے گرم بازار حسن و محبت
مسیحا بھی بیمار الفت ہے تیرا
رہے شوق آنکھون کو حسن بتان کا
پھلے پھولے ہر فصل مین یا الٰہی
پھنسے ہو بری طرح رند و عابن واعظ
یہی تو سیدھ ہے اک مغفرت کا
غنیمت ہے ایسے مرے وقت مین رندؔ

بچا اسکو بیمار اللہ رکھے
بچھے اور دل آزار اللہ رکھے
بلا مین گرفتار اللہ رکھے
یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے
تجھے چشم بیمار اللہ رکھے
تجھے محو دیدار اللہ رکھے
شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے
یہ جبہ یہ دستار اللہ رکھے
ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے
یہ دربار سرکار اللہ رکھے

## غزل مشاعرہ واجد علی بادشاہ

وقار شاہ ذوی الاقتدار دیکھ چکے
نقاب کھولکے روئے نگار دیکھ چکے
جہان کے عیش غم روزگار دیکھ چکے
وہ جیتے جی ہی ہوئے ایذا سے تیغ کی آگاہ
خدا کے واسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو
مجنون نے خوب دکھائی بہار جیب و کنار
وحوش غیر کو دیتے ہین لیتے ہین اوار
یقین ہے اب نکرین مجھے قتل مین ناحیہ

ظہور قدرت پروردگار دیکھ چکے
کچھ ایک بار نہین لاکھ بار دیکھ چکے
جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے
جو صدمے تیرے شب انتظار دیکھ چکے
اذیتین بہت اور جان زار دیکھ چکے
ہوا مین اڑتے ہوئے تار تار دیکھ چکے
تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے
فسان بنا کے وہ خنجر کی دھار دیکھ چکے

مجھ کو لیکے میت درشتہ نقابل
عزیز کھو چکے میرا مزار دیکھ چکے

فقیر بھی منتظر صد نگاہ لطف کا ہی
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

دروغ مخبرے سب اقرار یار دیکھ چکے
تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے

فریب دیتا ہی ہر بار یار دیکھ چکے
یقین تو ایک بار یار دیکھ چکے

نگاہ کج سے بھلا جینے عمر بھر دیکھا
وہ سیدھی آنکھ سے سو مرتبہ مزار دیکھ چکے

رہی ہی کس سے نہاں یار کی تجلی حسن
کچھ تمھیں نہیں موسیٰ ہزار دیکھ چکے

دل جو عشق میں صدمے دیے ہیں یار نے بیس
ترے فتور بھی او بانکار دیکھ چکے

سوال حسرت دیدار سنکے فرمایا
یہ دل لگی نہیں بس ایکبار دیکھ چکے

ثبوت جرم پہ اندیشہ کیا رہا باقی
رحیم جب تجھے تقصیر وار دیکھ چکے

یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہی
گلے میں ڈال کے زنار یار دیکھ چکے

وہ راز کونسا ہی جسے چور جانتا نہیں
بھلے بری ترے کردار یار دیکھ چکے

رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گراں ہی اپنی تو ہمت پہ بار احسان رند
اٹھا کے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر جاگ کر تری حسرت میں کھوئی ہی
او موت کیا تو مرگی کس نیند سوئی ہی

جان حزیں یقین ہوا دل نے کھوئی ہی
یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہی

یاں رہ کے کون عمر کو ضایع کرے عبث
تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہی

رویا جو میں تو مار کے دل کا مثا غبار
شبنم نے گرد عارض گل کے دھوئی ہی

## دیوان رندھانی

کیا سو جا تو جہان گلشن پہ روئی ہی
روشن ہی آفتاب سے وہ کور کو پسند
بہتر کہ اس سے یار کی کر کی کی تو ئی ہی
تا در شک سوزن مژگان میں ڈال کر
خون جگر کی شیشہ میں ہم نے پروئی ہی
تجھ سخت جان کو موت نہ آئی کسی طرح
آب حیات سے تری قسمت دھوئی ہی

اب وصف تیرے لب پہ ہی جس کے ہی ہاتھ میں
لاکھوں میں ہر ایک جس کی ہی بھوئی ہی

تم جو ستا رہا دا دا فتاں سے بیخبر
ہم کیوں پسند خاطر ہری سادہ لوئی ہی

کیا شاعران حال سے جلتے ہیں جا بجا
اب لے شرارت ہری نری یا وہ گوئی ہی

بہتر آتے ہی صوفی شوم سوئی ہی
کیا ہو قلب میں شیطان کا دل ایسا ہی

شراپین

## دیوان رند ثانی

غم سود و زیاں داریم ما نہ فکر کالا سے
جنوں تیری بدولت تخ دینہ قبلہ حاجات ہو

قصور کرے گا کیا صنم خانے میں سجدہ ہون
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت میں عبادت ہو

یہ تابانی حسن کی ہے ڈوبے ہیں عرق میں ہم
بلا شبہ یہ پہرہ بھی ہے شب قیامت ہو

دم آخر تصور ہے بس وحشی مزاجون کا
غزالی بعض ہے میری رم آہو کی عادت ہو

گل تازہ شگفتہ ہوتے ہیں مضمون رنگین سے
زمین شعر مجکو چمن بندی کی عادت ہو

عاطفی یہ ہے کسنا کہ دنیا مین نہین مجھسا
خدا نے ایک کو یان دوسرے پر فضیلت ہو

جبابم چہ سر موجم ز بینا دم چہ بے چہ ہی
فقط بحر جہان مین رند غافل دم کی مہلت ہو

## دیوان رندشاہی

بدلے کرو مین ہر دم کہان یہ تاب طاقت ہو
گھٹا زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہو

ہوا میجان سودا پھر وہی نوروز وحشت ہو
بہار آئی چلے صحرا کو ہم لوسے پھر وحشت ہو

ملاقاتین مجھ سے یارون سے ہر دم ہین قیامت ہو
چھٹی آوارہ گردی ہم ہین وہ کنج عزلت ہو

چمن مین پرورش پائی گلستان کی ہوا دی ہو
سنا بلبل تجھے بھی نعمت گل مین ندامت ہو

ہوا ثابت جدائی سے ترے جان کی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام قسمت ہو

وہ ساری ناتوانی اور نقاہت سب تباہ تک ہو
بہار آئی وہی طاقت وہی پھر زور وحشت ہو

کمر باندھی ہو اس نازک میان نے قتل پر میرے
خوشا طالع رہے تقدیر یاور ہو شامت ہو

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہون رو تا ہو
مرا احوال بھی اک مرثیہ ہو جا کے رقت ہو

بڑھانا اسقدر ربط و محبت کا نہین اچھا
تمہارا کچھ نباہ گا مرے حق مین قیامت ہو

جنون جو فصل گل مین بچ رہا ہے دست وحشت سے
گریبان مین نہین تم سکو سمجھتا طوق لعنت ہو

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزومندی نگاہ چشم حسرت ہو

## دیوان سندھانی

ہمکو کاہیدہ ہو کیا اپنا کہ مثل چشم
اک عمر اسے مہ مین گرستے یا گلو ہے

واعظ چمن مین شغل کباب و شراب ہو
فرمو مین تو حکم گلو اور لبو ہے

چرچے ہین حسن و عشق کے تیرے ہی دم سے یار
مین ہون جہان مین جہانین مرے بجان لو ہے

فرقت مین بھی تصور کامل کے فیض سے
تصویر یار آنکھ پھرے رو برو رہے

ہو جائے جسم روح سے خالی حباب وار
مجھ سے اگر جدا نہ شکم تا گلو ہے

ساکت نہ آدمی ہو کبھی ذکر خیر سے
گویا زبان ہو تو مری گفتگو رہے

ہون گر حواس خمسہ تو شوق جمال مین
اس شش جہت مین آکے نظر چار سو رہے

حد سے زیادہ بڑھکے نفر ہا سیگا کچھ
اتنا لحاظ تو مگو دم گفتگو ہے

تشنیع و طعن بادہ پرستان سے فائدہ
رندو نسے شیخ شہر نہ یہ گفتگو ہے

کیونکر نکرے اچھے تمہارے نقش کے ساتھ
ہر دم جو یاد دلبر مرغولہ مو رہے

مشکل ضد خدا سے دعا مانگ اٹھائے ہاتھ
مجھ جہا مین مشکل گہر آبرو رہے

لازم ہے فصل گل مین مئے و نون ہاتھ مین
مجھنے مین جام بادیہ مین ہر دم سبو رہے

کاہین غضب پہ رہے اس ظلوم جور پر
مجھکو خدا نہ کھے جس مین جو تو رہے

واعظ محبت ہو انکو تو پابندی حمائل
آزاد رون کے لئے تو نہ قید و ضو رہے

جو پاتھا جسکا پھر مین وہ گل یون نہا رہا
پوشیدہ جس طرح کسی غنچے مین بو رہے

ابرو کی یاد جب بھی بھولون یقین ہے
ہر دم اگر نہ دم غنچہ گلو رہے

ہم بھی کبھی کسی کی عنا کے شوق مین
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے

جو دلکی عصر تن مین وہ لیو کر نکالے
ہر وقت بد قماش جو وہ شند خو رہے

محرر زمانہ ہر خط بیت اب بگڑ گیے
بہر حسین تشنہ گلو آبرو رہے

محل فقر کا ہی عجب مقام ہی — یہان مسند و بوریا ایک ہی
گمان اسکے آگے کسی کا فروغ ہی — وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر — غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
بچیگا نہ کاوش سے مژگان کے دل — کہ نشتر سہت آبلا ایک ہی
جفاکار و مبازر کاذب مجیل — مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسے کے گھر — مریض اسکے دار الشفا ایک ہی
نہین بیچاد و لون کا مارا ہوا — تری زلف اور اژدہا ایک ہی
نہ آنا تھا اس زلف کے پیچ مین — ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
ہزارون شہید محبت ہین دفن — مگر اسکی اور کربلا ایک ہی
ہر اک درد کا ہی مداوا وہ لب — مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہی
دوئی کو دے دل مین غافل جگہ — زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی

بگولے جو کچھ تو سنوارے بھی زلف
ہنسی مین تو شادی و غم ایک ہی

بچکر کدھر جائیگا بہرام گور سے — لاکھون کل گئی ہی ترے بہرام گور سے
غافل نہ بیٹھنا کہین منعد پہ چور سے — چپکے اتار لیگا تری پائے ہور سے
بوتل مین مود و آتشہ کی چھپکے لایئو — ساقی بہار آئی ہی سے اور شور سے
اللہ رے جوش بادہ حسن شباب کے — مستی ٹپک رہی ہی تری پور پور سے
صبح اسطرف ہو گوشہ ابرو سے یار کا — کھینچا ہی اس کمان کو الفت نے زور سے
شکر ادا یون فرار شہیدان کو ہی مسیح — مردے ہین کفن کو پھاڑ کے نکلے ہین گور سے

## دیوان سوم

ہے نوش زاہد مین زیادہ ہے سرور سے
ہے قطرہ وصل کی شراب دونون جہان سے
اے شیخ دونون ہاتھ سے دامن چھڑا کے چل
جلتا ہی دل کی لگی مین جو ہاتھ دل پہ رکھ
ہے عجب الفت مین کچھ اندوہ دل سے
ہون وہ تماشا سے بہار سے نہ اپنا وہ سخن

## دیوان رندشانی

ہر شب دل کے ارمان مٹنے لگین جیسے — ٹھکانے نہ پائے مرے حوصلے
بڑا ہو بڑھاپے کا سب کھو دیا — نہ میری جوانی نہ وہ ولولے
گزرا کوئی ایسا کر دل مضطرب — مزا رون مین آنے لگے زلزلے
سیہ کاریون مین کٹی عمر سب — قلم کی طرح سر کے بھل گو چلے
محبت بتون کی یہ دل چھوڑ دے — کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے
شکایت کا موقع تھا وصل مین — کہ تھی راہ تھوڑی بہت تھے گلے
کوئی دم مین ہے نقش ہستی فنا — کدھر دھیان ہے تیرا او باولے
کنار لحد مین پڑے ہین وہ آج — جو آغوش مادر مین تھے کل پلے
گلا تیغ قاتل سے رگڑا گیا — نہ چھوٹا ذرا وہ رسن منچلے
نہ لایا کوئی شمع و گل گور پہ — لحد مین بھی داغ محبت جلے
چلے باغ ہستی سے ہم نامراد — کسی رت مین اس گل کو پھولے پھلے
ازل سے ہین عشاق مذبوح حسن — جو مانند ماہی کیے ہین گلے
جو فریادی تیرے بھی آنکلے واں — زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے
جو ابرو کے ہونگے اشارے یوہین — مریجان لاکھون کٹنے گلے
کیے جائے کاوش یہ لاکھ یار کی — ابھی دل کے پھولے نہین ہلے
سرا مین نہ غافل ہو باندھو کمر — چلو ساتھ والو چلو ہم چلے
رہے میرا بسم شالی صحیح — بلا سے یہ پتلا سرے یا گلے
یہ سب طرز مین فتنہ انگیز ہے — ہزارون ہی اٹھتے ہین یان غلغلے
نظر پھر کے پھر دیکھلون شکل یار — جو آئی ہوئی پھر دم پھر ٹلی

بھوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا ہنسکر
کہیں ایسا بھی ہوا ہر روز کی لوکر مارے

دل کی بیتابی سے تانکے مرے سب ٹوٹ گئے
پئی جراح کہو رحم یہ کیونکر مارے

لے تو جانیکا خط شوق مگر شکل ہے
آشیان بام پہ اسکے نہ کبوتر مارے

منتی کیا کریں الجوع نہ چلا ئیں اگر
بھوکے کو مین جبکہ بنی پیٹ پہ پتھر مارے

افسر کرے مین طوطیان ہو وہ متوقع نظر
تو تیا تازہ کوئی اور نہ مجھپر مارے

مجھسا محرم ترے معرم کا نہ ہوگا کوئی
بیشتر کھولدے بلدا در اکثر مارے

دست صنعت سے بنے اسکے اگر تجسیمات
کیون ہوا اپنی خدائی کی نہ آذر مارے

شاعری کے لئے لازم تلازم نہ چھپے
لعل لب کو ترے تو دانتو کا گوہر مارے

پائے رفتار اگر ہوتے تو چلتا بھرتا
رند مرد اسا پڑا رہتا نہ یون سر مارے

## دیوان رند ثانی

حیران نہ کرینگے کہ پریشان نکرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو سچان نکرینگے

غنچہ دہنو تنگ کرو جا ہو جہانتک
ہم صورت گل چاک گریبان نکرینگے

کیون روتے ہین یون بیکے فرقت مین الہی
اندھا تو کہے دیدہ گریان نہ کرینگے

ہر وقت کے رونیکا سبب کچھ تو بتاؤ
لو خان تو یہ دیدہ گریان نہ کرینگے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
اے وحشت دل فصد بیابان نکرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نکرینگے

کیا ابکی برس چاک گریبان نکرینگے
ہیلا نہ کہے کہدو کہ چلے بادبہاری

اب چھپے مرغان خوش الحان نکرینگے
گل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا

مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے
کھیر انکی تربت مین مری اے وحشی رند

ہوا رستہ میں سیاب عجوبت سے ہم آزاد
لشتیغ نہیں پاس سلاسل نہیں رکھتے
شاعر وہ ہے جو رتبہ قدرت ہو خدا دی
جو بات بھی کرتے کا سابقا نہیں رکھتے

گو نرگس و گل نام کو اچھے ہیں تو ہوں رند
کوش شنوا دیدۂ بینا نہیں رکھتے

دیدۂ کلزار جہاں کیوں نگریں سیر تو ہے
ایکدن جانتے ہیں خاتمہ بالخیر تو ہے
رندو واعظ سے عبث کرتے ہو سر خیر تو ہے
دونوں گھر ایک ہیں کعبہ سوئے پیر تو ہے
خوشہ چیں بنتا ہی کیوں مزرع ہر ہفتا نکا
وصف انسان نہیں صیغت طیر تو ہے
در بسر ہو لگی بے نشہ قدح خوار دنکی
ہوا گر ہو کی منادی فلک سیر تو ہے
آشنا بحر محبت کے شناور ہیں سب
تہ بھی اس اک کے دریا کو اگر پیر تو ہے
رندو واعظ کے بکھیڑ میں بھلا کون پڑے
سکو معلوم ہی ان دو نو میں اک شیر تو ہے
مرغ دل مردم ہوا پر صدمے کر ڈال
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہے
جیسے اڑتی سی سنی ہو خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہوں ہر ایک سے کچھ خیر تو ہے
ساقیا چند گھرے مے کے قدح خوار میں
صرف تعداد گر ہوں عمل خیر تو ہے
در گذر رہوتا ہوا رہو گا بقدر امکان
آخر کار یہ پا پوش دو سر غیر تو ہے

کہ لے رند نے سب قافلے کو لئی نہ چھیڑا
انگریزی مگر اک قافلہ غیر تو ہے

مجھ بلا نوش کو تلچھٹ بھی ہو کافی ساقی
بھر دے چلو میں جو ہو شیشے میں باقی ساقی
بھر کے چلو تا نہیں ایک پیالی ساقی
ساری میں مانگتا ہوں دیتا ہے آدھی ساقی
تو نے کیا آتش حل کردہ پلا دی ساقی
بھون ڈالا ہو جگر آگ لگا دی ساقی

جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا — کو بکو کل سے تو کردے تو منادی ساقی
درد بھی مجکو پلا دیگا تو مدمستی مین — سب سنا دونگا مین دیوان لالی ساقی
برف پلوا کے کلیجا مرا ٹھنڈا کردے — آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی
تیرا جی چاہے تو پلوا دے کوئی جام شراب — ہاتھ پھیلا نہ بکا بندہ نہین عادی ساقی
نفس گرم کی تاثیر نے مے ساغر سے — شعلہ لفظ کے مانند اڑا دی ساقی

اور تو حسرتین سب رند کے دلسے نکلین
جام کوثر کی تمنا رہی باقی ساقی

جام بھر بھر کے مے ہوش ربا دے ساقی — آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی
خم کا خم لاکے مرے منہ سے لگا دے ساقی — بعد مدت تو مجھے آج چھکا دے ساقی
منہ سے لگتے ہی مرے ہوش اڑا دے ساقی — ایسی بوتل کوئی چپکر مجھے لا دے ساقی
دل کسا میرے بہکنے کا وہ ہون حاظر ہن — ایک رجن جو بڑا نیکا پلا دے ساقی
اسکی ہمت پہ نظر کرکے بقصد حسنہ — مین تو پی جاؤن اگر مجکو پلا دے ساقی
دم نکلتا ہی مرا پینہ مینا لیکر — چند قطرے تو مرے منہ مین چوا دے ساقی
عالم آب مین سیر گل و لالہ دیکھون — بھر کے ساغر می گلرنگ کا لا دے ساقی
ایک دو جام کی خاطر نہ چرا مجھسے آنکھ — عین مستی مین تو مجکو نہ دغا دے ساقی
کیچ کل آنے ندین ساقی کوثر تجھ پر — آج اگر میری لگی کو تو بجھا دے ساقی
کیا ہی ہم رندونکو پلواتا ہی حق نے شراب — ساقی نہر لبن اسکا صلا دے ساقی
نے گزک اب تو کلیجا ہی حلا جاتا ہی — لطف مے جلد مجھے بھونکے لا دے ساقی
وہ قدح کش ہین فرقت مین ہیون حاضر ساقی — زہر تھوڑا سا مجھے گھولکے لا دے ساقی

## دیوان بے ثانی

بزم مے سے پری اٹھتا کسی کی ہوگی
ایک اک بال اڑ شاخ پہ کرتی ہوگی
چوٹی جیا رہے کے کمر مین بستی ہوگی
اون کا مارا ہوا سانس نہ لیتا ہوگا
اوپری اڑ کے یہان کون جگہ دیتی ہوگی
دفن کس جا ہو کہان کاشی کہان دلی ہوگی
پھوڑ دیکھا جو زمین ٹاٹی پکستی ہوگی
دوسرے عشق و فرقت مین جوانی ٹکہ نہین

نہ کبھی ہوش میں آیا وہ ہوا ہوش اڑا
عقل اس بیخبری پر مری صدقے ہوگی

آتش ہجر سے جل بھنکے مرا جو عاشق
لاش اسکی تہ مدفن بھی بھلستے ہوگی

کون کہتا ہے کہ ہو جا تجھی ارزانی حسن
کبھی بازار میں یہ جنس نہ سستی ہوگی

کیوں نہ بازیچۂ دنیا کو کہیں نقش فنا
ایکدن جانتے ہیں نیست یہ ہستی ہوگی

بعد مرنے کے کوئی غور سے دیکھیگا کبھی
بیکسی اپنے ہی مرقد پہ برستی ہوگی

بادۂ خوار و یہیں چھوڑ کر اپنا بھی یار ہوگا
شیشے کیطرح سے مرحلق میں پھنسی ہوگی

آزمالیجے جب چاہے وہ عاشق ہیں
اف نہیں کرینگا گر آگ پہ بستی ہوگی

دل جگر دونوں ہی مشتاق ہیں اس خنجر کے
سینے پہ کھاؤنگا جو ضرب دو دستی ہوگی

جلوۂ حق ہو عیاں حسن سے ہے اسکے اعظ
حق پرستی تو نہیں حسن پرستی ہوگی

یا علی کہکے لحد میں جو پکارونگا رند
ٹھہر جائیگی اگر گور بھی دھستی ہوگی

لکھیں کیسے دل کی وا بار حالی
کوسا تھا کسنے کسکی اسے بد دعا لگی

دل کیوں تجھے وہ زلف سیہ خوشنما لگی
نیچے بٹھائے جانکے پیچھے بلا لگی

خاطر سے تیری کر گئے سب آشنا لگی
او بت جہاں میں ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی
کیسی بڑی گھڑی تھی جو آنکھ اے خدا لگی

لگ جائیگا کہیں کسی عاشق کا کوسنا
مر جاؤ گے جہان اگر بد دعا لگی

میرے سوا کہ ایک ہی عالم میں کی بسر
ہر اک شجر کو باغ جہان کی ہوا لگی

ماشاء اللہ آج تو اسپند کیجیے
پوشاک صندلی تمہیں کیسا خوشنما لگی

سر گوشیاں چمن میں کرے خاک عندلیب
پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلوں کے صبا لگی

## دیوان سوم رند ثانی

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجھکو
کہے تو کو یا کہ تانکے مرے دہن کو لگے

جنونمیں پیرہن اپنا اُڑا چکا پرزے
جو ایک تار بھی باقی ہو تو کفن کو لگے

رواج سرقہ بھی ہو تو کیا عجب اسکا
جو چور شمع کا بھی تاکنے لگن کو لگے

ملا تما شہریون سے آنکھ ہو یہ صحرائی
مین کیسا شاد ہون گو اگر ہرن کو لگے

کیا تھا گلبدنون سے مقابلہ شاید
لما پنے خوب سے نسرین یاسمن کو لگے

ہر ایک فصل مین بچھونے بچھے ہین پھولون کے
نظر کسیکی الٰہی نہ اس چمن کو لگے

غم فراق نے کھایا ہی مجھکو گھن کی طرح
خدا بتاؤ تو کیونکر مرے بدن کو لگے

طلائی نقرئی ہتیار ہوتے ہین پیدا
وہ اور ہو جو طلا دینے بانکپن کو لگے

لگائین کھوٹ نہ قارین کہین نظر تیری
بڑا غضب ہی جو چیہ بچارے جلن کو لگے

عمل ہو والب لعلین یار کا واں بھی
خراج چاہیے اب حاصل سمن کو لگے

یہی دعا ہی ہماری الٰہی سانپ تجھے
کبھو دست غیر تری زلف پر شکن کو لگے

نمود سبزۂ خط سے بھی ہی اندیشہ
مبادا داغ تمھارے چہ ذقن کو لگے

وہ زلف رخ پہ رہے دیر تک تجھے ہو اندھیر
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگے

مچنگی ڈھل کرون سے نہ خوش ہوں دنیا
کرا جوان کوئی ایسی قحبہ زن کو لگے

مین مصطفےٰ لب یار اور پڑھکے کرون
برا نہ گر کسی باشندۂ یمن کو لگے

لے کنار مین خسرو کو شاد ہو شیرین
نہ ہو جو تیشہ بھی کوہکن کو لگے

کیا تھا گدیسے شکیں یار سے دعوے
سزا ہی کرم اگر نا وہ خلق کو لگے

خط اسکے چہرہ انور کا یاد آتا ہی
جو دیکھتا ہون کبھی چاند مین کبھو لگے

برنگ غنچہ سو من کبود ہوتا ہے
ہر چوٹ پھول کی بھی اسپر گلبدن کو لگے

## دیوان سوم ثانی

ہو جھا اسکے آستانے سے
ہم گمان اور گمان قفس صیاد
ہوسے مجبور آب و دانے سے
چیر جوگی تو کر ری ہو اسبل
دیکھون آتی تو کس بہانے سے
اور تلک دل عجا کو شوارہ ہوش
کیا ملا خاک مین ملانے سے

آتے ہو رنج کر کے جاتے ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اُٹھ گیے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رگ گئی سانس آنے جانے سے

ہو گئی خستہ بال موے کمر
زلف نیچی ہوئی جو شانے سے

یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی
اب ہچکتی ہی روح جانے سے

آہ آتش فشان جو کرتا ہون
آگ جھڑتی ہی آشیانے سے

جسقدر ہو ضرور رہتا ہی
رند کو غیب کے خزانے سے

## دیوان رند ثانی

تم عیادت کے لیے رند کی آیے تو سہی
لو مسیحا مگر وہ جان سے جاتے ہی رہے

تم کو فرصت نہ ہوئی سونے یان عجلت کی
تم رہے کام مین ہم کام سے جاتے ہی رہے

یان کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی
گھر مین بیٹھے ہوے زیور وہ بڑھاتے ہی رہے

یان لحد مین ہی فرشتون نے سوال اور جواب
جھوٹھ سچ باتین وہ گھر بیٹھے بناتے ہی رہے

مر گئے خاک ہوے وہ بسطے سب سے چھوٹے
اب نہ رٹتے وہ غریبون سے ناتے ہی رہے

تھی زخود رفتگی یارب کہ یہ موت آئی تھی
وہ چلے بھی گئے ہم آپ مین آتے ہی رہے

## غزلہ

ساقی پہونچ تو ہاتھ پہ ساغر دھرے ہوے
برسینگے خوب اٹھے ہین بادل بھرے ہوے

مرغان باغ بیٹھے ہین تجھ بن مرے ہوے
نرگس کھڑی ہی آنکھ مین آنسو بھرے ہوے

کچھ غم نہین جو فیض سے خالی ہوا جہان
ہین اس کریم کے تو خزانے بھرے ہوے

سر جنگ دو جہان سے غافل ہین وہ رند
پھرتے کلاہ کج ہین جو سر دھرے ہوے

وعدہ وصل تھا جو بعد زوال — روز فرقت کی دو پہر نہ ڈھلی
ذوالفقار علی ہی میری زبان — رکنے والی نہین یہ اب تو چلی
دل پہ مردہ کا یہ حال ہی اب — جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی
یا علی کہ کے مار دشمن کو — زور بازو سمجھ تو نام علی
ہر زبان منھ مین نام کو گویا — بات نکلی کبھی بری نہ بھلی

رکھدئے دست و پا ہی مشکل مین
اب مدد کیجے یا علی ولی

## متفرقات

گلگشت کو جو آئے وہ رشک بہار باغ — پیدل چلین جلو مین گل نو سوار باغ
جلد یوسف سے الحی ہو وصال یعقوب — غیر ہی فرقت فرزند مین حال یعقوب
تو قف کا نہین ہی راہ کی کچھ خشکی باعث — تامل کا ہوئی ہی اس سراپین نرمندگی باعث
نہان نظر سے نور حور یا پری کی طرح — دکھاؤ حسن کے جلوے نکو آدمی کیطرح
لاکھ آن مین ہی ذلت و خواری کیلئے دل کو — کیا حال کہون ہی لگا بلا لیگئی دل کو
پنکھی ہین ملا دست حنائی نے کلیجا — تھکرا تی ہوئی فندق پا لگ گئی دل کو
عقدہ وہ کھولا کہ دقت جسمین تھی تدبیر کو — چاہیے مشہدی لگانا ناخن تقدیر کو
دیکھنا کشمکش مین پڑ گئی ہی میری جان — تیر سے کھینچتا ہی دل دل کھینچتا ہی تیر کو
بھرے گل سے بھی سوا ہی خلش خار پسند — لمبے ہی روز ازل سے مری شوار پسند
شیخ بھی مثل برہمن کے سری ٹیک رہے — بت وہ ہی جسکو کرین کافر دیندار پسند

## دیوان سندھانی

آدمی یا بلبل ناشاد ہو
عشق ہی جان بھی دل کا نہ بھولا چوٹا
ایسا دیکھا ہی کسی کا بھی نہ بھولا چوٹا
ظلمت ہی آب خضر کی لب پہ ذکر ہی مین
آنسو دہن ہی مہر نہ مین تھوکا دھری مین
اسقدر رشک پری مائل مخموری ہی
بیل بھی ہی جو وہ دیبہ مین تو ناکھری ہی
لکھنے کا کاغذ سے وہ دلدار کے حالات ہین
دل کو بھاؤ کہ اب لطف ملاقات ہین

## دیوان ثانی

کرون کب تلک بجر مین نالے ہر دم
مدعا پوچھو تم راز و نیاز عشق کا
کس سے پیسے فقر کے ہوتے ہین وقف بادشاہ
جذبۂ سودا کی طبع سے نا موافق ہے مجال
سرزمین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہے
ہمیشہ بھوکھ مین چاہا کیا مین لاکے شراب
کبھی پیاس مین پانی پیا سوائے شراب
وہ بادہ نوش ہون نا پند درد صاف نہین
نہو شراب تو کافی ہے محبوبا سے شراب
وہ بادہ خوار ہون کہ یکبارگی سے شیشے
جو میری خاک سے پیر مغان چوا سے شراب
نالہ نہ کیا کہ مر نہ دیکھا
کیا کیا کچھ ہمنے کر نہ دیکھا
بخشش تو اسی ہو تو کہین مہربان و راز
مین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز
کھلیے ہین تو کیا ہے ہو تجھے زہد کا بھی فخر
وہ شاخ تاک تا ہون پے آستان دراز
خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین
ظالم کی رسی کر تو نہ اوتا آسمان دراز
لازم ہے تند رو خضر سلامت پہونچ کے وہ
منزل ہے کل کی سنتے ہین ہی کارواں دراز
بلبل ہمارے سامنے خوش نہ بھگی نکر
بس بس نہ یاد گوئی نکر او زبان دراز
جو کہ کیفیتین مست شراب مین ہین
قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین
وصف شیطان مین جو ہین وہ اغلط
سب وہی خصلتین جناب مین ہین
چین آبے لیست مین ممکن نہین اصلا آئے
موت آنے کی نہین تو سمجھو نہ مسیحا آئے
وصل کی شب ہین ہمارے منتظر رہو کیا ہے
اب دل مین سراپا اگر رہو کیا ہے
عمر بیستون کسیطرح جھو کے بادل آئے
مفتی وقت کا فتوی کہ یو تل آئے
طرح ہم کی ہے مسافت تری ہے لاسے

پھرنہ جانے طور کی جانب کبھی مستانہ چال
اک نظر موسیٰ اگر اس بت کا جلوا دیکھتا

ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا
مثل نرگس چشم نابینا سے پرکیا دیکھتا

گھر میں بیٹھے سیر کرتے ہیں مہ و خورشید کی
روز و شب جاتے ہیں تری انکھ کا سرمہ دیکھتا

حصول مدعا کبھی مدعا نہیں ہوتا
حضور قلب جو وقت دعا نہیں ہوتا

اثر دکھائیگے کیا سوختہ دلوں کے اشک
بجھا ہوا کبھی دانا ہرا نہیں ہوتا

نگہ ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتھ
جو غیر ہو وہ کبھی آشنا نہیں ہوتا

دل کو بوند وے حرام اس کا فکر کرام کا
جس کو دش سے ٹھوکریں کھاتا ہو در اکا

کیسے سے یکساں کیا رتبہ دل آگلہ کا
شکر ہو معبود کا انسان ہو اللہ کا

مثال نیشکر اس کو نیلو میں پل جائیں
کہیں شتاب نہ میں آسمان ہل جائیں

سنا کریں جو بلک کر کراہنا میرا
دل اہل درد کے سینوں میں کیوں نہ ہل جائیں

جنوں میں زار ہوں پر زور ہوا بھی اتنا
جو ماروں دوڑ کے ٹکر سہاڑ ہل جائیں

مقام خوف ہے زلفوں سے الحذر یارو
یہ سانپ وہ ہیں جو کیلنے سے کل جائیں

بیساختہ دھوندھیگی تری انجمن انکھیں
جب گورمیں کھولونگا میں مری کفن انکھیں

کس حسرت دیدار میں دم نکلا ہے یارب
پتھرائی ہوئی ہیں مری یہ کفن انکھیں

بیکار بنائے ہیں صناع ازل نے
گوش و سر و بینی لب کام و دہن انکھیں

یا وہ نظر مہر غریبوں پہ تھی کل تک
اب آج ملاتے نہیں اہل وطن انکھیں

سر پر تجھے جھلا نگے اے غیرت گلزار
رستے میں بچھا نگے ترے مژدگان انکھیں

زندہ کرے مردے کو عنایات تمہاری
کیا بات ہو کیا بات ہو کیا بات تمہاری

سن لو دو فقرے بات جاتی ہو
بات کہتے میں رات جاتی ہے

## دیوان سوم ثانی

حال دل یار تو اب حال عیاں دیکھے
موں ہو کا دسا تو جو زبیں تک ہو
کل تو وہ آ کر شب وقت کی تھی
کیوں نہ اس صبح ہو کی یار اداں دیکھے
مثال اشک جہاں گرے وہیں رہے

وہ دیکھ غبار اٹھا ہے صحرا کی طرف سے
سبزہ پھر گیا کعبے کا کلیسا کی طرف سے
جس وقت ندا دہو مرے مولا کی طرف سے
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات
تو نے کیا ابکی برس خاک اڑائی برسات
روز دو چار کا چہلم ہوا دو چار کے پھول

آج ٹھہرائے ہیں پاس شستہ دیدار کے پھول

دست صوفی میں بھی ساقی قدح تک آج
گھورا جو میں نے گور میں آنکھیں نکالکے
ٹکرے اڑا دے ہیں زبان سوال کے
دل میں چبھوئے پانو کے کانٹے نکالکے
بیٹھے ہیں خار دشت بیابان نکال کے
عاشق ہیں ہمتور ندا سی بول چالکے
آئی خزاں چمن میں مرے کس بہار سے
اک گردش سا غر میں ہوا گر گوارا ہے
بنتوں سے گرچہ تھوڑے دنوں کی ہماری ہے
لاتے تھے عیش باغ سے جا کر خزاں میں
جانتے ہو جو صفت کسی بھارے وصف ہے

ناچار کشد دست سبجا ز علاجم — آخر چہ کند کس مرضی را کہ دوا نیست
دشمن تا زان دوست کہ دستی کہ دوا شد — بیکار بود دامن اگر عقدہ کشا نیست
مغتنم ہی جانیو امید دل ہے جو ہمارے — سال آیندہ نہ ہوگا یہ بھی جو امسال نہ ہے
پی لاکھ بار ساقی کی یا کھر بار توبہ — بس کر چکا تیری بہ توبہ ہزار توبہ
حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار ایکبے برس آتی ہے
کھدوا ای گور حسرت قاتل قریب ہے — مرجاے پھر پھرا کے یہ بسمل قریب ہے
دور اسکو جانیا یہ فراست ہے لبید — وہ شاہرگ سے بھی شہ کے غافل قریب ہے

روزی فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنیاد صحبت بنجدمت ناسخ مرحوم فرستاد و جواب نوشت از قرائن معلوم میشود کہ بحر نو از قوت بسکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل و وافر را عبارہ بردہ اضمار و عصب تا اولا و آخرہ اندرگیر نہ از دوائر خارج است مستفعلن از متفاعلن باضمار و مفاعیلن از مفاعلتن باعصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن مکررہ سبحان اللہ علم آیت

مدت ہوئی ہیں ایکسا دلدار کو گیا ہوا — تدبیر کچھ نہیں نبتی کیا موت سے ندامت ہے
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعلن — مستفعلن مفاعلن مستفعلن مفاعیلن
موافقت ہیں عناصر کی گر اتفاق نہ ہوتا — فراق روح کا قالب سے اتفاق نہ ہوتا
در در گلی گلی کے پھرانے سے فایدہ — تجمع فلک ہمارے ستانے سے فایدہ
جز گریہ نہ ہری مری تقدیر میں نہیں — مفلسی سے رونے ہی ہیں ہنسانے سے فایدہ
بیٹھے ہی تھے بات نہ کی ہنسکے ایک دن — اب مرگئے پہ اشک بہانے سے فایدہ

## دیوان سندھانی

پاؤں سے اڑ جا بیڑی تجھ کو ہماری
روح قالب میں تم کو اڑانی ہے
علیرا و کہ جان جانی ہے
یا لیٹ ابھی جو ابھی بار ضدا باقی ہے
گل بلبل ابھی اور ترا باقی ہے
نالش آتی ہے نہ گھنگھرو کی صدا باقی ہے
اویسی تا قیامت ہیں کیا باقی ہے
لب پہ فانی ہیں عنایت خدا باقی ہے

## قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

| | |
|---|---|
| سلطان ابو الظفر بہادر | خاقان ابو الظفر بہادر |
| من بعد خدا رحیم و عادل | ہی شان ابو الظفر بہادر |
| احکام قضا کے ہی مطابق | فرمان ابو الظفر بہادر |
| معتقد دو خلیف سے ہی کامل | ایمان ابو الظفر بہادر |
| ہی صوم و صلوۃ پر ازل سے | میلان ابو الظفر بہادر |
| ناغہ ہو جاے ذکر کیا ہی | قرآن ابو الظفر بہادر |
| مانند سحاب درفشان ہی | دامان ابو الظفر بہادر |
| سنتا ہون جسے وہ کہ رہا ہی | قربان ابو الظفر بہادر |
| ہو گا نہ کوئی ہوا جہان مین | ہم شان ابو الظفر بہادر |
| خسرو کو نصیب تھا نہ ہم کو | سامان ابو الظفر بہادر |
| عالی ہی مثال قصر جنت | ایوان ابو الظفر بہادر |
| لیا ہی لقب جو پاے رضوان | دربان ابو الظفر بہادر |
| روشن ہین نور معرفت سے | چشمان ابو الظفر بہادر |
| رکھتا ہی فوق عارفون پر | عرفان ابو الظفر بہادر |

| | |
|---|---|
| حلبہ بازار جہان گشتم و عالم دیدم | ہست ارزان ہمہ عشقا گہ آدم دیدم |
| نہ کسے را بشکر سیجا اسے ہر بار نگہین | پھیر دیگا کوئی دم مین ترا یار آنکھین |
| صورت باد سے جاتے ہین طلبگار وصال | حق یہ ہر ہور کہتے ہین کا فرد دیدار آنکھین |
| اس حیادار سے ہو شغل نظارہ بازی | مگر سے عکس سے آئینے مین ہو چار آنکھین |

غزل

## دیوان ندا شاہی

ہے بجا منظم الملک جو پایا ہو خطاب
ہو گیا سارا جہان خندۂ کرم سے تو
تو سزاوار ثنا کے ہے کہی تیری ثنا
اور کچھ مجکو قصیدے سے نہین ہے مطلوب
کر تجھون اسکو طفیل بنی و آل نبی
مانگتا ہون یہ دعا تجھسے مین اے رب مجید

شاد و خرم رہے تو فضل سے تیرے جبتک
مہ عشرت سے یہ مینائے فلک ہے معمور

## مخمس عمدۃ الخوانین حسب الالقاب شاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کہ یاد تھا اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کرے حال بوستان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد

مین ماجرا سے چمن کیا کرون بیان صیاد

خراب تھا مرے ہمراہ سایہ سان صیاد
چمن مین تھا کبھی ہر دم مرا وہ آن صیاد
غرض کہ ساتھ ہی پہنچا جہان تہا ن صیاد
جہان گیا ہون گیا دام لیکے وان صیاد

پھر اتلاش مین میری کہان کہان صیاد

بتنگ کر دیا دنیا کے کارخانے نے
بٹھایا خاک ندلت پہ سر اٹھانے نے
پھنسایا لاکے کہان حیف اس زمانے نے
رکھا یا کنج قفس مین مجھے آب و دانے نے

وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

کچھ اور مجکو شکایت نہین ہے ہمدم گلا
بہار کیا کہ خزان مین جو آشیانہ اک تنکا
عبث یہ اوستم ایجاد کیون غضب توڑا
اجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا

الٰہی ٹوٹ پڑے بجلیِ آسمان صیاد

میں وہ ہوں سوز و ساز گلزار ہو ہمدم سے — اڑائے شعلہ ہر اک میں ہوش عاقل کے
ابھی نہیں ہے ستمگار میری قدر تجھے — کریگا یاد مرے بعد مرے زمزمہ کو

ہوں چند روز ترے گھر میں مہمان صیاد

عزیز رکھتے ہیں مجھ زار سا غریب کو — بغیر گل نہیں آرام و چین بلبل کو
صدا آفرین ہو مرے صبر اور تحمل کو — کہیں چھپا نکتا ہیں قفس سے بجلی کو

نہ روے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہے — کبھی نہ مانونگا میں تو خدا سے ڈرتا ہے
غرض کہ میرے ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے — پر نہ کر کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے

قفس کو لیکے میں اڑ جاؤنگا کہاں صیاد

تھے میں وہ ہوں سحن گلستاں میں تھا مرا بستر — چمن کی سیر میسر تھی مجھکو آٹھ پہر
پھنسونگا دام میں آکر مجھے تھی یہ خبر — الٰہی دیکھے صحبت بدار ہو کیونکر

زبان دراز ہوں میں ناہموار بد زبان صیاد

ادھر ہے خاک میں الجھا نیکے ترے سنبل — ادھر ہے دام بچھائے ہوئے مجھ بے گل
پھنسا ہے لینے کی ہمدم فکر جا بجا بالکل — نکالیو نہ قدم آشیاں سے او بلبل

لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

اگرچہ میری بھی کی اسنے خانہ بربادی — مگر کبھی نہ کسی کے دل میں ہوا شادی
پر اب تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی — چمن میں کہکے بلبل کا نام تک نہ کہا

خدا کرے یوں ہی ہو جائے بے نشان صیاد

نہ عندلیب چمن ہوں نہ ہوں ہزار بیاں — ہزار بار کیا بند نطق طوطی کا

## دیوان سندھانی

بیخودی چھائی ہی ایسی کہ نہیں ہوش مجھے
مستشر کیوں نہ رہے چشمہ جو اسونکا بھلا

مصرع قد نے تمھارے مجھے دیوانہ کیا
بیت ابرو نے مجھے دیوانہ عشق ہوا

چیدہ اشعار جو دیوان مین ہون لاؤ صاحب

آنکھیا پھیر لین ہم دل کا سہارا لیکے
تکتے خالق تھین محفوظ نگاہ بد سے

سوے باریک کمر ہوتے ہیا ہارا لیکے
کہین بار نظر بدنہ نزاکت پہ پڑے

بال کی اوٹ مین جاتا ہو تو جاؤ صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہو وہ آشفتہ و داغ
کون ایسا ہو اس آئینے سے ہو جسکو فراغ

قدر اندوز جو تھے گل سے ہوا ان سبکے ایاغ
تیر مژگان سے ترے چھوٹ گئے دیدہ و داغ

باغ عالم مین نہ کانٹون سے رہا لاؤ صاحب

دل گرفتہ جو ہون ان آنکے تو تو راکرو
نظر خشم عنایات کو موقوف کرو

چلکے باغ مین ان آنکے چھوٹ راکرو
طفل غنچہ کے تو یون کان و لا کرو

خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنسا و صاحب

مشفقا بندہ نواز اپنے اگر چاہتے ہو
کرو بیدار کسی فتنہ خوابیدہ کو

خیر بہتر ہو مگر عرض ہماری بھی سنو
خواب فرگوش ہا لکو نہ رقیبو نکو چھیڑو

چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہے یہی منظور جناب
شکل انسان کی حیوان بھی ہون خالی نہ

کریان ہیں ہم کیون دل نہ جل جائے آپ
چال اڑا ڈا چکے اب اسے منے پیتے ہو ٹرا

کبک کو آگ کا کھانا نہ سکھاؤ صاحب

کسلیے اتنے سر سیمہ ہو کیون ہو مضطر
چھپکے تم اتنے نظر بار نہ بنے جاؤ گے کہ

ولہ

عید رمضان ہو وہ کیا روز سعید — عالم میں ہیں خوشی کے آثار پدید
اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد — ہر شب ہو شب برات اور روز عید

## قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان پیر — والد مرحوم من غفران مآب
رفت از دنیا سوی دار البقا — توجہ کردم در عزای آنجناب
در ہمان ماتم بصد رنج و تعب — فکر کردم با دل و جان کباب
سال تاریخ وفاتش یافتم — در زمین پنہان شد ہی آفتاب

## قطعہ تاریخ حسن علی بیگ اکبر بادی بہ صنعت صوری و معنوی

آمد بہ نام حسن آن عاشق نام علی — چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد
سال تاریخ وفاتش را بپرس از خرد — یکہزار و دو صد بنجاہ و سہ ہجری شمرد

۱۲۵۳ھ

## قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم — کہ خاصہ مدح میں جسکی قلم ہو
کریم بامروت اسکی ہے ذات — وہ بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اسنے — بہار باغ ہستی جس سے کم ہے

## دیوان سندانی

الف فوشش لبم بگوش دل — گفت بعابدون بود ایں باغ
قطعہ تاریخ وفات عباس گزار
چکد عباس پیر زار و دوم
ہوا از غم جہان سیر ناپید
وی تاریخ ایں سخن یافت
لج وداع بگ ہوا پید
قطعہ تاریخ تولد فرزند
امجد علی بہادر

ملاحت فاخرہ ہر جسد کو ۔۔۔ جسے دیکھئے ہی وہ نکھرا ہوا آج
یہ سامان کیا بارالٰہا ہوا آج ۔۔۔ تو غمگین ہر کیون رند بیٹھا ہوا آج
کرا سباب عشرت مہیا ہوا آج ۔۔۔ شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج
رنگ زمانہ ہی بدلا ہوا آج ۔۔۔ مقصود ہی تیرے دل کا ہوا آج
خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج ۔۔۔ ۱۲۱۱

## قطعۂ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی فتح جو ہی خان دلیر ۔۔۔ منظور نگاہ بادشاہ عالم
تاریخ بتائی اسکی یہ ہاتف نے ۔۔۔ کہ رند کہ اب ہی وہ وزیر اعظم ۱۲۱۲

## تاریخ کتاب الجنہ پر شاد

عمد علی سے اتیکہ جہانین ۔۔۔ اکثر ہوئے ہین استاد ہندی
کسنے نہ ہوا لمعاد الٰہی لکھنی ۔۔۔ جیسے ہوئی ہے یہ پیارا دہندی
فکر تاریخ تھی محبکو ای رند ۔۔۔ بھاتا ہی اسمین الجنہ دہندی
ہاتف پکارا ہو احمد پر صلوٰۃ ۔۔۔ تصنیف الجنہ پر شاد دہندی ۱۲۲۵

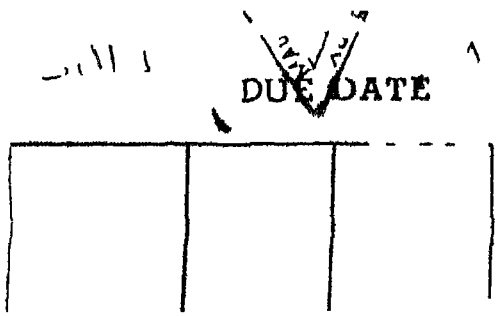
DUE DATE